

اُسکی جناب میں ہے رحمت لہو جون و ہر اگر سکے باللب کھولے، رحیم دل اور
غریب نواز ایسا کہ سلطان محمود غزنوی کی طرح اپنے دار السلطنت کے گوشے
گلیوں میں شب گردی کر کے روزینہ اور وجہ گہران فقیر محتاجوں اور مسکین
مفلوکوں کو بانٹتا، ملازم برداری کا اُسکے بہر حال تھا کہ جان نثار مدد یوں کو
اُن کے ساز و سامان کے واسطے ماہ ماہ شرح مقرر ہی کے علاوہ اور بھی
روپی اشرفی عنایت کیا کرتا،

عزت اور سطوت کا اُس کی بہر عالم تھا کہ جو کوئی سرکش تکبر کی راہ
سے بغاوت کا سر اُٹھاتا تو ہر قشع اور طوفان فہر اُس کا ہلاکی طرح اُسکے
سر پر آ پڑتا،

فراست اور قیافہ شناسی میں ایسا درست مدر کہ تھا کہ معاً دیکھتے ہی
آدمیوں کی ذاتی کم ظرفی و بد گوہری اور اُن کی خلقی عالی منشی اور نیک
نہادی معلوم کر لیتا،

ذہن و ذکا میں بھی ایسا موصوف و مستیتا تھا کہ اسے صحیح اور طبع سلیم کی
رسانی سے ارباب جوائج کے مقاصد و مطالب تک بے کہے اُنکے پہنچ جاتا،

مہر عباس علی، اُس منصف مزاج کے ایکدن کا ماجرا زبانی غلام علی خان کی جو مقرب
مصاحبوں سے تھا اس طرح بیان کرتا ہی کہ سفر کے ایام میں جب نواب بہادر
فوج کشی کی زحمت کے بعد دن کو قدرے آرام و قیلولہ سکے لئے مائل استراحت
ہوتا، تو میں اکثر اُسکے ہنگام کے قریب خیمے کے اندر حاضر رہتا، ایکبار ایسا
اتقان ہوا کہ نواب حالت خواب میں گہرا کر چوک پر آ، میں دیکھ کے حیران ہوا کہ
آلہی خبر کیجیو، بعد بیدار ہونے کے حضور میں بہر حال پر اضطراب میں لے کہ سنایا
اور حقیقت اُس خواب کی پوچھی، نواب عالیجناب نے میرے جواب میں اس

موجود پر ارشاد فرمایا اسی رفیق محرم میری اس سلطنت سے جیسے بہت عاصد ہمیں
ایک حکم ملگا جو گئی زیادہ خوش حال ہی، جو چین سے دن دین مگن رہتا ہی،
نہ دن کو اُسے کچھ دشمن کے مکر و فریب کی پروا نہ رات کو لٹیر سے قرآن کو ن کا
کھڑکا، سونے جاگنے سے اعیش و آرام کرنا ہی،

کہتے ہیں نواب حیدر علی خان بہادر کا شیخ نکیہ تھا کہ خفگی اور غضب کے وقت
خادموں کو لونڈی کا یعنی باندی بچا کہ بیٹھنا، علی زمان خان نے ایک دن خلوت میں
عرض کیا گستاخی معاف بردن کے منہ سے ایسے چھوٹے لفظ کا نکلنا نابینا
ہی، اُس عالی منشی نے ہنسر فرمایا کہ ہم سب کنیزک زادے ہیں،
بی بی کی طرف سے صرف حنین علیہما الصلوٰۃ والسلام سے کہ حضرت جناب
خاتون دو جہان سیدۃ النساء کے بطن سے پیدا ہوئے،

اُس جلیل الشان کی قیاد شناسی اور دور اندیشی کے آثار سے ایک
یہ ہی کہ اپنے فرزند تیبو سلطان کے حق میں کہا کرتا، جیف کو وہ عالی طبع
اور بلند حوصلہ نہوا، ایک دن شاہزادے نے ناگاہ کئی انگریزی سپاہ کو پکڑ کے
جبراً اپنے سامنے اُن کے ختمہ کرنے کا حکم کیا، نواب نے جو یہ حال سنا، اُسے
کمال مال و ناگوار گزرا اور فرمایا کہ یہ سفاک مجھ سے سلطنت پا کے
بانتہ سے کھو بیٹھیکا،

نواب مغفور کی والا نہادی اور عالی منشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اُس
کے ملک و شکر میں ہر مذہب و قوم کے آدمی فراغت سے نئے پروا بود و باش
کرتے، اس مادے میں کبھی کسی سے کچھ پرسش و پرخاش نہ کرتا، اُس
شکے حضور ذہن و قوت حافظے کا یہ حال تھا کہ جہے جہے کام کو ایک ہی وقت میں
انجام کرتا، اُدھر تو منشی کو نامے لکھنے میں ارشاد فرماتا اُدھر جاسوس کی زبانی اخبار

وہ

(۲۶۶)

سننا، علاوہ اہل کاروں سے بھی اُسی حالت میں بیچ و خرید کے معاملے مقدمات کا سوال جواب کرنا سنا تھا جسکے اپنے بعض ملازمن کو موافق اُن کی خدمتوں کے تعلیم و ارشاد فرماتا جاتا،

مجرمون قصور مندوں کی تادیب و تعذیب کے لئے ہمیشہ در دولت پر دو مو نسفحی کو دے دیتے تھے حاضر رہنے سیاست کے وقت ہر قسم اور ہر درجے کے مجرم برابر تھے، کیا اُمر کیا خواص اور کیا عوام لوگ،

اُس کے تمام قلم و بھرمیں یہ بھی ایک طریقہ پسندیدہ جاری تھا کہ ہر نیم و بیکس کے مال پر جن کے والی و سرپرست نہ ہونے سرکار عالی سے غور برداشت کی جاتی، بعد اس کے یہ لوگ سپہگرمی کے فنون تعلیم پا کر اُن سپاہیوں میں جو یتیموں کی فوج مشہور تھے بھرتی کیے جاتے اُس کی رحلت کے وقت وسعت اُس کے ملک کی، سوائے محالات مفنود ملک کرنا تک کے اسی ہزار انگریزی میل مربع پر مشتمل تھی،

ممالک محروسہ میں اُسکے، ہزار قلعے تھے، اور جس شہر و قلعے کو مستتر کرنا تو اُسکی تاسیس و ترمیم کے لئے سر نولاکھوں روپے پیدا ریغ صرف کرنا، چنانچہ ہنوز اکثر زمین دوز و کوہی قلعے پائین گھات و غیرہ کے شاہد و ناظر عدل اس بات کے ہیں،

باج و خراج سے ممالک محروسہ کے سالیانہ تین کروڑ روپے بعد منہا کرنے ملکی و فوجی و خانگی اخراجات وغیرہ کے خزانہ عامرہ میں داخل ہونے تھے، صرف سپاہ کی جمعیت تین لاکھ چالیس ہزار تھی علاوہ اُسکے شاگردیستہ وغیرہ تھے،

تھے لوگوں کی زبانی جو دیکھنے والے اُن واردات و حالات کے اتنا بقید حیات موجود ہیں یہ بات پلہ ثبوت کو پہنچی ہی کہ وہ منعمت پناہ خزانہ دقتہ پیشہ

قیمتی جواہرات و مردار بد اور سونے روپے کی اینٹیں اس قدر رکھنا تھا کہ حساب اور تولنے کے وقت میں اور نہ مہری سے مثل غلے کے وزن و شمار کیے جاتے تھے،

فوج اور توپ خانہ تو خزانے جیسا اس مغفور کو عطا کیا تھا اُس کے معاصرین بلکہ قدیم کے امیر و سلاطین کے پاس بھی کم ہی کم تھا، انجام کار اس صاحب ثروت و ذوقدار سارے ساز و سامان سلطنت و اساس و اسباب دولت کو جنہیں برے جبر و فقر سے لیا و جمع کیا تھا، مجبوری و بے بسی کی حالت میں سب چھوڑ گیا اور اس جہان ناپایدار سے افسوس و حسرت ہی لے گیا،

بیت

جہان گرد کردم غمخوردم برش
برفستم چوبیگانگان از سرش

نسب نامہ نواب مغفورت مآب
حیدر علی خان بہادر کا،

شرافت بناہ امارت و سنگاہ حسن بن یحییٰ کہ عرب کے امیر و نادر قریش کے رئیسوں میں محسوب اور امانت و دیانت کی صفت سے موصوف اور جمال صورت و کمال معنی کے سبب معروف تھا پینتیس برس کے سن میں شہنشاہ اعظم خاقان معظم سلطان روم کے حضور سے مرہین شریفین کے عہدہ شریفی پر مامور و مقرر ہوا، اس عالی گہر کی نسل سے، دریائے ثروت کے دو گہر شاہو احمد بن حسن اور علی بن حسن پیدا ہوئے، علی بن حسن کا تو دس ہی

وفا

۲۹۹

برس کے سن میں پیمانہ عمر معمور ہو گیا، اور محمد بن حسن ایک فرزند طالع
بلند احمد بن محمد نام بادگاہ چھوڑ آتھہ سہی جو پتر ہجری میں گلزار جنت کارا ہی
ہوا، اس حادثے کے ایک برس بعد، باپ بھی ان کا حسن بن بھیجی شریف مکہ
مستورہ اپنے ترکون کے رنج والہم میں رمضان شریف کی بندہ ہو بن ہنچشہ کی
رات کو سہ آتھہ سو چھتر ہجری میں اس منزل فانی سے ملک جاودانی
کی طرف کوچ کر گیا، جب یہ خبر بارگاہ خلافت پناہ میں قصر روم کے پہنچی تو
داؤد پادشاہ کے نام پر برلیغ قضا تبلیغ شریف مکے کے مقرر کرنے کے باب
میں صادر ہوا، اس نے احمد بن محمد کو باوجودیکہ اُن دنوں بندہ برس اور
خندار اس عہدے کا تھا کم سن جان کے اُس کی جگہ میں سید عبد الملک
بن ابو عبد اللہ کو کہ فصیح زبان اور عالی خاندان تھا خادم مکہ مقرر کیا، احمد بن محمد
کہ جوان دلور اور شجاع با عقل و ہنر تھا بہر ماجرا دیکھ وہاں سے برخاستہ خاطر
ہو کر جلد ملک یمن کی طرف چل کھڑا ہوا، کچھ دنوں عدن میں تھہرا پھر شہر صنعاء میں
جاوہان کے فرمانروا کی ملاقات سے مشرف اور اُس کے متوسلون کے زمرے
میں شملک ہوا، بعد چندے والی صنعاء نے جب اُس کے حسب و نسب کی
بخوبی اطلاع پائی اور اُسے صورت و شجاعت میں نئے نظیر دیکھا تو اپنی ترکی
کو اُس کی زوجیت میں دی اور بالکل امورات ملکی و مالی کا انتظام دابند و بست
اُس کے اختیار میں کر دیا، بیس برس اس نکاح پر گزرے تھے جو
اُس نے مرض موت کی حالت میں سب ارکان دولت کے سامنے
اپنا ایک ترکا بھی جو پانچ برس کا تھا داماد کو سپرد کردیت کی کہ جبتاک یہ
جوان نہوا سے اپنے فرزند کی طرح تعلیم و تربیت کرنا اور ملک کے نظم و نسق
اور رعیت کی رفاہیت میں ایسی سعی و کوشش بجالانا کہ کوئی فرمان برداری

کی راہ سے قدم باہر نہ نکالے، القصر بعد اثنی عشر فرما کر واسے منع کیا کہ
 تیرہ سال تک احمد بن محمد ملک کے ضبط و بطمین و رابطہ عدل و اخلاص کو بجا کرنا،
 ایک دن شیخ سالم بخرازی جو اس سرکار کے ایک معتبر ملازموں سے اور
 ظہر آدینا سازی کی راہ سے احمد بن محمد کا دوست لیکن حقیقت میں اُس کے
 خون کا پیا سنا تھا، حاکم صنعاء کے بیٹے پاس گیا، اور احمد کی طرف سے یہاں تک
 شکایت کی کہ اُس نو جوان کے دل پر کچھ میل آگئی، تب اُس حیلہ کرنے
 چلو اسی دوشادہ کی مہانتیں شروع کر اُس سادہ لوح کے سامنے بہر عہد کیا
 کہ آپ کو سلطنت موردی پر بٹھانا اور احمد کا قتل کرنا میرے ذمے ہی اس
 شرط پر کہ مجھے سپہ سالاری کا عہدہ ملے، اُس لڑکے نے بھی ان باتوں کو غنیمت
 جان کے مان لیا، تب تو وہ مکار و دھرتی کے سرداروں اور سپاہیوں
 کے ساتھ لگاوت ملاوت کرنے اور اُدھر احمد بن محمد کے حضور میں ظہر اندازہ
 اپنی ولسازی و متابعت دکھلانے لگا، ہر ایک کام پر نہایت مرتبہ میں دوڑ دھوپ
 کرنا، مگر ہمیشہ وقت قابو کی ناک میں رہا کرنا، ایک برس اسی نگاہوں
 و جستجو میں گزر گیا، آخر سن نو سو گیارہ ہجری میں اُس بد نہاد نے فرزند والی
 صنعاء کی مشورت سے اُس بیمار سے موصوم صفت کے قتل کا دن ظہر اندازہ کی جھی
 ایک نوادہ سمیت دوبارہ حالی میں نذر گذرانے کے بہانے حاضر ہو کر اُسی
 نوادہ ہر دار سے اپنے سردار کا سرکات خوشی و افتخار کی راہ سے بہر احوال
 والی صنعاء کے لڑکے کو جا کر کہہ سنا یا علاوہ یہ بھی عرض کی کہ داناؤں کا قول ہی
 کہ آتش کشن و اگلہ گذاشن کا دُردندان نیست، مناسب ہی کہ اُسی
 دم اُس ظالم کا بیٹا محمد بن احمد حضور میں بلایا اور مارا اور مال و اسباب اُس کا
 فرق کیا جائے، قضا و ذہر نام ایک حبشی اُس شہید بیگناہ کا غلام وہاں حاضر تھا، جو نہیں

وفات

(۲۰۱)

اُس پروردگار کے لئے یہ بات اُس نے حسنی نیک طالی کی جہت سے اُسکو ایسی غیرت آئی کہ مجھوڑی سے بے قرار ہو کر دیمانہ نامے ایک دوسرے غلام سے جو اُس کے پاس کھرا تھا کہنے لگا کہ بھائی، آقا کا حق نیک تبھی ہم سے ادا ہوگا کہ جس طرح ہو تو شبابِ نر محمد بن احمد کو جو ہمارا محمد و م زادہ ہی اعدا کی نظر بچا ہوا ہے بغداد کی جانب لے نکل اور میں بھی انشاء اللہ المستعان اُس نظمِ حرام سے اپنے منیب بالطف و احسان کے خونِ ناحق کا عوض و انتقام لیکر بشرطِ حیات و ان آہنچتا ہوں اور اگر نہ پہنچا تو جانیو کہ آقا کے قدم پر اس خاک رکا۔ سر تصدق ہوا، خیر جب دیمانہ و ان سے روانہ ہوا تو شیخ عالم بھی محمد بن احمد کے گرفتار کر لینے کو چلا کہ اتنے میں قنبر نے پیچھے سے آکر ایک گھونسا اس زور سے اُٹکی گردن پر مارا کہ وہ بد اصل گر پڑا تب اُس و قادار حبشی نے ترنت بیتھ پر چڑھ اُسی کی شمشیر سے سر اُسر، شریر کا کات ڈالا اور چاہا کہ اپنے نہیں اُس منحصر سے بچاے لیکن شیخ کے ساتھ والوں نے اُس بیکارے کو تیغ و خنجر سے پارہ پارہ کیا، اُدھر دیمانہ نے محمد بن احمد کو کہ اُذنون تیر ہو میں برس میں تھا جا کہ اُسکے باپ پر جو مصیبت گذری تھی کہ سانس اور فی الفور اُسے ایک کھوڑے پر چڑھا دوسرے پر آپ چڑھ پہاڑوں کے رستے بغداد کی راہ لی اور دھوا مار دجلے کے پار ہو شہر میں ظاہر افندی کے گھر لے پہنچایا، افندی مذکور نے اُس رئیس زادے کے اطوار سے آثار سردار سی نمایان دیکھ اپنی لڑکی اُسے بیاہ دی، اُس صالحہ کی طرف سے تین لڑکے عبد الوہاب عبد الرزاق عبد الغفر پیدا ہوئے، ساقی فصاحت نے سنہ ۹۶۸ ہجری میں محمد بن احمد کے پیمانہ عمر کو سنہ ۹۷۵ کے سن میں سمو دیا، عبد الوہاب برادر کا اُس منفرت مآب کا اور

م ایک عورت کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی، ایکسٹری و ایکسٹری بیباک و ہوسر، سن
 ایک ہزار و تیس بھری میں اپنی موت ہوا، اور ابراہیم اُس کا بیٹا بن گیا جسے اپنے
 پ کی طرح نکالتا گا، گار باد پھیلا، پانچا، سنہ ایک ہزار و ستیالیس بھری میں
 بن لڑکی ایک لڑکا حسن بن ابراہیم نام یادگار و ہوسر ملک عدم کو سہ ہزار
 ایک حسن و ابراہیم کے مرنے وقت ایک برس کا تھا، گار باد پھیلا، سنہ ایک ہزار
 اسی کے باپ کے نقد و جنس پر ابراہیم خود و برد کا تھا، صاف کہا کہ اُس کے بالغ
 ہونے تک وہ دین ہی ہزار روپیہ مجھے تھے، تب وہ صاحب غیرت کہ بادا اُس
 شہر کے وضع و شریف کی زبانی اپنے بزرگوار و دین کی تو نگہی کا حال سنا
 کر، پانچا، سنہ کے سبب اُس شہر میں رہنے کو نامناسب سمجھا، اپنی مان بہنوں
 محبت ہندستان کی طرف روانہ ہو کر اجبر میں خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ
 کے متولی پاس جو وہاں کے ذی عزتوں میں تھا جا رہا، متولی موصوف نے اُس کا
 کردار و فائز نیک دیکھ کر اپنی بیٹی کے ساتھ اُسے کہہ دیا، چھ مہینے کا حمل
 اُس لڑکی کو تھا کہ اُس کے شوہر حسن نے ایک ہزار و پچتر بھری میں انتقال
 کیا، القہر اُس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، مانا نام
 اُس کا ولی محمد رکھا، جب وہ سن شباب کو پہنچا تو اُس کی بھوپری بہن
 کے ساتھ شادی ہوئی جسے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا، بعد اسکے ولی محمد
 بہ سبب ناچاقی کے کہ وہ میان اسکے اور اُس کے سر کے واقع ہوئی
 و تنجید ہو مو اپنے لڑکے کا محمد علی نام تھا، شاہ جہان آباد چلا گیا، چند
 وہاں قہر و کھن کی طرف روانہ ہو کلبہرگ شریف میں جا رہا، جب محمد علی صاحب
 بالغ اور تحصیل علوم و تکمیل فضل و کمال سے فارغ ہوا اُس طالب مقدر کے
 بدرگاہ دار نے سید مہموم صاحب کی لڑکی (سجادہ نشین سید محمد گینو دراز



(۵۰۲)

جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید و خلیفوں سے اور دکن کے لوگوں میں بلقب
بندہ نواز گیسو دراز مشہور ہی) کے ساتھ اُسکی کنخداہی کر دی اور آپ وہیں
عالم بقا کار سنا لیا، محمد علی صاحب بعد انتقال والد مغفور کے، اپنے قبیلہ سمیت
بیجاپور کے مشائخ پرے میں اپنے سالو بکے گھر جا رہے تھے، پھر یہاں سے کئی دن بعد وہ اپنے
اہل و عیال کرنا تک بالا گھات کا عازم ہو کر قصبہ کو لازم سکونت کیا، آخر چار لڑکے
شیخ محمد الیاس و شیخ محمد و محمد امام و فتح محمد یادگار چھوڑ سن گیارہ سی
نوبہم جری میں اس جہان سست بنیاد سے رحلت کیا اُس کا بڑا بیٹا شیخ الیاس
اپنے چھوٹے بھائیوں اور سب خوبشون کی تسلی و پرورش میں مصروف
ہو کر سلامت روی کی چال چلا، بعد چند سے فتح محمد وہاں سے برخاستہ خاطر ہو
ئے حکم اپنے برادر بزرگ کے کرنا تک پائین گھات کی جانب روانہ ہوا اور محمد
الیاس اپنے بھائیوں کو معہ ایک لڑکے کے جس کا چار برس کا سن اور
حیدر صاحب نام تھا گھر میں چھوڑا، نذیب اور کو گیا اور گیارہ سو پندرہ ہجری میں انتقال
کیا، نب فتح محمد نے کہ شہر اراکات میں تھا نذیب اور سے برہان الدین پیر زادے کو
بلا کر اُسکی لڑکی کو جو ابراہیم صاحب کی سگی بہن تھی اپنی زوجیت میں اختیار کی
اور اپنی اہلیہ کے بھانجی کے ساتھ جو سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی امام صاحب
کے ساتھ شادی کر دادی، بعد اسکے وہ اپنی ستورا توں کو کو لازم
چھوڑ کر میسور کو چلا گیا، وہاں دو سال میں اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک
شاہباز صاحب دو مراد لی محمد نام جسے دو برس کے سن میں انتقال کیا،
نب فتح محمد کا وہاں دل نہ لگا، وہ اپنے وابستوں کے بالا پور کنان کا عازم ہوا، اب
سن گیارہ سی اُنیس ہجری میں دیون ہٹی کے درمیان اور ایک فرزند
فریدون فرج شید شست دار اشکوہ سکندر طالع ایسی ساعت کے بیچ کہ

(۰۰۴)

آفتاب برج حمل میں نھانٹو تھ ہوا جس کے وجود سے وہ خانہ ان نورانی و سنو تھ ہو گیا ،
نام اس ہمایون طالع کا حیدر شاہ رکھا گیا ،

القاب مستطاب نواب والا جناب
حیدر علی خان فردوس آشیان ،

نواب بہادر

یعنی سپہسالار مظفر فیروز مند ، دلاور صف شکن میدان جنگ ، طالب
ناموس و ننگ ، قانون پیکار و حرب میں بہت مشتاق فنون طعن و ضرب میں یگانہ
آفاق ، اور اسی لقب سے دکن کے سب جھوٹے برے خاص و عام نواب
حیدر علی خان کو بلاتے تھے ،

نہند اس

یعنی مرادار القاب سترگ ، امیر بزرگ ، حاکم باشکودہ و شان ، عظمت
و حشمت نشان ، زیب مند حکومت و شجاعت ، حامی شریعت و سلطنت ،
صوبہ دار شہر سراکا ، بادشاہ مرز و بوم کو ترک کنتراکا ،
سلطان حکمران ممالک ہر کوئی و کلیکوت کا حسین کوچین تراونکور و غیرہ کئی
ریاستیں ہیں ،

نواب بنگلور ، بالاپور ، باساپتن بابنگر کا ،
مرزبان فرماندہ فراز سمان و شبستان یعنی بہارون اور اُسکی تراہیون کا ،

—

(۰۰۰)

بہادران بہادر

اور طرقدار فرمان فرما ہزار مالہ یوہ کا جو گنتی میں صاب و شمار سے باہر ہیں،
کہتے ہیں کہ عہد ان جزیرون کا بارہ ہزار ہی،

سجج نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا

بیت

ہر نسخبر جہان شد فتح حیدر آشکار
لا فتی الا علی لاسیف الا ذو الفقار

سکہ حیدری ہر تھا

نایب دین محمد
حیدر آخر زمان
سنہ ۱۱۸۸ ہجری

ثانی
سلطان سکندر قاتل
کل کافران

**From Scurry's Captivity under Navab Hyder
Allie Khan and Tippoo Sultan.**

یونان و رومن میں نواب حیدر علی خان کے سبر و اخلاق کی بیان
 لکھنے میں آئیں، اب اُس شہر موت کی نحواری سی میر جی بھی جو دشمنوں
 اور اسیروں کے ساتھ عمل میں آتی تھیں، کتاب اسکرپس کپٹیو بلی
 (یا اسکرپ صاحب کی اسیری کے حال) سے لکھی جاتی ہے، تاہم اس
 کتاب کے پڑھنے والے مولا کو طرف کشی کی نہمت نہ لگائیں،
 ہنزہ بش شہر دی یک یک آہوش ہم بشر

کپتان اسکرپ لکھتا ہے کہ ہم لوگوں نے ایک مدت تک فرانسیسوں کی
 اسیری میں نوع بنوع کی اذیت و مصیبت کھینچی، آخر ان سنگدلوں نے ہماری
 قوم کے اسیروں کو جوہان سی نصرتے کئی جہازوں پر چڑھا دیا چھ مہینے بعد
 ہم سب کے سب قلعہ گدڑ میں پہنچے، جب یہاں کچھ دن گئے تو ہم کو چیلیروم
 میں جو مستحکم قلعوں سے نواب بہادر کے ہی، لیگئے، وہاں ہم اُس قلعے کے
 درمیان کیا دیکھتے ہیں کہ جا بجا سیکرٹون آدمی بحال تباہ پڑے بلکہ مردے بن رہے
 ہیں، مارے بھوک کے کتنوں کی تو ایسی بری حالت تھی کہ اگر ایک سری ہڈی
 گندی جگہ میں کہیں پڑی دیکھتے تو بھوک کے مارے اُسکی طرف بھی ہاتھ نہ
 پھیلائے خوراک ہم لوگوں کی یہاں نہ تھی کہ فقط گائے کا گوشت اور موٹے چاول
 کھانے کو ملتے، اسی غذا اور لونی زمین کا باعث تھا جو ہمارے ساتھ کے بہت
 آدمی رو رہے، اور اکثر نوحہ و توہش والوں کو ہم نے دیکھا کہ گھری بھر کے
 نشیج کے سبب اعضا انکے انکڑ کر شل ہو گئے، خدا جانے فرانسیسوں کو انگریزوں
 سے کیا ایسی عداوت تھی جس کے باعث انھوں نے ہمیں ایسے ظالم کے
 ہاتھ کر دیا اور ہر بھی تعجب و حیرت کا مقام تھا کہ ہمارے ہم جنس بھائی
 ہماری رہائی سے کیوں دست بردار ہوئے تھے، لیکن حقیقت حال یونان ہی کہ

وقت

(۹۰۷)

اگر یزدن سے جو اس امر میں غفلت واقع ہوئی وہ اسکی بہنھی کو دے آپ ہی ہندوستان کے دربار میں تباہی اور مصیبت میں گرفتار تھے، پیر آپ ہی درمانہ سے تو شفاعت کس کی کریں ستر اسکی کہنا ہی کہ جب قریب دو مہینے کے ہم اس مقام میں رہے ہم میں سے انیس آدمیوں نے لفٹنٹ ولسن کے ہمراہ بھاگنے کا منصوبہ تھان کئی کمال جو ان کے پاس تھے اسے پھاڑ کر بطور رسے کے بانٹا، اس کے سہارے سے دے سب شب مار یک میں اس حصار کی دیوار پر سے نیچے اترنے کو تو اتر گئے لیکن یہ نہیں جانے تھے کہ کہاں جاتے ہیں، آخر کو صبح کے وقت اُنیس آدمی تو پکڑ آئے جن کی مشکین بندھی تھیں اور بیسواں شخص اُن میں سے، ایک مذہبی پارہو نے وقت پانی میں دو ب گیا، لفٹنٹ ولسن کو تنگ کر کے املی کی ایک ڈالی سے سخت سیاست کی گئی اور باقی لوگوں کے ہاتھ پانوں میں ہتھکڑیاں بھرتیاں پہنائی بعد دو دن کے ہم کو ایک برے محکمہ زندان میں لے گئے جہاں ہماری سابقین چھید آہنی بھرتیاں اُس میں پہنا کر مقید کیا اور پاسبانوں کا عدد دو چند کر دیا،

دو مہینے کے بعد حیدر علی خان نے حکم بھیجا تاہمیں بنگلور لیجا نہیں، تب ہمارے بیرون کی بھرتیاں کالت دو دو آدمیوں کے ہاتھ ایک سائنڈر زنجیروں میں باندھ اس خرابی سے ہم کو نیکے پانوں میں اس قلعے سے لیجئے، ہم اپنے دل میں کہتے تھے الٹی دیکھئے آگے کو اور کہا کیا تقدیر کا بد اہی، اس حال میں ہم سب چھوٹے برے برابر تھے مگر اتنا ہی فرق تھا کہ عہدہ دار اور سپاہی الگ الگ باہم بندھے تھے، حاصل کلام انولع طرح کی زحمت و رنج اُٹھا کر ایکس دن بعد بنگلور جا پہنچے قسمت سے وہاں ہر معاملہ پیش آتا کہ تین دن بعد اس قلعے کے سرداروں سے کئی مسلمان اور برہمن ہمارے پاس آئے جنہوں نے ہم لوگوں کو نین فریق کیا، وہ

فریق جس کے دو مہمان میں تھا موقع ہر دم پورا کوروانہ کیا گیا جو بنگلور سے نین منزل ہی، محبوب کیا کرین کچھ بس تھا ہم، حشموں کی جہائی پر صبر کرنا چشم پر غم و سبب پر غم آپس سے جدا ہوئے، جب وہاں کے زندان میں جا پہنچے، اتھ ہمارے کھولے گئے لیکن اُسکے عوض بیرون میں بیربان پر بن اور ہمارے کھانے کے لئے دس دن تک تو یہاں بھی وہی موئے جاؤں تھے بعد اس کے راگی یعنی منتر و امتر ہوا، لاچار کتنے تو ابسی غذا سے نا موافق کھا کھا مرتے، بعد تین مہینے کے ہم میں سے ہندو آدمی نو جوان کو جن میں ایک میں بھی تھا چن کر بیربان کات اور بہر بات کہہ بنگلور کوروانہ کیا کہ وہاں تمہاری غم خواری خاطر داری کی جاگی، الغرض بعد تین دن کے ہم وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری طرح اور بھی کتنے نو جوانوں کو اور اور زندان خانوں سے لے آئے ہیں، ایک دوسرے کے دیکھنے اور آپس میں ملاقات ہونے سے خوش ہوئے، جب ہم لوگ شمار کئے گئے تو حساب میں باون آدمی تھے، تین دن بعد وہاں کے قلعہ دار نے ہم لوگوں کو اپنے روبرو بلوایا اور ظاہر اشفت و درد مندی کی نظروں سے دیکھ کر، کچھ پھل پھلاری دے کے بہر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہر اسان مت ہو، نواب بہادر تمہیں اپنے لڑکوں کی طرح جانتا ہے، غم پر بہر گمان نہیں بلکہ مہربان ہے، اُس شخص سے اتنا سن کر بعضے تو ہماری سنگت کے کچھ اور ہی سوچنے سمجھنے لگے اور کتنے غافل رہے، خیر بعد اس کے ہم کو سر برنگپٹن روانہ کیا، اس سفر میں زار راہ ہمارے ساتھ بہت تھا اور چونکہ اب ہم نے قید و بند سے راہ چلنا دشوار تھا، نو دن بعد جب سر برنگپٹن پہنچے، تو ہم کو اس قلعے کے دو دروازوں میں تین ساعت تک بٹھلا رکھا تا وہاں کے لوگ ہمیں دیکھیں، چنانچہ اسی دیکھا دیکھی میں وہ ساعتیں کتنی، پھر ہم کو ایک چوڑے کے پاس لیگئے، یہاں بھی ہمارے

قصہ

(۱۰۱)

مال و سابق کسی موافق و مدارات دھربانان نہیں، ہر صورت ایک مہینا
 لہاں خوشی خرمی سے گزر چکا تھا جو کتنے حجابوں نے ہمارے پاس آکر ہر
 قصہ کیا کہ ہمارے سر کے بال چھانت ڈالیں جب اس کام سے ہم لوگ سر جرانے
 لے تو دے ہم ہر تفاضا اور جبر کرنے لگے کہ اتنے میں مسلمانوں کا لباس و عمارت
 ہنسنے ایک شخص فرنگستانی نے جس کی بری بری موچھیں نہیں ہمارے
 زدیک آکر دو ستون اور منساروں کے طور پر سلام کر کے یہ ظاہر کیا کہ مجھے
 می قلعہ دار نے اسی کام کے انجام کرنے کے لئے بھیجا ہے تا بسلمانوں کے
 لریقہ کے موافق تمہارے سر وغیرہ کے بال ترشوائے منہ واپنے میں سعی
 کروں اور اگر تم اس امر کا انکار کرو گے تو بھی جبراً فہراً یہ فعل وقوع میں آیکا،
 تب تو اس شفیق کی ایسی دوستانہ باتیں سن کر لاچار اس بار کو بھی
 ہم لوگوں نے سر جھکا کر اُتھالیا، یہ رنج و وبال تو ہم نے گوارا کیا ہی تھا کہ پھر
 یک ہفتے بعد یہ دن چرھے وہی لوگ دس بارہ خنگے مشددے آدمی ہمراہ لئے
 پہنچے ساتھ ہی اس کے اسی مرد فرنگستانی نے آکر ہمیں چنایا کہ اب نواب نے
 ہمارے ختمہ کرنے اور مسلمان بنانے کا حکم کیا ہے، اگرچہ اتنا سنتے ہی اور
 ان سفاکوں کو مستعد دیکھ کر ہمارے چہروں کے رنگ فق ہو گئے، لیکن سوائے
 سلیم و رضا کے چارہ کیا تھا، چنانچہ پہلے تو انھوں نے ہم سب کو نشے والی
 بھجوریں کھلا دیں، بعد اسکے ہر ایک کے واسطے ایک ایک چٹائی اور چادر
 لگوائیں، تب اُن بوریادوں پر ہمیں دو قطار ہو کر لیٹنے کہا، جب اُنکے کہنے سے
 بے سبب بانیں عمل میں آئیں تو کتنے گہبان اور دے حجاب اور اُنکے ساتھ کے وہ
 ادا سنتے ہمارے پاس آئے، سب سے پہلے رندال کا دمن کو دھریک کر
 گئے، پھر وہاں سے کہیں سے حجاب نامہ، حام نے اس کا کام انجام کیا،

اعرض ان ہرمون نے ہم میں سے ہر ایک کے مانعہ بہر سلوک کیا، اس حال میں بغیر تو مجھوں کے نئے سے نئے اور کتنے روئے تھے، واقعی کہ ہماری ایسی مصیبت و درد کی حالت قابل دیکھنے اور رحم کرنے کے تھی، رات کے وقت کتنے پاسبان ہم پر تعینات ہوئے ناظم سے محرمی، ترے ترے ہون کے جو اُس ملک میں بہت جہین ہم کو بچائیں، قصہ کو ناہ دو مہینے بعد کتنی اذیت و تکلیف اٹھا کر سوائے دو صاحبوں کے ہم سب جگے ہوئے، جب یہ مراتب دین و اسلام کے پورے ہو چکے تب اُن لوگوں نے ہمیں مبارک سلامت کی بشارت دی کہ خوش رہو اب تم پیغمبر خدا کی اُمت اور نواب عالی جاہ کے مقرب حضرت ہوئے،

جو ہندوؤں پر حالات نواب مغفور اور سلطان مبرور کے پوشیدہ ترے، کردہ قدیم دشمنی جو ان دونوں عالی ہمتوں کے دلوں میں قوم انگریز کی طرف سے تھی (کیونکہ بنے لوگ مہاکت دکن کے مسخر کرنے میں اُن بہادرؤں کے مزاحم تھے) اور وہ تعزیر و سیاستیں کہ انگریزی اسبروں پر ہوئی تھیں ممکن نہیں کہ اُن کی اخبار کا کوئی راوی انکار کرے، کیونکہ مسٹر اسکری کی ہزار ہا روایتیں انواع و اقسام طرح کی اذیتیں بھری جن میں سے بہ قدرے احوال یہاں بیان کیا گیا، ایک شتم ہی اُن مصائب و محن کا جو حیدری قید و بند میں انگریزی اسبروں پر گزرے، اور ایک جرعمہ ہی اُن تانابوں سے جسے انگریزی قیدیوں نے اُس دور میں قدح قدح پیا ہی، چنانچہ بے حالات دفتر دفتر لکھے گئے ہیں، جیسے برشطو نے جو اپنی دس برس کی اسیری کی مصیبت لکھی ہی اور بھی مسٹر و نالہ کنبل کا سفر نامہ ایک باب ہی اُس کتاب غم افزا کا، بہنبرے نے پچارے مصیبت کے بارے قید کی حالت میں سنجیدگی کھینچ کھینچ

مفت

(۱۱۱)

مرے اور کتے لوگ نوع و نوع کے عذاب سے مارے گئے اکثر لڑائیوں میں فتح ہونے کے بعد انگریزوں کے باقی ماندگان مجروح کم بخت ہونے تھے، جنگ کو ہستانی میں جو پہلی کی لڑائی ہو رہی انگریزوں کی طرف کے ہزاروں سپاہ ہندوستانی و فرنگستانی قتل ہوئے، سیکڑوں اسیر اور پابز بخیر کیے گئے، اور کو لبرم ندی کنارے کرنیل بریتھوٹ کی لڑائی میں بھی جسے سلطان نے فتح کی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر انگریزوں کی جانب مارے پڑے، بقیہ اتنے گر فدا ہو آئے اور بری سختی و اذیت کے ساتھ سریرنگپتن بھیجے گئے اگر موشر لالی اُن کی شفاعت کے لئے درمیان نہ پڑتا تو باقی ماندوں میں سے ایک کی بھی جان نہ بچتی، القہہ جن لڑائیوں میں حیدری سپاہ کی فتح ہوتی تو دے حریف کے مجروحوں اور باقی ماندوں پر ترقم کم کرتے اور اسیروں پر سیاست و تنبیہ بہت، اگرچہ اُن کی طرف سے کیسی کیسی سگد لیان اور بیرحمیان عمل میں آئیں پر ان رحیم دل کریم نہاد انگریزوں کی جانب سے بعد نسخہ سریرنگپتن کے نوازش و کرم لطف و احسان ہی نواب حیدر علی خان مغفور اور بادشاہ شہید کی آل اولاد کے حال پر مبذول ہو اور اب بھی ہوتا جاتا ہی اور وے سب انگریزی حکومت کے سایہ رحمت میں بعزت و حرمت آرام و فراغت کے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر کرتے اور اُس سرکار دولتدار کی ترقی جادہ و اقبال ابد اتصال کی دعاگوئی و شکر گزاری میں اشتغال رکھتے ہیں،

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانا شاہ عالیجاہ تیبو سلطان کا د کھن کے
تخت سلطنت پر اور لشکر کشی کرنا جنریل لائک
اور جنریل اسٹوارٹ کا واند بواش کی طرف،

جب آفتاب جاہ و جمال نواب ہمایون خاں کا وسط السماء عروج و کمال سے
ہبوط و زوال کو پہنچا تو جتنے ملازمان سلطنت اور مقربان دولت جیسے
غلام علی خان شوشتری، عبدالمجید خان کابلی سردار خان اور اسد اللہ خان
فندھاری محمد علی کسیدان، بدرالزمان خان مہارزاخان محمد رضا خان حیدر علی بیگ
سید حمید خان غازی خان ابو محمد پور نیاشن راو، وغیرہ جو اُس وقت حاضر
تھے، سب کے سب وفاداری و خدمت گزاری کی شرطیں بجالائے اور
کارخانہ سلطنت کو ابتر نہ ہونے دیا اور نظم و نسق امورات ملکی کا اُسی
طور و ضابطے سے بحال رکھا جیسا نواب منظور کے حین حیات جاری تھا، اُس کے
جنازے کو راتوں رات خفیہ بری اہتمام سے سربرنگبتن لے پہنچایا، وہاں
درمیان لال باغ، متصل ایک بری مسجد کے مقبرہ عظیم الشان میں جسکی تعمیر
کے واسطے نواب منظور نے پائین گھات جاتے وقت حکم دیا اور ان دنوں طیار
ہو چکا تھا، مدفون کیا، اور مصالحت وقت جان کر فی الحال شاہزادہ خرد و خند
شکوہ عرف کریم شاہ کو باپ کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلایا، اُس نو نہال
دولت و اقبال نے ایسا بندہ بست و انتظام مہام ملکی کا کیا اور مراتب
و مناصب کو ادکان دولت کے بحال و برقرار رکھا کہ مطلق نقصان و اختلال اُس میں
نہ آیا، خاص و عام کیا شکری کہا ملازمان سرکاری سب کے سب ایسے آسودہ و مرقہ

قصہ

(۱۳۰)

الہام رہے جسے وہاب سمیرت آب کے وقت میں تھے چنانچہ اُس کریم
ہند کے حکم سے ممالک محدوسہ کے عہدہ داروں اور فوجداروں کی فہرست
واطمینان کئی کے لئے حیدری دستور کے موافق ناسخوہ تقسیم ہوئی اور اُسی
دن مقام یلور اور انگریزی شکر کی جانب دو دو ہزار سوار بھیجے گئے بعد اُسکے
مہارزا خان کو شاہزادہ بزرگ تپیو سلطان کی خدمت میں کر اُن دنوں کو مٹاؤر
اور پالیگھاٹ کی نواح میں تھامہ ارکان دولت کی عرضیوں کے جن میں اس
روداد کا حال اور بہر التماس مندرج تھا کہ حضرت جلد تر سعادت و اقبال اس طرف کا
عزم فرمائیں روانہ کیا، اگرچہ شاہزادہ گرامی منش نے مرزا موصوف کے
آنے اور صورت ماجر معلوم کرنے کے بعد خلوت میں اُس اخلاص مند وفادار
سے شکر کے سرداروں کا حال بکلف پوچھ کر دلجمعی تمام حاصل کی لیکن کریم
شاہ کے جلوس سے سلطان کو برا خیال ہو گیا، بہر حال چون نائید الہی پہنچ چکی تھی ہر دم
طالع یاد اور نجات راہ پر بہر مژدہ سناتے تھے،

قطعہ

ہمیں نہ پای عزیمت در رکاب ای شہریار،
نادودانہ در رکاب دولت فتم و ظفر
شاہباز از صعوہ نہرا سد میندیش از حریف
چون ترا اقبال یار است و سعادت را بہر

بناچار وہ ہمایون اختر اُن دعاگویان دولت کا التماس قبول کر جلد شکر میں
آداخل ہوا، بالکل سردار اور عہدہ دار شاہزادہ کریم شاہ حمیت استقبال
کو آ کے دست بوسی میں مشرف و مرفراز ہوئے ماتم پر سی کی زمین ادا ہوئے
کے بعد، ساعت سعید اور شروع سال گیارہ سی ستانوے ہجری میں بروز

(۰۰۱۲)

بکشمبہ اُس فخر مملکت نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا، اُمرائے دولت اور
رؤسائے ریاست نے تہنیت و مبارکباد کی شرطیں ادا کر کے نہرین
گزاران عرض کیا:

بیت

شہنشاہ سہی جہین تیرے خیر خواہ، علامت رہے تیرا تخت و کلاہ،
اُس عالی گہر جو ہر شناس مردم نے بھی ہر ایک کو اُن کی جان تیری اور
حسن خدمت کے درجوں کے لائق الطاف خردانہ سے سہ فراز کر کے
قدر و منزلت بخشی، پھر جشن نشاط اور بزم انبساط کی طیاری کے
واسطے حکم کیا،

مثنوی

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| سران سپہ محفل آراستہ | ہر دست بر سینہ برجاستہ |
| بگفتند گاہی شاہ گردون سریر | ہمہ چاکرانیم فرمان پذیر |
| سرماست بر خط فرمان بری | ذو حکم کردن زما چاکری |
| نترسیم از آتش و آب و خاک | فدای ہوا خواہیت جان پاک |
| چو سلطان لقب یافتی از تخت | کنون تخت و تاج شہی زان تست |
| پسر در جہان آن بود نیکنام | کہ بر ترند اند پد و چند گام |
| زر خار چون ماہ برکش نقاب | نہان چند داری با بر آفتاب |
| چو ایزد ترا داد فرقہ شہی | بقدم فسرمان مکن کو تہی |
| سکندر صفت ملک تسخیر کن | سردشمنان زیر شمشیر کن |
| بزرگ تو بیش برسیم و ذر | کہ اند سگہ نام شہان شد مہر |
| بسر جای دہ تاج شہنشہی | نہ پای بر تخت فرمان دہی |

قصہ

(۱۰)

بفتح و قطر ہامی خود در کاب
جہان گیر شو چون بلند آفتاب
سے نامہ اران و گردن کشان
بی خد منت تنگ بستہ میان
اگر حکم سازی بوقت و غا
جو جو ہر در آہن بنا ز بیم جا
بفرمانت ای شاہ مالک و قاب
بدریا بنا ز بیم ہمچون حباب
بفرمانت ای شہ در آذر و دیم
نہ ایم غم چون سمندر و دیم
باقالت ای سرور دین پناہ
و با بیم از فرق کیوان کلاہ
خدا یاور و بخت یار تو باد
جہان اند کرم نذر بار تو باد
سریر تو باد اسپر برین
سم مر کبت باد تاج زمین
سر حاسدان زیر پای تو باد
ہمسہ عیش عالم برای تو باد

اعران شیرین زبان اور نہ یمان رنگین بیان نے لاکھ نظم و نثر نثا کیا اور اُس
ان بخت ستودہ سیر نے صلہ و انعام سے اُن کے دامن مراد کو بھر دیا، بعد
نذر نے ایام عیش و طرب کے سلطان عالی تبار عدالت شعار نے مہمات
اب کے انتظام و بند و بست پر توجہ فرمایا، قلعہ دارون اور عمل دارون کو شقے
سیحک امیدوار و قوی دل کر ہر ایک کو بطور قدیم اُن کے منصب و عہدے پر
نم رکھا، اس اثنا میں فرانسیس کے سپہ سالار نے مشیر ہدیش کے ہمراہ
و ہزار فرنگی جو ان حضور فیض گنجور میں روانہ کیا، اب سلطان گیتی ستان امور
سلطنت کے ضبط و ربط سے فراغت کر مہ شکر ظفر پیکر کاویری پاک کو رونق
فزا ہوا، جب اُسے بہر خبر پہنچی کہ جنریل اسطوارطا اور جنریل لانگ انگر بڑی
شکر کے سرغنہ جنگل پیتا کی راہ سے مقابلے کے ارادے فوج لے و انتہی بواش میں
پہنچے تو وہ بہادر فوراً اپنی ساری فوج دریاموج صمیمیت دوشی ماسپر و کے رستے غنیم
مہمات فوج کے واسطے روانہ ہوا اور و انتہی بواش سے تین کوس دے آہ آ، دوبرے

دن بآئین شاہستہ سیمہ مسرہ قلب آداستہ کر نو پخانہ صاحب نے جہاں مادہ کا دروازہ
 پیکار ہوا، اگر چہ ہندو داران انگریزی، اپنی سپاہ لیکر آنے کو طیار ہوئے، بر اُس
 کے لشکر جرّار کی جفاوت و آراستگی اور فرانسیس کی پراہندی دیکھ دیکھ اُس
 دن لڑنا مناسب نہ سمجھکر اپنی جگہ پر جمے رہے، اُس کی صبح کو گورنر مدراس کے
 حکم بموجب و انتد یو اسش کا قلعہ نوآربا نکل سامان و اسباب لے مدراس پھر گئے،
 سلطان نے بھی وہاں سے کوچ کر نربا نور کی نواح میں آ مقام کیا، اتنے میں جاسوس
 خبر لائے کہ ایاز خان نواب مغفور کالے پالک جسے اُس شخصیت مآب نے نگر اور
 کوآربال بندر وغیرہ ممالک کی فرماندہی دی تھی، ان دنوں نمک حرامی کی راہ
 سے وہاں کے سب قلعے انگریزوں کے حوالے کر آپ لواحق و اصحاب اور بہت سا
 سامان و زر و جوہر حمیت جہاز ہر بیتہ بندی کو چلا گیا اور انگریز اُن ملکوں میں منحرف
 ہوئے، اور اور بد خواہان قابو جو کہ اسی ناک میں تھے ہر ایک ناحیہ سے بغاوت
 کے ہاتھ پائوں پھیلا رہے، فتنہ و فساد میں چنانچہ آپھی شہاسیا سرکاری ڈاک
 گھر کے مردار نے وہاں کے قلعہ داروں سے ملکر اپنے آقا کے تباہ کرنے کے
 منصوبے پر براہ نگاہ مچایا ہی، اور سید محمد خان نے بھی جو نواب عبدالکلیم خان
 کرتبے کے پانچان کا داماد ہی قابو پا کے پیادہ و سوار جمع کر مچھلیپتن کے انگریزوں
 سے کرتبے کی تسخیر کے مقصد سے مین قول قرار اسوار کر اُس اطراف میں
 فتنہ فساد برپا کر رکھا ہی،

ع

(۵۶)

متوجہ ہونا آیات نصرت آیات سلطان کا لکرا اور کور بال بندر
و غیرہ کے اسفرداد کو لوت لیتا لشکر بلبئی کی ایک
قتولی، صلح مقرر ہونا سلطان اور انگریزوں کے درمیان،
انتقال کرنا محمد علی شجاع کا،

جب سلطان عالی جاہ نے ایاز نامحمد کے فتنے اُٹھانے اور نگر و غیرہ ملکوں میں
انگریزوں کے دخل کرنے اور دارالسلطنت کے قلعہ دار کے باغی ہونے کی
خبر سنی تو بہ نہادوں کے مزد فساد مٹانے کا قصد کر کے راجہ مان خان کو سات
ہزار فوجیوں کے ساتھ، اور صلابت خان و میرزا غفر بیگ بخشی کو چھ
ہزار سوار، اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر
مبین الدین بہادر سپہ سالار کے ہمراہ یائین گھات کے ہر کشوں کی فریادتی اور
نیرہ سری گھسانے کے واسطے تعینات کیا، اور خود اپنی فوج دریاموج کو
ساتھ لے چنگم گھات پار ہو محمد علی شجاع کو اُس کی جمعیت سمیت
دارالسلطنت کے بند و بست اور بد سگالوں کے نکالنے اور جان شاد نک
علاؤ کو اُنکی جگہ پر بٹھانے کے لئے یث سردار نہ کر دیا، بعد اُس کے میر فرالدین
خان بہادر کو معہ لشکر انبوه، سید محمد خان کے ہتھانے کے واسطے کل اختیار
دے کر کریمہ کی طرف بھیجا، اور آپ دیون ہٹی مد گیری صوبہ سرا کے دینے
فوج و حشم سمیت کوچ کر چیتل درگ میں جا دیرا کیا، یہ خبر سن کر دو تھان
وہاں کا فوجدار اپنے اعوان و انصار کو ہمراہ لے دولت فوج بھیجی کی راہ سے بارگاہ
عالم بنامہ میں حاضر ہوا، سلطان بلند اقبال نے اُس کے حال پر کمال نوازشیں
رہا کر اُسے خلعت دے کر بحال کیا اور آپ وہاں سے آگے کا عزم ہو نگر گھات

کے میدان میں جائز دل فرمایا، ادھر محمد علی جو حضور سے ولادت سے نصیب
نسب کو بھیجا گیا تھا کوچ کوچ بنگلوں کے رستے جا کر کڑی گتے کی بہاری نئے ایک
مذہبی کے کنارے اُتر اور اُس نے چالاکی بہن کی کہ اُس بغاوت شعار قلعہ دار کو
گرگ آشتی کی راہ سے برحق و مدارا یہ پیغام کہلا بھیجا چونکہ مجھے کل
صبح دم صبح الحکم سلطان کے کرک کے بندوبست کو جانا ہی اس لئے
میں چاہتا ہوں کہ اگر گمانعت نہ تو ذرا آج کی رات تنہا اپنے گھر جا کر اہل و عیال
کو دیکھ لوں، قلعہ دار نے اُس کی ان باتوں پر اعتماد کر اُسے نزدیک کی قلعے کے
پاسبانوں کو پروا نہ دی، جب اس حکمت عملی سے، محمد علی نے اپنا منصوبہ
پورا کیا تب اُس نے شب کے وقت اپنے سب جوانوں سمیت دریا پار ہو
حصار کی دیوار پاس بہادر دن کو گھات میں بٹھلا انھیں ناکید کر دیا کہ خبردار جب
میں قلعے میں جا کر کرنا پھونکوں ساتھ ہی اُسکے تم جہت پست اندر چلے آنا اور قلعے کی برجوں
دیواروں کے اوپر حفاظت و پاسبانی پر مستعد ہو جانا، اُن کو اس طرح تعلیم کر
آپ پچاس دلاور سپاہیوں سمیت قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور
کرنا بجانا شروع کیا نگہبانوں کو قید کر اُن کی جگہ پر اپنی سپاہیوں کی چوکی بٹھادی، اور
ماتنے میں دے گھات والے بہادر نفیر کی آواز سن کر فوراً ایک بارگی قلعے پر توت
پرے اور جا بجا چوکی پرے میں بنت گئے، تب اُس شجاع نے چالاکی و جرأت کر
اُس قلعہ دار اور ڈاک کے سردار اپنی شامیاد وغیرہ ہنگامہ آرا سرکشن کو
اُن کے گھروں میں گھس کے گرفتار کر لیا اور بعضوں کو سلطان والا شکوہ کی
والدہ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہ پر آدیا اپنی شامیاد کے شریکوں کو
دراپر لٹھیا اور اُس مفسد کو طوق و زنجیر کر لوہے کے بنجرے میں مقید کیا نادہ
دم واپس تک اس دار مکافات میں نیک حرامی کا خمیازہ کھینچے، بعد اس

قصہ

(۹۱۹)

کے وہ بہادر و دلیرانہ طاقت کی قلعہ داری سید محمد خان مہمدی کے حوالے اور قلعے کی پاسبانی اسد خان رسالہ دار کے ذمے جو مرد دلیر اور صاحب مذہب تھا مونپ کراچی جمعیت ممیت حضور میں آہنچا، جب اُس نے شہر و اس رسالہ دار کو گزارش کیا سلطان نے اُس کی خدمت گزار سی نہایت خوش ہو پدک الماس مالہ مروارید اور خلعت فاخرہ اُسے عنایت فرما اُس کے دوسرے دن گھمات کے بار جانے کا حکم کیا، چنانچہ جوانان طالب نام و ننگ تیلے کی اُن راہوں کو جنہیں انگریزی سپاہ نے توپ و تفنگ سے بند کر رکھی تھی چھوڑ کے کاوا دے کر دوسری طرف سے چڑھ گئے اور اُن کے پیچھے جا کتنی شلگین ماریں لیکن انگریزی لشکر اپنے بچاؤ کے لئے ایک جگہ مجتمع ہو کر بری چالاکی سے صحیح سلامت قلعے کے اندر پہنچ گیا، تب سلطان گیتی ستان کے بہادران جان نثار قلعے کو محاصرہ کر مورچے لگا حصار توڑنے پر مستعد ہو گئے، فضا کار ایک پتھر اُن پتھروں سے جنہیں مورچے سے باروت کے زور سے قلعے پر مارنے سے مورچے پر قلعے کے جھکی دیوار کے نیچے ایک کوا تھا جا کر جسے اُس النگ کی دیوار توڑ کر سب کی سب کوئے میں جا پڑی کواں بھر گیا، تب تو قلعے والے بے آبی کے سبب پانی پانی کرنے لگے، آخر جب دے نہایت بے تاب ہوئے تو ایک دن رات کے وقت قریب ایک ہزار تفنگچیوں کے ہمراہ، دو تین ہزار مزدور اور کتنے اور لوگ دیان کے رہنے والے، نان پے پیتل کے برے برے گھرے بچے قلعے سے باہر نکلے اور اُس تالاب سے جو قلعے کے نزدیک تھا شب تار میں پانی جو اُن کے لئے حکم آب حیات کا رکھتا تھا لیگئے، بہر خبر سن کر فوج سلطانی نے دوسری رات کو اُس تالاب کی راہ روکی، قلعے والے پھر بدستور سابق آئے اور باغ،

لیجانی کے اضطراب میں ہر چند بادل کی طرح ادھر ادھر بہت گھومے، لیکن
 برق اندازوں کے ہاتھ سے بعضوں نے شربت مرگ پیا اور بعضے
 دستبرد دیروں کی دیکھ کر آبرو سے ہاتھ دھو پائے گریز قلعے میں جا کھسے
 اور آخر کو بعد کئی دن کی لڑائی کے اُن لوگوں نے قلعہ سلطانی ملازموں
 کے حوالے کر دیا، نب سلطان وہاں سے فوراً کورتال بہر کی طرف روانہ ہوا
 اور راہ میں انگریزوں کی فوج کو جس کا سر شکر جنریل کیمل قلعہ بنگر کی مدد
 کے لئے بہت سی رسد لے آنا تھا اُسے گھیر لیا اور پالیکار کے سواروں
 کو لوٹ کا اسباب معاف اور غارت گروں و ساحداروں سے گھوڑے
 پیچھے جو مارے پرتیں دو دو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اُنہیں فوج کے
 تاراج کرنے پر قوی دل کیا، اور نیشنل گھوڑوں نے اُن دونوں
 تالاب کی راہ پر جو میدان جنگ سے دیرھ میل کے فاصلے پر تھے یہ موجب حکم کے
 توپ خانہ لگا گولے مارنے لگے بہر و بنگاہ میں ہلتر ڈالنے کے واسطے چابک دست
 غارت گروں اور تعینات ہو گئے، اور سلطان خود آپ کتنے خواص اور خاص سواروں
 کو ہمراہ لے جنگ قراولی میں مشغول ہوا لیکن جنریل کیمل نے دوپہر دن
 تک بری جو اندھی و جرات سے ہنگامہ کارزار کو قابم رکھا، آخر کو باروت گولے کی کمی
 اور ہائی کی نایابی کے باعث اُسکی جمعیت جو چار ہزار سپاہی ایک ہزار دوسرے
 گولے کی بھی قوت گئی، اور اُس نے بری شکست اُٹھائی، نب تو سلطان اقبال
 نشان اُس فوج کا سب جنگی اسباب و ساز و سامان اپنے قبضے میں کر لیا، ہمارے
 جان بازوں کے ہاتھوں میں سونے کے کرتے ڈالوا دیئے اور بدک الماس اور مار
 بوزار بد عطا کئے، بعد اُسکے جلد آگے کوچ کر ایک ہی حملے میں شہر پنا
 نے سپاہ ترقی خواہ کو قلعہ محاصرہ کر نیکا ظلم دیا، اُن کا راز مودہ خانہ زادوں —

ف

(۳۱)

نہوڑے ہی طرحے میں جاوےت ایتام بارس کے کرائے دون شدت سے بھی
نورجے متعد و مضبوط بنا تنگ و توپ اور بان کی آتش زنی شروع کر دی
اور دیبا کے رستے رسد آنے کی راہ بند کر لی، اہل حصار نے بروجون لنگرون
پرازدام کر مردانہ کوششیں کیں، اور دونوں مہینے تک دلہری و دلاوری کی داڈ
دین، آخر کار ایتام محاصرے کی دراڑی اور رسد کی کمی سے لاچار ہو حضور میں ایک
قاصد کو بھیج کر امان مانگی اور سلطانی دولت کے سائے میں آکر پناہ لی، ہر ایک نے
موافق اپنے مرتبے کے درجہ و عہدہ پایا اور اطاعت و بندگی اختیار کی،
جب ریگلو اور بنادر وغیرہ سلطان کے سخت فرمان آگئے، تب افواج
سلطانی بفتح و ظفر کوڑگ اور بل کی جانب پھری، ان دنوں کے بھاری
واقعات سے ایک ماہ ہی کہ محمد علی شجاع جو خاص جان نثار و ن اور ترقی
خواہوں سے تھا اس منزل فانی سے عالم جاودانی کو رخت ہستی لے گیا اور
خیر خواہوں کے دلوں پر قلق و غم کا صدمہ دے گیا، حاصل کلام بعد اس قضیے کے
سلطان گیتی ستان نے اس اطراف کے قلعے اپنے خیر اندیشوں کے حوالے کر
اور بد الزمان خان کو کہ سید صاحب کے شکر سے گوڈپور کی لڑائی کے بعد
جس کا ذکر آسکے مقام پر کیا جاگا بلو ا بھیجا تھا الگ ٹکری فوج داری دے کوڑگ کا
عزم کیا، انہیں دنوں میں سطر شہر زوا اور کرنیل واس نے گورنر مدراس
کے حسب الحکم حضور میں آن کر دوستی و اتفاق کی بنیاد قائم کرنے میں کوششیں کیں
اور بہت سے نادر و بیش قیمت جو اہر کی نذرین دین، اور تقریر معقول
و سخنان شستہ بیان کر کر دلال و غبار نا اتفاقی کو خاطر انور سے دھو دیا، اس
طرح دے صلح کی بنیاد محکم کر نواب محمد علی خان کے بھائی عبدالوہاب خان کو جو
دارالسلطنت میں قید تھا اور اہل فرنگ کے اسبرون کو ہرا لے فایز المبرام

پھر گئے ، جب سلطان کو اس معاملے کی جہت سے اطمینان حاصل ہوئی تو اُس نے ممالک محروسہ کے سرکشن قلعہ دارون اور عالمون کو ہر طرف کراہیتے دارالسلطنت کی جانب کوچ کیا ، قلعہ بان کی نواح میں پہنچ اُسے بنام مظفر آباد مخصوص کراہیک پر دل قلعہ دارکو مان مقرر فرمایا ، کو ترک کی جھادنی کی نرداری پر زین العابدین خان مہدوی کو جو خاص ترقی خواہ دولت تھاسر فراز کراؤل تو اُس پر ان اطراف کے باغی و سرکشوں کی نادیب و تعذیب کے لئے قدغن کیا بعد اس کے قلعہ پر کراکا جو صوبہ نشین تھاظفر آباد نام رکھئے اُس میں خان موصوف کے تئیں اقامت گزین ہونے کو رخصت فرمایا ، اور خود بدولت و اقبال دارالسلطنت کو روانہ ہوا ، ارکان مملکت اکابر و اشراف ، عادات سب مالی موالی استقبال کے لئے حاضر ہوئے اور جلو فیروزی پر تو کے ساتھ بارگاہ عالی میں پہنچ کر الطاف سلطانی سے منتخ و مباہی ہوئے ، اس کے بعد اُس والا مقام نے فوج و رعیت اور کار خانجات شاہی کے بندوبست و انتظام کی فکر کر سر نو شہر یاری و فرمانروائی کے ضوابط و قوانین ایجاد کئے ، شکری و جنگی اصطلاحوں کو جو نواب منفور کے ایام سلطنت میں فرانسیسی زبان میں تھیں اُتھا دیا اور زین العابدین شوشتری کی تجویز سے جو گابھائی ابوالقاسم خان مخاطب بہ میو عالم نائب نواب نظام الملک کا تھا ، شکری قواعد کے الفاظ موافق اُن اصمون کے جسا اُس نے فتح المجاہدین میں لکھا ہی ، فارسی و ترکی میں بدل دیئے ،

ع

(۵۲۴)

بیان اس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدین بہادر
مرف مہد صاحب سپہسالار سلطانی سے جو پائین گہات میں تھا
ظاہر موئی اور احوال اس جنگ و جدال کا جو اس میں اور
انگریزوں فرانسس میں واقع ہوئی اور حضور املا میں طلب ہونا
اس کا بعد مقرر رہنے مصالحہ سنہ گیارہ سی متانوںے ہجری کے

ناباد رہے کہ سید صاحب اپنی فوج سمیت ان دنوں دالینڈل ندی کے
کنارے تھا جب سلطان گیتی ستان دارالسلطنت کو روانہ ہوا، حضور میں
موسوں نے خبر کی کہ جنریل لانگ بہادر کروڑا درندہ بگل کی تسخیر کے ارادے
شکر لے کر چنپالی سے روانہ ہوا، بہر خبر پہنچتے ہی، پہلے تو بدرا لزمان خان بموجب
لم عالی کے تفنگچیوں کے بارہ رسالے اور توپیں لے اعدا کی سرکوبی کو
بیا، پیچھے سے موکب شاہی بھی روانہ ہوا، جب خان مذکور الغاروں تروڑ
لے میں پہنچا، مقام کروڑ کا قلعہ دار عثمان خان کشمیری باوصف سپاہ و ذخیرے
درجنگی اسباب کی بہتایت کے بزدلی کئی راہ سے قلعہ جنریل موصوف کے
والے کر آپ روشن خان اور سربت راہ کے پاس جو نائروں کی تہیہ کے
اسطے مقرر ہوئے تھے جا کر مانجھی ہوا، ادھر جنریل نے اس قلعے میں اپنا ٹھکانا
تھا، ان سے کوچ کر قلعہ آڑا کرچی کو محاصرہ کر اس کے لینے کا قصد کیا، تب
ان سطور نے اس پر تاخت کر امرادنی ندی کے اس پار اپنی فوج سمیت
براکیا، جنریل بہادر بہر خبر سن موڑ پھوڑ دریا پار جا مقام کیا، پھر دوسرے
ن جب اس نے سلطان جمیت کو کم دیکھا، بے کھٹکے قلعے کو گہیر توپیں مارنی
شروع کیا، تب خان موصوف نے اپنے رسالہ داروں سے فرما دیا کہ خان

ابلی کو معہ اُس کی فوج چن کر مناسب قلعہ اڑی اور دفعہ اعادی کے باب چن
 نقید کر ہمت خان بختری اور بھرلی بیگ کے رسالے ہر اہدے رات کے وقت
 روانہ کیا، جب ملے دونوں رسالہ دار بری ہمت و شیردلی سے انگریزی ہراول
 پر حملے کر قمر الدین خان کو اُس کی جمعیت سمیت قلعے میں پہنچا کر پھرے، تو جنرل
 نے اس کمک پہنچنے کا حال معلوم کر برے قدغن سے اپنے لشکر یوں کو ایسا
 حکم دیا کہ اُس کے توپیجیوں نفلنگچیوں نے چھ ہی ساعت کے عرصے میں
 اُس قلعے کی دیوار کو ایک طرف سے دھا کر قلعے والوں پر ہٹا کیا محصوروں نے
 ہر چند اُن کے دفع کرنے میں کوششیں کیں کچھ مفید نہوئیں، سب کے سب
 مارے پڑے، انگریز فتح ہونے کے بعد قلعے کا بند و بست کر خان مذکور کی فوج
 کے مقابلے کو آئے، وہ غریب بھاس کر لشکر میں جاد اخل ہوا، بد الزمان خان بھی
 فوج انگریزی کا سامنا کر سکا، لاچار دھا راپور چلا گیا، لیکن روشن خان اور سریت
 رادو اُس لشکر کے گرد بگردلوت لات میں لگے رہے اور سید صاحب نے چار
 پانچ دن بعد وہاں پہنچ کر کتر کے قلعہ دار عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی کا
 قصور ثابت کر اُسے مولی دی، بعد اُس کے لشکر انگریز کے دفع کرنے کو
 فوجیں آراستہ کیں اسی درمیان میں فرانسیسی سپہدار موثر بھوسلی کا ایک خط
 اُسے آ پہنچا اُس مشغوموں کا کہ انگریزوں کا لشکر لڑنے کے قصد پر گودپور میں
 چلا آنا ہی، سو تم بھی جلد اپنی جمعیت سمیت یہاں آ پہنچو تو ہم دونوں مل کے پہلے
 غنیم کو مار نکالیں بعد اس کے اُس اطراف کے بند و بست کو چلیں، سید صاحب
 بہادر نے اس خط کے پائے ہی روشن خان اور بد الزمان خان دونوں سرداروں
 کو بلا کر تاکید کی کہ بہادر و خیردار تم قرار واقعی ہش جاؤ چو کس رہنا ایسا نہو کہ
 پھر بھی دشمن کی سپاہ یہاں کی رعیت پر کچھ اذیت پہنچائے بعد اس کے

تاریخ

(۱۲۰)

اُس نے نانتکارہتی کے رہنے ہو کر تونہم سلی میں پہنچ ایک دن مقام کیا، اُنسی دن جاسوس خبر لائے کہ کریم گڑھی میں انگریزی لشکر کی دس ہزار خیرہ جمع اور ہمارے اور پاسبان اُس میں غارتے سے ہیں، وہ بہادر بہر خبر سن اپنی فوج ہمراہ لے محاصرے کے ارادے اُس گڑھی کے گرد بگڑ جا پڑا، اُس گڑھی کی بہ صورت تھی کہ اُس کے اُدھر اُدھر کا ویری ندی کی کھاربان بہتی تھیں، اہل حصار اگرچہ ایک سو تیس سے زیادہ تھے لیکن حریف کے تالنے میں نہایت کوشش بجالائے، آخر سید موصوف نے سواران غارتگر کو حکم دیا نامہ توپوں اور سیرتھیون کے جا کر گڑھی مستخر کر لیں اور انگریزوں کے تھانہ داروں کو آڑا کر چکی کے مقتول تھانہ داروں کے بدلے نہ تیغ کرین، اُدھر قلعہ والے چونکہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اُسی رات کو اپنا کچھ اسباب و ضروری چیزیں لے باقی میں آکر گکار چناہلی کی راہ لی سید موصوف وہاں سے کوچ کر گوداپور کو گیا، اور خان مسطور رسالے اور توپیں موثر بہر سہی کی کمک کو قلعے میں بھیج آپ سے سوار و پیادے کے سلمبر کی راہ سے روانہ ہوا، سخن مختصر انگریزوں کا لشکر جنرل اسطورا کی سرکردگی میں پہلچری اور ناگور کے رستے الغارون آکر قلعے کے پچھم کورٹ ندی کنارے اُترا، فرانسیس ملازم سلطانی اپنے دیر ہزار سوار بارہ توپ سمیت انگریزی فوج کے پائین میں قلعے کے سامنے آمادہ کر رکھا تھا، سلطانی رسالے خان مسطور کے حکم سے فرانسیس کے ہراول کے دہنے ہاتھ ایک دم مہ بنا اُترے، بعد دو روز جنرل بہادر اُس پہاڑی پر جو سامنے تھی رات کے وقت توپیں چرہا جب اُن کے سر کرنے میں آمادہ ہوا تھا کہ اتنے میں صبح کی پہلی ساعت میں مدد اس کی جانب سے ایک جہاز آ پہنچا جسے نین گولے قلعے کی طرف آئے، دم دم پر کے لوگ تو جہاز کے دیکھنے

میں مشغول تھے کہ اچانک اس تیکڑے سے علی التو اس لسی یوہین چلیں اور
انگریزوں کی فوجیں فرانسیس کے غول اور ساطافی رسالوں پر ناخت کر کے
نزدیک آگئیں یہ حال دیکھ فرانسیس کے موار طیار ہو کر توہوں کو وہیں چھوڑ قلعے
کی طرف پھرے، اور رسالوں کے لوگ بھی توہیں چھوڑ چھوڑ دیا کی
صمت بھاگ نکلے، لیکن بہادر خان رسالہ دار اور بیر علی بیگ برتی بہادری و دلیری
سے اپنے رسالے کی توہیں لے قلعے کی کھائی پر آ پڑے انگریز ان دھمکوں پر قابض
ہو گئے فرانسیس کے سپہ سالار نے جب کھیت کا یہ رنگ دیکھا تو اپنے
دیر ہزار فرنگستانی جوانوں کو آراستہ و مسلح کر بغیر توپ موشیر پندش
اور موشیر کر میو کر نیل کے ہمراہ انگریزوں کے دفع کرنے کو مقرر کیا، تب تو
فرانسیسوں نے بازو سے جو اندھی سے عرصہ کارزار میں برتی داد دلیری کی
دی اگرچہ انگریزوں کی سپاہ نے کہ کھم چار ہزار بھی مارے گولوں کے بہتوں کو
کشتہ و خستہ کیا فرانسیس کے مردار بھی خوب ہی لڑے،

مثنوی

نتھی جنگ جوشان نہاد و بامے چین تھلکتی تھی جسے سر امر زمین
آرے تھی زبس گرد کھاپیج و تاب نہ خورشید ظاہر نہانہ ماہتاب
بہر بھرتک ہنگامہ کشت و خون کا قائم رہا، آخر تفنگ اندازی سے دست بردار
ہو سنان لے لے جوان پل پرے طرفین سے ایسی کشش و کوشش وقوع
میں آئی کہ برج نیز رفتار اپنی چال بھول گیا، روئیں تنوں کے تگ و ناز کی
دھمک سے زمین کے روئیں کھڑے ہو گئے، مقبولوں پر اس صف جنگ کے
آہام پر نیرنگ با و صف سنگدلی کے پھوٹ پھوٹ رہا، جلا د فلک خونریزی
کی کثرت دیکھ حصار پنجم میں جا چھپا، القمہ دو ساعت تک ایسی سخت

حفت

(۳۶)

لڑائی ہوئی کہ انگریز مقابلے کی تاب نہ لا کر بس باہوئے، تنب تو لا دھرے
 بننے بس رہے کہ ماتک کی فوجیں پہنچ کر فتحیاب ہوئیں فرانسیسوں میں سے پانچ ہجہ
 سی آدمی جو ج رہے تھے قلعے میں پھر آئے، اور یہاں سے اعدا کے مدافعہ
 کو ایک بری فوج قلعے سے روانہ ہوئی، پر انگریزی سپاہ جنگ ہر فردا کہ
 منزل گاہ کی طرف پھر گئی،

بیٹ

رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم کرین حشر بر پا یہاں صبح دم
 فرانسیسوں کے جماو نے قلعے کے متصل دیر اکیا، دودن بعد جب یہاں انگریزوں
 نے حریف اور فرانسیس کے دفع کرنے کا قصد کیا تھا خبر صلح کی جو
 انگریز اور فرانسیس کے درمیان ولایت میں ہوئی تھی آ پہنچی جسے جنگ
 و جدال موقوف ہو گئی طرفین کے سردار ایک ہی میز پر لکھانے پینے لگے اور اسی
 زمانے میں فرانسیسوں کے وسیلے اور محمد علی خان کے مشورے سے سلطان اور
 انگریزوں کے درمیان بھی مصالحت کا عہد و پیمان ہوا، تب بدر الزمان خان اور
 سید صاحب دونوں تروادی کی جانب گئے اور بعد مقرر ہو جانے صلح کے
 فرانسیسی سردار کی اجازت سے دے آگے کو روانہ ہو کر پلور کی سرحد میں
 اترے، انہی میں سید موصوف کے نام پر فرمان سلطانی ملک پائین گھات وغیرہ
 انگریزوں کو حوالہ کر دیاں سے پھر آنے کے باب میں صادر ہوا، چنانچہ بموجب
 حکم حالی کے اُس اطراف کے سب قاعد اردن اور عاملوں کو اکٹھا کر اور
 بعضے کو بھی اور زمین دوز قلعے میں موبہ آدکات کی شہر پناہ کے جسکی نئے
 سر سے ترمیم ہوئی تھی تو بالکل فوج وحشم کے ساتھ حضور پر نور میں
 حاضر ہوا، انہیں دونوں میں میر محمد صادق جسے مدت تک آدکات کی کوتوالی

کفایت شعار میں سے انجام کیا تھا منظور نظر ہو کر منصب دیوانی پر بحال ہوا اور
اسی شاہین حاکم یونان اور ناظم حیدر آباد کی طرف سے مبارک باد جلوس کے
تہنیت نامے میں نوادرات و جواہرات بیش قیمت کے آئے ،

مسخر ہونا کوہ نر کوئی کے کا ، راجہ بنکودر کا شرارت کرنا ، اور بعد
تعمینات ہونے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا مستاصل ہو جانا ،
رحمان گرہ کا مروت ہونا گیارہ سی اتھا نوے مہری میں ،

اس ایام میں ساحل تنب بھہ راندی کے خفیہ نويسون نے اپنی اخبار کے
ذریعے سے یون گزاریش کیا کہ ان دنوں سرکار والا کے اکثر باج گزاروں نے
مہر کشی اختیار کر جمہور خلافت کے حال پر جو دوستم کا ہاتھ دراز کیا ہی اور حاکم
نر کوئی نے بھی رعایا کے ساتھ عہد شکنی و بد مہری آغاز کی ہی ، علاوہ اس کے
دو سال سے نذرانے کے روپی بھی حضور میں نہیں گزرانے اور سد م گڑھی
پر جو صوبہ گرم کدے کے تحت میں ہی ناخت کردان کے دہت کو لوٹ لیا اکثر
لوگوں کو شہید کیا ، اور مدن ہائی کاراجا بھی اُس کے ساتھ مل گیا ہی ، ان خمدون
کے سنتے ہی فہرطانی کی آگ دہک اُٹھی ، تب اُس حالی صفات
نے رعیت پر جاکی رفاہ و آرام کے لحاظ سے اُن حالات کے تحقیق کرنے کے
اسطے اُسی دم سید غفار کو اُس کی فوج سمیت اُس طرف روانہ کیا ، جب
اُس پہ سالار نے دان جا کر معلوم کیا کہ پرسرام ناظم مرج کے اُردخان نے
مے اُس مفسد یعنی نر کوئی کے حاکم کے دماغ میں بہر خیال سما گیا ہی کہ کشتنا
ور تنب بھہ راندی کے درمیان کی ریاست کو اپنی قبضے میں لائے اور بالفعل

روح

(۵۲۹)

سپاہ نصرت بنا، گا آنا سن کر وہ مسند جنگ ہوا ہی، تب سید توہم نے
 نے بہانہ کا احوال شہر حیدرآباد میں لکھ بھیجا، جس پر برہان الدین خان
 سپہ سالار بن پلٹن اور پانچ ہزار سوار جو راہِ اُس سرکش کو اسیر اور
 اُس کے ملک کو تسخیر کرنے کے واسطے رخصت ہوا اور شیعہ عمرہ
 شکر دو ہزار سوار اور دو پلٹن چھ توپ حمیت مدن پٹی اور دیون پٹی کی
 راہ سے اُن کی پیچکنی کو روانہ ہو بنکورا جا پہنچا، ہر چند اس سپہ سالار نے وہاں
 کے راجا بہ نخت کو نصیحت کر کے اطاعت پر رہنمائی کی اور بہت سمجھایا پر وہ
 گمراہ سرکشی کر بارہ ہزار پیادوں سے راہ روک لڑنے کو طیار ہو گیا، دو دن
 تک رام سمندر کی نواح میں جو اُس کی سرحد تھی بری سرکرہ آئی ہوئی
 مردان غازی کافروں کے سر و سینے کو تیغ و سنان سے پارہ و چاک
 کرتے رہے آخر کار سلطانی سپہ سالار نہ تو شمار نے سر اُس شقاوت
 کردار کاٹنے سے ہر اکبیا، بہر حال دیکھ کفار کی جماعت نے فرار اختیار کر پھوٹی
 کندھے کے پہاڑ میں جس کے چاروں طرف برائیاں بان و جنگل ہی جا کے پناہ لی، تب
 شکر نصرت بیکر اس شہر کو قتل و غارت کرنے اور رام سمندر کی گڑھی
 لے لینے کے بعد پھوٹی کندھے میں جا رہا یہ بھی پانچ دن کے درمیان فتح ہو گیا، راہ
 بہانہ کا جاکر اہل نام تھا جو نہیں اُس نے اپنی فوج کی خبر شکست سنی خوف
 کے مارے بنکور کی پہاڑی سلطانی بہادرؤں کے حوالے کر اول پٹی پہاڑ کے
 اوپر جو ایک گھنے جنگل کے درمیان واقع ہے جا پناہ لی اور وہاں چار ہزار
 پیادوں کی جمعیت بہم پہنچائی اور سپہ سالار مذکور نے پہلے تو بنکور کے پہاڑ کو محاصرہ
 کر اُس کی دیوار و بستی کو مارے توپوں کے گراقلعے میں گاڑا زودہ سپاہ تعینات
 کئے بعد اس کے آپ تسخیر کے ارادے پر اُس پہاڑ تک دھاوا مارنا ہنسی

لیکن ننگہ وندن لکھنؤ درختوں کے سپہ سالار یون کی ہتھیاری مشینیں بھی غنیمت کی
 فوج پہلے ان کا دستا جمینک مقابلہ کیا پھر چند اس سپہ سالار کے ایک پہنچے تک
 افواج کو شش کی مگر مہر سے کشادگی کی کچھ بھی نظر نہ آئی تب مجبور ہو حضور
 میں عرضی ہا سطرے مکہ کے لکھی جس پر امام غلامی کا بیانی اپنی سپاہ میں اس کی ملک
 کو جان بچا تب تو نے دو نولہ سپہ سالار یون سے ہاتھی با شہزادوں کی اس فوج
 کے دو طرف سے لڑنے بھرتے جنگل میں گھس پڑے اور آڑھائی مہینے کے
 عرصے میں اس بہادر کو اپنے قبضے میں لائے اور جلوہ خان سے کئی آدمیوں کے ساتھ
 جتور کی طرف بھاگ نکلا اور افواج سلطانی کے حملے سے بچ گیا وہ دو نولہ بہادر
 اس نصرت و ظفر کے بعد عالم و غلام بہان سے معاودت کر ملازمت عالی میں
 پہنچ غیبت کا سالہ امان و متاع اچھی اودیت حضور سلطانی میں دو پیش کش کر کے
 الطاف خیردانی سے سرفراز و کامیاب ہوئے

فتح ہونا کوہ نور گنتے کا میر قمر الدین خان بہادر رکھی پردہ ای
 سے اور حضور میں بلایا جانا اس نامدار کا معہ اور واقعات کے
 جو سن گیارہ سو اٹھانوے ہجری میں واقع ہوئے

جب برطانوی خاں سپہ سالار حضور عالی سے رخصت ہو کر دھار و آڑ کی فوج
 میں سپہ سالار سے مل کوہ نر گنتے کی حدود میں جا پڑا اور وہاں کے حاکم کو یہ
 بیخام بھیجا کہ اگر نصیب ملک واری کی خواہش ہو تو خیریت اس میں ہے کہ
 نر گنتہ سلطانی قلعہ دار کے حوالے کر دنا اس کے بدلے مرنو تم کو سند ملک و دولت
 دے اور اس کو استانی سنگدل کی طرف سے سخت جواب پہنچا تو خان

یہ وقت کے حکم سے وہ دھرم خانا سپہ سالار میر حمید اور سید غلام علی دہلوی
 نے سبقت دے کر چلائی کہ اُس جس پہلے کو گھر لیا اور جیسا کہ تو نے پہلے دیکھا
 کہ ان کے ارادے پر تو پہنچو وہی سر کرنا شروع کر دیا، انھوں نے ان کے حکم
 کے ایک راستہ قابو پانچو دیں اور اس میں صلابت خان بخشی و دو سو اور
 میر حمید شہید ہو جب اُن دنوں وہ سردار ان علاقہ نشان کی ویسی تک
 دو پیش رفت ہوئی تب اُن لوگوں نے بری زحمت و کوششیں کر موریوں
 کو حصار کے قریب پہنچایا، اب اُس حکم کے لئے کہ ناظم مریج اور حاکم یونان
 سے اعانت طلب کی جس پر ناظم مذکور نے پانچ ہزار سو اور اُس کی مدد کو بھیجے
 تھے سو اور ایک ہزار کے ساتھ جو شدت سے لڑ رہے تھے ان کے انتظار اُن
 س ہزار سو اور کی جو یونان سے کمک کے لئے آئے تھے کرنے لگے، جب تک
 دھرم سپہ سالار ان مذکور نے ایسی فرصت کو غنیمت جان حضور احمد اس
 کیفیت کی اطلاع دی، تب میر قمر الدین بن خان بہادر کے نام پر فرمانِ سلطانی اس
 حصوں کا صادر ہوا کہ اپنی جمعیت لے اُن سپہ سالاروں کی کمک کو چرہ دوڑے
 اور غنیمت پسند کی تہیہ اور کوہ تر کینے کی تسخیر میں سعی کرے،
 شہید ہونے کے بعد انہوں نے فوج میں سید محمد کو جو ناظم علیہ نام کو لے کر امداد تھا
 فرصت ملی گئی کہ وہ بان سو سو اور اور دویہزاروں کی جمعیت سمیت مچھا
 ور کے انگہ یزدین سے آئے اور اُن سے ایک ایک بلین دو توپ لیکر کہتے تھے کہ
 سنو داد اور اُس اطراف کے قلعوں کے مستحکم کرنے کے ارادے
 و انہوں نے قتل و غارت کرنا اور اچلہ دیوہاں گڑھ میں پہنچا اور جب یہاں کے بادشاہی
 سپاہیوں کو کچھ انجام دے گا اُن کی مرضی سے اپنے سپاہیوں کا ایک غول
 سے قلعہ میں بھیج کر جو بھی گڑھ کہہ جاتا تھا کہ دھرم سپہ سالار بن خان بہادر ہیں

صوبہ الحکم سلطانی اُس فواج میں جا پڑا، تب نو دو نوں طرف سے جوان
 کھیت میں اتر پڑے صبح سے دو ہر تک خوب ہی لڑے، آخر خان موصوت
 مرہٹ کے دھوکھا دینے کو اُن کے سامنے سے اپنی سپاہ مصیبت ملی کہ اُس جنگل
 کے درمیان جس کے مقابل ایک نالاب پر آب اور چھوٹا سا پہاڑ بھی تھا
 آجھپا اور وقت فرصت کا منتظر رہا، سید محمد نے اس حرکت کو اپنی فتنہ
 پر حملہ کر دھین اپنے لشکر کے دیر سے کراہے اُن کے پیچھے انگریزی
 سردار بھی اعدا کی طرف سے بے کھتکے ہو اتر پڑا، خیر بعد اُس کے جب سید
 مذکور کے سوار اُس نالاب پر گھوڑوں کو پانی پلانے گئے خان بہادر کے سوار
 جواب سے ہی قابو کی گھات میں لگے ہوئے تھے اُن اجل گرتوں پر آ پڑے، اُس
 جماعت میں سے اکثر آدمی اپنے لشکر کی جانب اس بلا سے بے ہنگام کی آمد کا
 شور مچانے بھاگ چلے خان دلاور کے سواروں نے اُنکے پیچھے گھوڑے اٹھا کر
 سبکے سب کو گھوڑوں کے صمون تلے لپیٹ ڈالا، کوئی اُن میں سے نہ بچا،
 لیکن سید مذکور اور انگریزوں کا سردار بہادر خرابی اُس مصیبت و بلاے ناگہان
 سے بچ نکلے، اب خان فیروز می نشان بد و بل پہاڑ اور کھم کوقضہ نصرت میں لایا
 اور فرمان سلطانی کے پھنچتے ہی غنیم کی تنبیہ و تادیب کے لئے آمادہ ہوا چنانچہ
 اُس نے چار ہزار سوار خوشخوار مصیبت کش تانڈی کے اُس پار جاشنجون مارخون کا
 دریا بہا اور مرہٹوں کو اُس میں ڈبا دیا بہتوں کو اُسے اسیر و گرفتار کر لیا بعد
 اس کے آپ اُس پہاڑ کا قصد کر اپنے سپہدار شیخ امام کو سید غفار کی
 ہشتی کو بھیج دیا، جب اُس پہاڑ کا حاکم اس سردار کے آنے اور مرہٹوں
 کے شکست ہانے سے آگاہ ہوا تو اُس کی ہمت کی کمر توڑ گئی، تب اُس نے
 صلح کرنے اور قلعہ چھوڑ دینے کا پیغام خان مذکور کو بھیجا اس نے اُس کی صبح

میں

(۵۳۳)

کو سید تجید اور جید و علی بیگ بہادر و حامد واد کی معرفت عہد نامہ بھیج اُس کو
پہاڑ سے اُنار سے عیال و اہل نال گرفتار کر لیا اور احمد بیگ و غفر بیگ کی فوج
اُن پر تعینات کر کے حضور میں روانہ کیا اور وہاں کی حکمرانی پر ایک امانت
شعار دو لٹخواہ کو مقرر کیا،

سراٹھانا باغیان کو رنگ کا، متوجہ ہونا موکب سلطانی کا
اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہ و تادیب کے لئے، اسیری
میں پکڑ آنا ہشتاد و ہشت ہزار مرد وزن کا معہ دیگر واردات
جو سن گیارہ سی اتھانوے ہجری میں واقع ہوئے،

اُن دنوں میں چونکہ زمین العابدین خان مہدی کو رنگ کا فوجدارہ قدامت و دوام
کے باعث مختار کل بن تمام ممالک محروسہ کو نئے انتظام و زیر و زبر کر اکثر
امورات سلطنت اپنی خواہش و رغبت کے موافق انجام کرنا تھا اور غربا
ر عایا کی عزت و ابر و پرہیز و س کی دست درازیاں کر زبردستی خوبصورت
عورتوں کو اپنی ہمنوا بنانا، لاجرم ان بیجا حرکتوں سے کو رنگ کے سب بجا
و شر فاجنگ و جہل کرنے پر مستعد ہو گئے اور وہاں کے راجا کے عمال موسیقی
نائر اور رنگا نیر نے سب کی سب رعیت پر جا کو اکٹھی کر ظفر آباد کے تین چار دن
طرف سے گھیر اُس کی گرد نواح میں لوٹ مار اچھا دیا محصور دن کو ایسا
مجبور و عاجز کیا کہ اُنھیں قلعے سے نکلنا مشکل ہوا لاچار خان موصوف نے اپنے کئے
سے مذمت اُٹھا ایک جاسوس کو اس کیفیت کی عرضی حمیت حضور انور میں
دوانہ کیا جس پر شاہ گیتی پناہ نے اس مودفے کے مضمون پڑھنے کے حاتمہ ہی باشندگان

کو ترک کی سیاست و گونہ گونہ کا حکم دے رہا بات بھری اور حیمہ زنگاری
 سلطان پنیٹا کی فوج میں کھڑے کروائے اور سپہ سالار بن العابد بن شوشتری
 کو اُس کی فوج اور دو ہزار سپاہی کے ساتھ بہت سی رسد ہر ادے
 اُس طرف تعینات فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلد تر ظفر آباد کے قلعے میں پہنچ
 مفسدون کی تنبیہ عمل میں لائے، الفتحہ جب یہ سپہ سالار اُس گھات کے
 دروازے تک جا پہنچا وہاں کے باغیوں نے ادھر ادھر سے رولا کر یہاں تک
 تیر تفنگ کی بوچھاڑ بن مارا کہ اُس کے اوصاف خطا ہو گئے کیونکہ اس سردار
 نے ہمیشہ عیش و عشرت ہی میں اوقات کاٹی تھی کبھی عمر بھر رزم کی صورت
 بھی نہیں دیکھی بنا چار ہمت و رسد اور میں آہناہ لی ہر چند اُس کے ساتھ والے
 و حالدار اور سپاہی آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو اُسے ترغیب و انگیز دیتے رہے
 پر اُس خوف زدہ سپہ سالار نے تپ و لرزہ اور پیچش کی بیماری کا بہانہ کر ایک
 قدم بھی حریف کی جانب نہ اٹھایا، جب یہ خبر حضور میں پہنچی سلطان نے اُسکی
 بزدلی اور نامردی پر لعنت بھیجی اور دو ہفتے بعد آپ ہی بیس ہزار سپاہی اور
 بارہ ہزار سوار جرار کی جمعیت سے یالیس ضرب توپ ہر ادے سے مذکور
 کے شہر ذی خجہ کی بندرہوں کو برے طمطراق اور کروڑوں سے اُس طرف روانہ
 ہوا، جب شاہی موکب کو ترک کے خار بند کے قریب جا پہنچا تب خود بدولت
 و اقبال نے معہ فوج نے و سوا س اُس دشت ہولناک میں قدم رکھا، وہ عجیب
 سر زمین تھی جس میں بنسٹانوں کی کثرت اور نشیب و فراز کی ہتسایت،
 ساگوں، منڈل، رال سفید، عود خام و غیرہ کے برے برے عظیم الشان
 درخت، سیاہ مرج کی بیلین ہر ایک گامچھ کی ڈالیوں پر پھیلی ہوئیں، لایچون
 کے ہرے ہرے کشنزار، دار چینوں کے سایہ دار اشجار، بوستانوں میں

ح

(۳۰)

بہان بہان بھانت بھانت کے بھل بھلے ہوئے، گلستا نو نین ہر طرف جن جن بھول بھولے ہوئے ان میں رنگ برنگ کی بوباس ان میں شہد و شکر کی سی ستھاس، نہرین سد اجادی، دستوں میں حوض مالا آب آجوتین ہر ہر نہ ہر دو ان تنگی بھینسے اور انھی بھی برے برے اُس دشت میں پھر نے تھے انھیوں کے چٹے آبسمین ایک دوسرے کے ساتھ سو نہ ملا بازی کرنے اور کھیلنے، پچھ بند رنگو رہیرتے د شیر بھی بیشمار تھے مکانات اُس ملک کے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کی تراپی میں درختوں اور محکم حصاروں کے درمیان جن کے اندر بہت سے کوٹھے اور کوٹھریاں گھروں کے گرد بگڑے اس خوف سے کہ انھی اکثر انھیں خراب و تباہ کر ڈالتے ہیں گہری گہری کھائیاں کھدی ہوئیں، مردوان کے قد اور اور خوب صورت ہونے میں جنکا لباس، صرف گلوں میں ایک دہرا کرنا موٹے کپڑے اور لیے لیے دامن کا ایسا کہ پھلیوں تک پہنچے، اور ایک ایک کالا ہٹکا کمروں میں، چمڑے کی توپیاں مردوں پر، ہر سب کے سب سپاہی پشم چنانچہ توڑے دار بند و قون کے علاوہ دے ایک ایک چوڑا چکلا ٹھہرا بھی کمر میں باندھا کرتے ہیں، عورتیں ان کی نکھر سکھ چھب تخی سے درست، حسن کی سرسائی کے ساتھ زیبائی و شیریں ادائی میں چالاک و چست خوردن کی طرح ہر طرف اُس روضہ غیرت رضوان میں غرام ناز لرتی ہیں، لیکن زینت و سنگار ان کا فقط اسی پر موقوف ہی کہ چھہ ہتھ کا نہ بن ناف سے زانوں تک اور دود ہتھ کے رومال سینوں پر باندھتیاں ہیں، برخلاف مردوں کے جو سرد اور خنک ہونے میں بے گرم مزاج اور تیز طبع ہوتیاں ہیں، مذہب میں بہان کے لوگوں کے اس کا مضائقہ نہیں کہ اگر ایک گھر کے چار بھائی ہوں تو ایک ہی ان میں سے پیادہ کر لے اور اُس کے

دوسرے بھائیوں کا بھی اُن کی بھادج ہی سے کام نکلے، یہ تو وہ مثل ہوئی کہ مانگے مانگے کام چلے تو یہاں کرے بلایے، الغرض نواب مرحوم نے جب اُس سرزمین کو فتح کیا تھا تب یہ بد رسم وہاں سے اُتھادی نہی بلکہ اُس قوم کی اکثر عورتیں جو پکڑ آئیں سپاہیوں کی خدمت میں دی گئیں، سرما اُس ملک کا شدت یہاں تک کہ گرمیوں کے موسم میں بھی روز و شب سردی کا یہ عالم ہوتا ہی کہ آفتاب باوجود اُس گرمی و حرارت کے سد ابالا پوش سحاب بردوش اور ماہتاب نہت بلی بارانی میں روپوش رہتا ہی اور عین زمستان کے ایام میں تو ایسا جاڑا ہوتا ہی کہ جو انسان الف قامت و گرم خون راتوں کو تنگ کو تھریوں میں بشکل فون خمیدہ و پاسبینہ ہو سونے میں، قصہ کو تاہ چھ مہینے تک اس اطراف کے لوگ از صبح تا سہ پہر سر سے بیرنگ یشبیں پہرے پہنے یا کنبل اوڑھے اپنے اپنے کار بار کیا کرتے ہیں، دیوچہ باجو تک کی اس فواج میں بری افراط و کثرت ہی اکثر تھی کی طرح اُتر کر آدمیوں اور چاد پائیوں کے بدن میں چمت جاتی ہی جیسے وے نہایت اذیت پانے میں، اچگر اور برے برے موذی سانپ و بچھو بھی اُس اطراف میں بہت ہیں جس کے دنگ میں ایسا زہر بھرا ہوا ہی کہ کوئی جاندار اُن کا دنا ہوا جانبر نہیں ہوتا، حاصل کلام جب سلطان عالی مقام بتکل کے رستے ہو کر وہاں کی سرحد میں جا پہنچا اور اُس خارستانِ رن مندل نام کے دروازے کے اس طرف بادشاہی دیرے کھڑے ہو گئے اُنکے دوسرے دن دونوں سپہ سالاروں نے بموجب حکم عالی افواج حمیت اُسی دروازے پر جس کے آگے اُن گمراہوں نے گہری کھلی کھود کر دیوار اُٹھائی نہی ناخت کر لڑائی شرع کر دی لیکن اکثر غازیوں کو کافروں نے زخمی اور قتل کیا، تب تو ادھر شاد دین پناہ نے مدد شکر

قصہ

(۳۰)

ظفر بیکر راہ دشوار گزار سے جا بہت سے غلات شمار وں کو جہنم واصل کیا، اور آدھر مشیر لالی کی سرکردگی میں فرنگستانی فوجوں اور نواب مغفور کے خاص پروردہ چیلون کے رسالوں نے (جنہیں اُس مرحوم نے اسد اللہی کا لقب دیا تھا) کفار فجار کو نیزہ و تلوار کا لقمہ بنا ڈالا، جلو دار پند لون نے بری جرات سے کتنے اہل عناد کو مارے بھالے بر چھی کے فی النار و السفر اور ہزاروں اشکیا کو اسیر کر لیا، جب بنائید الہی اعدائے دولت قرار واقعی مغلوب و مقہور ہو چکے سلطان نے وہاں سے کوچ کر سواد ہنگلی بار میں جا مقام کیا، افواج شاہی نے خوشحال پور پر ناخت و تاراج کر بہت سے شقاوت نہادوں کو زن و بیچھے مصیبت پکڑ لیا، اور حضور سے چار رسالے اسباب جنگ اور رسد لیکر ظفر آباد کے قلعے کو بھیجے گئے، بعد اس کے خود بدولت و اقبال نے شہر محترم الحرام کی پندرہویں گیارہ سسی تانوں میں اُس رستے جسے امرا اور خوانین نے حسب الحکم آگے جا کر ہر روز قریب دو کوس کے اُس کا جھاڑ جنگل کٹوا جلاتھو آئے ہی عرصے میں وہاں کے صحرائیوں کا قافیہ وقت تنگ کر دیا تھا، کوچ کیا، اور اس مابین میں پند لون نے دشمنوں کا مقابلہ کر دین ہزار کو کشتہ و خستہ کر گرایا اور کئی منزل آگے بڑھ کر قلعے کے پورب طرف آخیمے دھر گاہ برپا کر دئے، جب کفار ناہنجار شکر اسلام کے ہاتھ سے عاجز آئے مقابلے و محاربے سے منہ موڑ پناہ کے پئے پہاڑ اور گھنے جنگل میں چلے گئے، سلطان نے بھارت سے فوج کفار کی گوشمالی اور اُس دیا کی تسخیر کے واسطے تعینات کیا، چنانچہ مشیر لالی تو کوہ الایچی کے ستر دون کی آتش فتنہ کے بجھانے کو گرم عنان ہو اور فوج شوشتری دوسری افواج مصیبت حسن علی خان بخش کی ہر راہ عقرب نار و غیرہ کی جانب روانہ ہوئے، سر محمد محمود بہادر اور امام علی خان بخاری وغیرہ تھار، کاڈیر،

اور خوشحال پور کی طرف گئے، سلطان خود آپ دونیں مہینے وہیں رہا اور بخشی مذکور نے اہل بغادت پر تاخت کر آتھ ہزار مرد و زن گرفتار کر لئے مشیر لالی بھی اُس پہاڑ کے قرب و جوار سے بکری بھیری کے طرح پہاڑ سے لوگوں کا ایک گڈہ بتور کے حضور دین روانہ ہوا، اس کے بعد سلطان آگے برہمکر دکھن طرف نعل کاویری پہاڑ کے جس پر کاویری ندی کا چشمہ باسوتاہی حرم ظفر پر جم قائم کر متمدون کی تنبیہ کے لئے اپنی افواج قاہرہ کو آگے روانہ کیا، سرداران نہور دستگاہ ہر ایک طرف سے تاخت کر بری تگ و دو سے ایک انبوہ عظیم اُس قوم سے جس کی بیخ کنی مد نظر تھی پکڑ لائے، سات مہینے اور کئی دن کے عرصے میں اسی ہزار آدمی زن و بچہ سمیت اسیر کیے گئے اور اُنکے سردار بھی الایچی پہاڑ پر موثر لالی کے ہاتھ دستگیر ہوئے باقی، سرکش مطیع و حلقہ بگوش بنے، سلطان عالی شان وہاں کے نظم و نسق اور لکڑ کوت نامے جو یوں کے کئی چھوٹے چھوٹے قلعوں کی طیاری کے بعد محظوظ و سرور سراپور کے رستے مظفر و منصور دارالتطنت کو پھرا، مموتی نائر کارکن تھوڑے ہی دنوں میں اس جہان سے گزر گیا اور رنگانایر سلطان دین پناہ کے ہاتھ سے دولت اسلام حاصل کر شیخ احمد نام رکھا گیا اور پہہ سالاری کامرتہ پا کے معزز ہوا، کنبا نور کی بلیا دانی جو ماہدہ کے قوم سے تھی کاویری سرحد تک آئی اور حضور میں باریاب ہو پیشکش دو سالہ نذرانے کے روپی اور کئی ہاتھی گھوڑے اور اور تحایف درپیش کر خلعت شاہی پا کے خوشی خوشی رخصت ہوئی جب سلطان اپنے دارالتطنت میں پہنچا تو اُس نے اہل کوآرگ کے سب اسیروں سے جن کو سلمان بنا کے احمدی لقب دیا تھا حالے کھترے کر قدیمی رسالہ دارون کو اُنکے تعلیم کرنے کے لئے مقرر کیا چنانچہ اُن مرداروں نے

ص

(۵۳۹)

تھوڑے ہی دنوں میں انھیں تربیت کر لے آئی کے قواعد سکھلا دیار کیا، انھیں دنوں میں حضور والا سے سلطانی فوج اور اسد اللہی و احمدی شکر کے سرداروں کو ملائی اور جڑاؤ پرک مرحمت ہوئے، شاہین اُن لوگوں کی بیری کپڑے کی قسم کی تھیں جو ایک نئی طرز سے بنوائے گئے تھے، اسی ایام میں شہر کو ترک کے جانے کے واسطے ملازموں میں سے چھ سات ہزار آدمی اشرف شیخ و سید کی قوم کے جن کو اُس طرف روانہ کیے گئے،



چڑھائی کرنا نواب حیدر آباد اور مرہٹوں کا واسطے مستحضر کرنے ممالک خداداد کے، لے لینا اُن لوگوں کا اُس اطراف کے کئی قلعوں کو روانہ ہونا سلطان مالیشان کا ادھونی ہو، دشمنوں کے دفع کرنے کو اور فتنہ ہو جانا اُس کا سن گیارہ سو ننانوے ہجری میں،

جب نانا پھر نویس نواب نظام علی خان بہادر کے ساتھ ملکر افواج متفرقہ کو اکٹھا کر لے لگا اور تھوڑے ہی دنوں میں یونان کے سب امیر سپاہ لے لے آئے تب نظام علی خان مع مشیر الملک اور سبب جنگ و تیغ جنگ وغیرہ کے چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل ہمراہ لے حیدر آباد سے بادامی قلعے کی جانب جو سلطانی سرحد تھی روانہ ہوا اور پیچھے سے نانا پھر نویس بھی اسی ہزار سوار چالیس ہزار پیادہ پچاس ضرب توپوں کے ساتھ وہیں جا پہنچا، اور ان دونوں امیروں نے آپس میں اتفاق کر اُس اطراف کے قلعوں کے تسخیر کرنے کی تدبیر کی اور بادامی گڑھ کو جس کا قلعہ ایک مرد بہادر تھا گھیر لیا سپاہی اُن کے قلعہ توڑنے کے لئے مورچے باندھے گئے آخر بعد کام آنے ہزاروں جوان پختہ کار کے نو مہینے میں

ان لوگوں نے قلعہ مفتوح کیا، بعد اُس کے رسد اور اور جنائی اسباب جمع کر کے بی
 میت سے وہیں مقام کر کے اپنے امیر دن کو اور اور قلعوں کے مستخر کرنے اور
 قصبوں کے لینے کے واسطے ہر ایک اطراف میں بھیجا چنانچہ انھوں نے دھاتو دار
 اور جالی ہاں کے قلعہ ار حیدر بخشی نام کو بس ہزار روپسی کی طمع دیکر
 انھیں لے لیا اور بہرے و فاغدا ار قلعہ ار اپنے مال اسباب حمیت پونان کو
 جلا گیا علاوہ اس کے اور نیک حرام قلعہ اروں نے برے منصب کی اُمید اور
 نحو ترے نقد روپسی کی طمع پر قلعہ کچن گرھ نو لکندہ ان کو تدار اور تذب بھد را ندی
 کے اُس پار کی ساری سرزمینیں بھی انھیں حوالے کر دیں اور اُس نواح کے
 راجے راجا رے بھی جیسے راجا مرہٹی، دمل، کنگا گیری، آنی کندہ سب کے سب
 اُن سے مل گئے، جب جا سوسوں نے یہ حقیقت حضور میں عرض کی اور اراکین
 سلطنت و امراے دولت بھی دشمنوں کے دفع کرنے پر باعث ہوئے
 تب سلطان عالی جاہ نے سپاہ و آلات جنگ کی تیاری کا حکم دیکر سن مذکور
 کے شعبان کی چھٹی کو لشکر جرار اور توپ خانہ بیست ہزار حمیت دار السلطنت
 سے بنگلور کی جانب کوچ کیا، جب اُس مقام میں جا پہنچا تو اُس اطراف کے
 راجاؤں کے حاضر ہونے کا (اس شرط پر کہ جب تک ان دشمنوں کے ساتھ
 لڑائی رہے دے اسباب جنگ اور رسد کی سربراہی کیا کریں اور سرکار سے
 اس بات کا ریش مکش و نذرانہ اُن پر معاف کیا جائیگا) حکم دیا چنانچہ راجے
 درگ، چینل درگ ہرین ہٹی وغیرہ کے راجا اچھی اچھی جمعیتوں سے حاضر
 ہوئے، القہر سلطان والا شان شب قدر کے بعد بالکل لشکریوں کی تقسیم
 پنجواہ سے فراغت کر اور ساز و سامان لشکر وغیرہ پور بندیاں کی حفاظت میں سپرد فرما
 جریہ وہاں سے ایلخاندون آگے کو روانہ اور کنگلی کے سواد میں پہنچکر ایک مہات

قصہ

(۰۴۱)

وہاں بھر، مسیح ہونے ہی ادھونی کے بہاؤوں کے متعل شکر کے ہر اول تک جانہنچا وہاں کے حاکم نے کہ نواب مہابت جنگ بیٹا نواب بسالت جنگ داماد نواب نظام علی خان کا نجات شکر غفریکر کے متعل آنے کی خبر سنی خود زدہ ہوا اپنے دیوان اسد علی خان کو پیام صلح پہنچانے کے بہانے حضور انور میں روانہ کیا اور خود اسی فرصت میں اپنی چیز بست سمہ زمانہ بہاؤ پر بھیج دیا، یہاں سفیر نے جب ملازمت حاصل کر کے پیغام گزارش کیا سلطان نے اُسکے جواب میں یہ فرمایا کہ تم لوگوں سے ہمیں کچھ دشمنی نہیں مگر چونکہ نواب نظام علی خان نے بے وجہ ہم سے چھبر شروع اور مرہٹوں سے میل کر کے اس سرکار کی بربادی کی فکر کی ہے، دین اسلام کا کچھ بھی پاس نہ کیا جو اس سلطنت کے اعدائے قدیم سے سازش کر بہاں تک نوبت پہنچائی ہے کہ بت پرستوں نے مسجدوں اور اہل اسلام کے گھروں میں آگ لگاوت پالت پچا ملک خداداد میں فتنہ و فساد اُٹھا رکھا ہے مقتضائے دینداری یہی ہے کہ ہم سب باہم متفق ہو کر پونان پر چڑھائی کرنے کی تیاری کریں اور مذہب و ملت کی پستی، خدا کی رضا مندی، خلق اللہ کی رفاہیت کے لئے جہاد پر کمر باندھیں، خیر حاکم مذکور جب اس صلاح کو عمل میں لایا متعدد جنگ جو الا چار سلطان نے ہیبت سلطنت کی رعایت اور اعادی کی عبرت کے واسطے اُس کے دوسرے دن اس حکم صادر فرمایا کہ شکر کے سرداروں نے اُس شہر پر ناخت کر اُسے ویران و بے چراغ کر ڈالا، جب وہاں کے حاکم نے میل و ملاپ کی راہ اختیار نہ کی طرفین سے لڑائی تھمن گئی اور غازیان شکر فیروزی اثر داروغہ آتش خانہ سمیت اُس حصار فلک احساس کے مستحضر کرنے کے ارادے کوچ کر چاروں طرف سے اُس کو گھیر توہین مارنے میں مشغول ہوئے، سلطان

دین بیاہ کو ہرگز اس طرح سے اُس قلعے کے لیے کا خیال نہ تھا بلکہ اُس نے اپنی نیک نہادی سے بہرہ سمجھا تھا کہ چون صبیہ نواب نظام الدولہ کی اُس قلعے میں ہی وہ محاصرے کی خبر سنتے ہی تنگ و حمت کی جہت سے البتہ صلح کر لیگا، جب کہ یہ بات وقوع میں نہ آئی تب سلطان نے حصار کے محاصرہ کر لینے کا حکم دیا جسوقت فوج سلطانی صبح کے وقت ہلا کر شاہین مارتی ہوئی قلعے کے دروازے تک جا پہنچی بہادر وں نے دیکھا کہ قلعے کا دروازہ کھلا ہی اور قلعہ والوں پر رعب و دہشت مستولی، یہ حال دیکھ کر بعضے امیروں نے حضور میں عرض کیا کہ قلعہ لے لیں کیا بھی وقت ہی اگر حکم ہو تو قلعے میں دخل کر سہابت جنگ کو حضور میں حاضر کر بن! اسی طرح رستم جنگ اور مویشیر لالی فرانسس بھی کہم بار عرض پر داڑ ہوئے، سلطان رحیم دل نے فرمایا زہار ایسا نہ کرنا، اللہ چاہے تو آپ ہی کل برسوں تک کلید فتح دستباب ہو جاویکی، راقم حروف بھی اس واقعے میں حاضر تھا، اور شاہد کیا کہ اُسی دن بعد دوپہر کے حاکم محصور نے قلعے میں جنگ و مدافعت غنیمت کا حکم کیا، اُسوقت اُنکے حشم خدمت کے سات ہزار جوان تھے قلعہ داری کی اہتمام اپنے ذمے لے سلطانی سپاہیوں کے حملوں کے دفع کرنے میں متوجہ رہے، ناظم حیدر آباد نے جو نہیں اس سرگذشت کی خیر پائی نیت گھیرا کہ حاکم نان کو بھی اس کی اطلاع دی اور اپنے امیروں سے بھی اس امر کی تدبیر پوچھی، ان میں سے بعض دانشمندوں نے التماس کیا کہ جب بادامی گڑھ کا قلعہ جو ایسا سخت و مستحکم تھا تو نہیں کے نزدیک جانفشانی کے بعد ہاتھ لگا، سو بھی بطور حالہ کے اور ہر س دن تک نظم و نسق اُس کا جیسا کہ چاہئے کسی طرح مل میں نہ آیا، اس لڑائی کا انجام کار تو ظاہر ہی کیونکہ جب سلطانی سپاہ اپنے آقا کی غیبت میں لڑائی بھرتائی میں کوئی تاہی نہیں کرتی تھی تو دوبرو اُسکے

وہ

(۶۲۴)

کہا گیا جانفشانیوں میں ملوث تھی، اس صورت میں آپ دونوں صاحبوں کے
 حق میں بہتر بھی ہیں کہ اپنے چند سرداروں کو بھاری جمعیت کے ساتھ حدود
 سلطانی کے دیران و خراب کرنے کے واسطے تعینات کر خود اپنے دار الحکومت
 کو سدھارین، چنانچہ بہتر انداز میں ان دونوں کو پسند آئی، تب ناظم حیدر آباد نے
 مشیر الملک اور تیغ جنگ و سبب جنگ کو فوج سنگین سے ادھونی کی
 جانب کمک کے لئے مقرر کیا، یونان کے حاکم نے جسوت راوہلکر اور
 برسر ام ناظم مرج اور ہری پندت وغیرہ کو تمامی سوار و پیدل اور
 توپ خانہ سمیت سپہداران حیدر آباد کی مدد اور مالک سلطانی کے تاراج کے
 واسطے حکم دے کر خود دے دونوں امیر جلیل القدر بھاری کے غدر سے
 اپنے اپنے دارالامارت کو پھر گئے، سلطان نے بہر خبر سنتے ہی قلعہ ادھونی کے
 مستحضر کرنے کی تاکید کی اگرچہ سر لشکر ان سلطانی نے بیس دن تک قلعہ سر
 کرنے اور اُس کی فصیل کے توڑنے میں بہتر اسریتکا لیکن کچھ نہوسکا، کیونکہ بہر قلعہ
 بادشاہ عادل شاہ کا بنایا ہوا ایسا حصین و متین تھا کہ بری بری توپوں کی مار سے بھی
 اُسمیں کچھ خلل نہ آیا، آخر کار بموجب حکم عالی کے لدھر تو بہادران دستم توان
 بسالت جنگ کے مقبرے کی طرف سے، اور سید صاحب و قطب الدین خان بہادر
 اور دولت راہی متیل دروازے کی جانب سے، اور اُس طرف مشیر لالی
 و امام خان سپہدار بہادر پر سے ہٹا کر چڑھ گئے، لدھر حسین خان اور محمد علیم نے
 سیر ہیان بنا قلعے کی تسخیر کا قصد کیا اہل حصار نے اُن لوگوں کے حملوں کو
 نال بہتوں کو نہ تیغ کیا، وجہ اس کی یہ ہوئی کہ ان کی سیر ہیان قلعے کی بلندی
 تک نہ پہنچ سکیں اگرچہ بہادران نے اُنھیں نزدبانوں پر چڑھ دے سون سکے
 سہارے سے کنکرہ حصار تک پہنچتے تب بھی فتحیاب ہوئے اس رد و اونچے

خاطر ہمایون پر مال گذرا ہر صورت کئی دن صبح سے شام تک سلطانی سپاہیوں کا۔
 ہوائے پیکار و کارزار کے اور کچھ کام نہ تھا ہر گھڑی جنگ و حرب کا سامنا تھا
 آخر جب بے لوگ برسی برسی مضبوط سپر ہیان پایا کر معہ طباب و کمند تاخت کرنے
 پر آمادہ ہوئے تو مشیر جنگ اور سبب جنگ مرہٹوں کے شکر سمیت
 اُس قلعہ دار کی اعانت کو آہنچے، سلطان بہر خبر سنتے ہی فوراً واپس
 نگر کے پہاڑوں میں آ اُس کے ہر چہا طرف ہراول بھیج لڑنے کے
 نہ بیر میں مصروف ہوا، اتفاقاً دو دن بعد سلطان اور مرہٹوں کے طلباء
 داروں میں برآمدا رہ واقع ہوا اور بخشی حیدر حسین سلحہ دار جو خود راہی
 اور نا آزمودہ کاری کی راہ سے غازیخان کے سات ہزار سوار ہراہ لے
 مرہٹوں کے دس ہزار سواروں پر چڑھ دوڑا تھا اس بھاری جماد کے
 مقابلے کی تاب نہ لا کر اُس نے ہزیمت اُتھائی لیکن غازیخان اپنے اُنہیں غازیوں کو
 جو موجود تھے ساتھ لے کر برسی جرات اور دلیری سے دو ساعت تک تو کھیت
 سنبھالے رہا، آخر جب کئی زخم کاری اُسے لگے تب رن سے پھرا، دشمن کی
 طرف کے لوگ پیچھا کر اُس کے ساتھ کے کتنے آدمیوں کو مار لکھا یا دوسو گھوڑے
 ہوا سمیت پکڑ لیگئے، قادر خان کابلی رسالہ دار کافرون کا بہر دستبرد دیکھ اپنے
 وانون کو لیکر اُنپر چڑھ دوڑا چنانچہ اُن ظالموں کے ہاتھ سے اپنے رسالے
 کے تو ستر سوار چھڑا اور ساتھ ہی اسکے پچاس سوار اعدا کے پکڑ حضور
 میں لایا، اور ولی محمد اور منا چودھری بھی اسی دار و گیر میں دو ہاتھی آتھ
 دوست بھرے ہوئے خزانے سے اور پچاس گھوڑے نواب موصوف کے
 بشکر سے لوٹ لائے، سلطان اس حال سے واقف ہو اپنی ساری فوج ہراہ
 لے جنگ کا نفاذہ بجوا الغاروں و بان جا پھنچا اور ایسی آتشباری عمل میں آئی کہ

دعوت

(۲۰)

غنیم کے ظاہر دار دہشت کے مارے نامردی کی واہ سے اپنی شکر فاد میں جا چھپے، الغرض حریف کی دونوں فوج شکست کھا کر بہان حصار کے قلعہ بند ہوئی اور پھر کسی نے میدان کی طرف رخ نہ کیا، تب سلطان اعدائے مقابلے کو دوپٹن بہان رکھ اپنی شکر گاہ کی جانب پھر آیا اُس کے دوسرے دن جاسوس وہاں سے خبر لائے کہ مشیر و غیرہ حاکم کو مہ زمانہ اور لوازم ضروری کے راعے پور کے قلعے میں لے گئے، اس کیفیت کے سننے ہی شاہ گیتی پناہ نے میر صادق کو برہی جمعیت کے ساتھ اُس قلعے کے مستخر کرنے کو روانہ کیا، چنانچہ اُس نے وہاں پہنچ کر قلعے کو تسخیر اور ناظم کی خاص حویلی کو ضبط کر کے نواب بسالت جنگ مرحوم کے سلاح خانہ و کتاب خانہ وغیرہ کارخانوں کا بالکل اسباب ریاست، تو شکانہ سلطانی میں روانہ کیا، بعد اُس کے اُس قلعے اور بہارون کے پائین کا حصار توڑ کر قطب الدین خان اور دولت راعے کو اُس صوبے کی مرداری پر قائم کیا،

متوجہ ہونا موکب سلطانی کا مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے جو تنب دھارا ندی کے اُس طرف ہنگامہ مچا رہے تھے، اور مفتوح ہونا کنچن گڑھ کا اور دہریا پار ہونا سپاہ نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدای بدخواہ کا،

جب ادھونی کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی تو سلطان دین پناہ نے مرہٹوں کی تادیب کے قصہ پر کنچن گڑھ کے رستے کوچ کیا اور کتنے سوار اُس زن حاکم کے گرفتار کر لائے جو اپنے شوہر کے بعد سند حکومت پر بیٹھی تھی تعین کیے، لیکن وہ ہشیار عورت اس کیفیت سے خبردار ہو بہت سے جواہرات

بیش قیمت اور چند ملازم و خدمت گار حمیت راتوں رات نائب بھدر پار ہو
 چنی جان بچا نکل گئی پر بیتا اس کا پکڑا گیا اور اسلام سے مشرف و مخون ہو کر علی
 مردان خان نام لھا گیا، باقی شر واد حال اُس کے گھرانے کا، کنچن گھرہ کے بیان
 سے جو جامع اور اق نے جہاگاہ لکھا ہے، معلوم ہو گا، خیر بعد اس کے
 وکب شاہی نے وہاں سے کوچ کر سوتے مین جا مقام کیا، حاکم بہان کا گو بند راو
 رادرزادہ مراد راو کا جس نے اُس کے قید ہو جانے کے بعد پونان مین جا کر
 ہان کے سرداروں سے وزیر سلطان کے نام پر ایک سفارش نامہ
 حاصل کیا تھا، بارگاہ سلطنت مین حاضر ہوا، سلطان رحیم دل نے سرداران
 ران کا پاس خاطر کر کے اُسے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا کہ کبھی اس سرکار
 سے سرکشی اختیار نہ کرے لیکر سوتے کا تعلقہ اُسی کے نام پر بحال رکھا
 و بعد انتظام اس مقام کے جب کیلی کی جانب کوچ کیا تو قلعہ ار بہان کا ترمنے پر
 مادہ ہوا جسہر ساطانی امیر دن نے فرمان برداری و انقیاد کے مقدمے مین بہتیرا
 اُسے سمجھایا پر کچھ مفید نہوا تب تو ہو جب حکم عالی کے سرداران جلادت
 تو امان اور شہر لالی نے اس کو گرفتار کیا بلکہ اُن کافروں کے ملک و ناموس
 رہی گمراہوں کے رعب و دہشت کے واسطے غارت و تاراج کا ہتھ پھیلا یا
 ساہوکار بیہاریوں کے گھروں مین ہزاروں روپیسی نقد مع جنس و اسباب
 اُنھیں مل گئے اکثر عورتیں پاک دامن اُن شقاوت کرداروں کی مارے
 غیرت کے دریا مین دوب موئیں اور قلعہ ار بھی وہاں کا مارا ہوا، سلطان نے
 ان عورتوں کے مرنے کی خبر سن اپنے سپاہیوں پر برسی سیاست کی اور
 چونکہ اُن دنوں پار ہو نائب بھدر اندھی سے جو برے جوش خروش مین تھی
 و ثواب دے تھانیا عار کئی دن تک اُسی کے کنارے دیرا رہا، اعدا اس عرصے مین

محت

(۵۲۷)

ذروست اس بار کے ملکوں میں اپنا عمل دخل کرتے ہوئے اسلام کے سمنگ ہوئے
کے ارادے مذہبی کے اس بار آئے اور سلطان فوج کے بار ہونے کی
راہ پر توپ و تفنگ لے سنگ راہ ہوئے، بعد اس کے اُن لوگوں نے اپنے
ایک سردار کو بری جمعیت کے ساتھ کپل اور بہادر بندہ اور غیرہ کے مستخر
کرنے کے واسطے تعینات کیا چنانچہ سردار مذکور نے اس نواح پر تاخت کر
ان دونوں قلعوں کو محاصرہ کر دو مہینے کے نزدیک دو ٹکاپوں سے بہادر بندہ اُلے لیا لیکن
کپل کا قلعہ اور اپنے حریف کے ساتھ (ان کی فوج کے دام فریب میں نہ آکر) بری
دیر سے لڑا کیابلکہ اکثر اُن سرکوں کے مورچے پر حملہ کر کے اُنکی جمعیت کو پریشان
و متفرق کرنا رہا، چونکہ طغیانی آب کی شدت کے سبب لشکر اسلام کا مذہبی بار ہونا
ممکن نہ تھا سلطان نے اکتیس ضرب بری بری توپیں مذہبی کنارے لگا شلک مارنے کا حکم
دیا گولندازوں نے بموجب امر عالی کے جب توپوں کی بارہ ماری تو فوراً پانی گھٹ گیا
اُدھر اعدا کے دلون ہر ان شلکوں سے دو طرح کا کھٹکا ہوا کر یا تو فرانسس کی طرف
سے لٹک پہنچ گئی یا سلطان شکر کے سواروں نے حیدر آباد پر پھر ہائی کر کے
وہاں کے حاکم کو منسوب کر لیا، بہر حال وہ اسی شش و پنجم میں اُس مقام کے
رہنے کو نامناسب سمجھ بارہ ہزار سوار مذہبی کا کنار اچھوڑا شانور کی جانب چلے گئے،
جب اُس مذہبی کا پانی کما تو سلطان کے حکم سے پہلے تود و پلشن اور دو ہزار سوار
نے توپ خانے سمیت رات کے وقت بارہا حریف کے سواروں پر جو
غفلت میں پڑے ہوئے تھے قوت کرنیغ و تہر کے زخموں سے اُن کو اٹو کر ڈالا،
سات سو گھوڑے، علم و نقارے کے ہاتھی اور انت خزانہ سمیت لوٹ لائے،
باقی لوگ اپنے اپنے گھوڑے اسباب چھوڑ کر شکر گاہ کی جانب بھاگ نکلے اور
وہاں جا کر اُن لوگوں نے اپنے سردار کو سلطان، سیاہ کے اس بار آنے سے آگاہ

۱۷۹۱ء دھردوہریے دن سلطان فوج سمیت ندی پار ہو خیمہ کیا۔ یہ وقت ایک
 مہینے کے جو سو رچ بندی میں بسر ہوا اعدا لشکر و توپخانہ کے بقصد مقابلہ چار فرسنگ
 پر آہرے نب سلطان غالب شان گل سوار و پیدل اور توپخانہ ہر اہلے اُنکے مقابلے
 کو دو فرسنگ آگے بڑھا اور جب حریف غلامان آکر صف آرا ہوئی کی تب
 لشکر سلطانی کے سرداروں نے دھردوہریے شب و صبح میں تفریق چوں کو
 گھات میں بٹھلا تو یہیں چن طیار کر رکھیں اور سوار می سلطان دین پناہ کی باجھل
 و شان مع سواران شجاعت نشان کے ایک زمین بلند پر کھڑی تھی اور غازیخان
 ولی محمد خان گاہلی ابراہیم خان اور کتے اور سپہ سالار حسب الارشاد لشکر
 اعدا پر چڑھ دوڑے اور جب دے ان سے مقابل ہوئے تو غازیخان وغیرہ کے سوار
 فرب کی راہ سے بھاگ غنیم کو اپنے پیچھے توپخانے تک لگالائے، تب تو
 سامنے سے گھات والے جوانوں نے روبرو آکر توپ و تفنگ کی مار سے
 اُن کے منہ بھر دیئے اور پیچھے سے سوار بھی آہرے جنھوں نے قرار
 واقعی مرد می و مردانگی کی داد دیں اور اسی ہنگامہ قتال و جہال میں آتش دست
 بانداروں نے بانوں کے مارے دشمن کی جمعیت میں ہل چل ڈال دی چنانچہ
 اُن کے سرداروں نے معہ لشکر فرار کارستہ پکڑا، سلطان بہادر وں نے
 دو فرسنگ تک تعاقب کر کے اکثر دین کو قتل اور گرفتار کیا، جب اعداے
 دولت اس طرح مغلوب و مقہور ہو چکے تو فوج سلطانی نے بفتح و نصرت دین سے
 آگے کو کوچ کر ایک بڑے میدان میں پہنچ مقام کیا، اُس دن لشکر کی منزل کا نقشہ
 یہ تھا کہ خاص خیمہ سلطانی کے چار دن طرف توپتھنوں نے معہ توپوں کے قلعہ بندی
 لی تھی، داہنے سواروں کے دسے، بائیں ساحدار، سراپردے کے آس پاس
 اسدالہی اور احمدی رسالہ اور پتھنوں کی پلٹنیں جنہاں میں احشام و کند اچادی

وہ

(۵۲۶)

فوج اور بہر و بنگاہ کے لوگ، علاوہ اسکے راجاؤں کے پیادے و سوار، اور آگے ایک فرسنگ کے فاصلے پر غارتگر سوار بطور ہرا دل کے، غنیم بھی اپنی سپاہ حج سجا لڑنے کے ارادے کٹاک کی مذہبی کنارے آاترا، نب سلطان نے شیکے وقت اپنی فوجیں آراستہ کر شیخ امام شیع عمر دامام خان سپہداروں کو سامان جنگ و توپ اور بہت سے بان داروں کے ساتھ، اور حسین علی خان و مہارز خان کی سرداری میں غازی خان کو دو ہزار سوار خون خوار حمیت عربف کے لشکر میں شبحون مارنے کے لئے روانہ کیا، جب یہ سب سپہدار اور بخشی تین پہر رات کے وقت غنیم کے طلائے تک پہنچے تو شیخ عمر نے جو ان سبھوں سے آگے تھا کتنی جگہوں میں جلتی آگ دیکھ کے گمان کیا کہ یہیں اعدا کا لشکر ہوا ہی چنانچہ اُس نے اسی خیال پر بے کہے اُن سرداروں کے توپ اور کتے بان بھی داغے جس سے عربف کی سپاہ آگاہ ہو گئی اکثر دن نے تو اپنی راہ لی، اور بعضوں نے حملہ کیا تب باقی سپہداروں نے ترنت آکر حضور میں بہر حقیقت عرض کی، سلطان نے بہر خبر سن نہایت برہم ہو شیخ عمر کو ہر طرف اور اُس کی فوج فاضل خان و سالدار کے حوالے کر آپ اُس کی صبح کو بالانام مذہبی کے کنارے نزول کیا، وہاں عربف نے بھی فوج ظفر موج کے آسنے سامنے آتین فرسنگ پر تیرا ڈالا، دو مرے دن رات کے وقت حضور سے امام خان، فاضل خان، میر محمود سپہدار ساز و اسباب جنگ لے کر دس ہزار سوار اور ایک ہزار باندہار حمیت قادر خان اور غازی خان کی سرداری میں لشکر غنیم کے ناخ تاراج کے لئے رخصت ہوئے چنانچہ بے ذی ہوش سپہدار اپنے اپنے سپاہیوں کو کنبل آ رہا سب کے سب لشکر غنیم کے عقب جا پڑے اور جب اُنکے طلا یہ داروں نے انھیں روکنا نہ ان لوگوں نے مرھتی بولی میں اپنے تئیں

شکر منان کے مددگاروں سے ظاہر کیا اور اس فریب سے اُس فوج میں گھس تنگ و کارزار کا بازار گرم کر دیا، تب تو ضربت کے سردار مغلوب ہو خالی ہاتھ بے زمین و ہتھیار گھوڑوں پر سوار ہو اپنے توپخانے کی طرف فراری ہوئے اور سپہسالاران مضور بہت سی غنیمت، نقد و جنس اور تمام آلات جنگ دیرھ ہزار سواری کے گھوڑے اور اکثر جو رولر کے کو اُن کافروں کے اسیری میں لیکر باریاب حضور ہوئے اور پک بے الہاس، مارہ مردارید، جراثیم کرتے اُنہیں انعام ملے، بعد اس کے سلطان نامہ ارسلنے اُن اسیر عورتوں کو یش فہمی خلعتیں دے، پالکیوں پر سوار کروا بعزّت تمام سواروں اور بان داروں کے ہمراہ غنیم کے شکر میں روانہ کر دیا اور خفیہ انہیں کے ساتھ برے برے پارہنہی اور سات گھوڑے مع زمین مرصع اور بہت سے جواہر و نقد روپیہ ہری ہدایات و راستیا اور مادہ ہومایتی کے واسطے بھیج کر اُن کو اپنا بندہ و مطیع بنایا چنانچہ اُنہوں نے وہاں سے آگے کوچ کر سرہتی میں جا مقام کیا،

پہچھے بہت آنا سلطان کا واسطے مصلحت کے اور تعاقب کرنے غنیم کے، پہنچنا سلطانی سپہ سالار کا معہ سپاہ نصرت پناہ کے، رسد لیکر آنا بد الزمان خان فوجد ارنگر کا، مستحضر ہونا شانورو بہاگ جانا نواب حکیم خان کا اور لشکر کفر و اسلام میں جنگ واقع ہونا، جب سلطان نے اُس شبنخون کے بعد دوسری شب کوچ کر کے اُس مقام میں جہان بالا نام ندی، تنب بھدر را سے آملی ہی پہنچ کر مقام کیا انوتی کی طرف سے ایک سپہدار سلطانی اپنی فوج سمیت حضور میں آہنچا اور بدر الزمان خان بھی بہت سی رند کے ساتھ لنگر سے آکر شرف اندوز ہوا

وہ

(۰۰۱)

اور بعد اسکے الغاروں دشمن کا تعاقب کر کے فوج نصرت موج کی پیچھے
 دو فرسنگ کے فاصلے پر دیرا کیا تب دونوں لشکر کے بقاقدار ایک
 دوسرے کے حملوں کو مالتے رہے، اب سلطان نے ہندو بیر کی کراپنے
 سپاہیوں کو دو دنوں وقت صبح و شام قواعد سپہگرمی کی مشق کے لئے
 برای نام میدان میں جانے و زرخش کرنے اور بدوق چھوڑنے کا حکم دینا چنانچہ
 کئی دن بھروسے بہرہ ن چڑھے اور سر پہرے گھڑی پھر رات تک اُن کا یہی
 کام تھا اور اسی عرصے میں اُس نے میر معین الدین کو دو پلٹن، پانچ توپ
 اور فرانسیس کا رسالہ ساتھ دے حریف کے مہمہ کی جانب روانہ کیا اور
 برہان الدین کو تین پلٹن چھ توپ حمیت سرہ کی طرف بھیجا، اور
 آپ دس پلٹن اور خاص سواروں پیدلوں سے دشمن کے قلب کی فوج
 توڑنے کے قصد پر آگے برہا، چون اُس رات کو تاریکی شدت سے تھی،
 برہی زحمت سے راہ کٹی، لیکن برہان الدین نے پو پھتے ہی سب پریشدستی
 کر کے ہری ہندت اور راستیا کی فوجوں پر ہنگامہ قیامت مجاہدیا، اُدھر سے
 میر معین الدین بھی برہی توپیں پیچھے چھوڑا فرانسیس کی دس توپ ہمراہ لے لشکر
 سے پہلے الغاروں بلا کی طرح اُن اجل گرفتوں پر توت پر اُسی وقت سلطان بھی
 حریف کے قلب ہر بروقت چڑھا آیا، تب تو اعدا کو اُس میدان میں تھہرنا دشوار
 ہوا، سردار اُن کے جو درہرہ اس سرکار کے خیر خواہ تھے اُس جمعیت سے
 بھوت نکلے، نواب نظام علی خان کی فوج میں بھگیبرمچ گئی، مال اسباب اُن کا
 غازیوں کے گھوڑوں کے حملوں نے پامال ہوا باقی مرہتے سردار گھوڑوں پر
 سوار ہو نکل بھاگے، لشکر کا سامان مال اموال خیمہ نشان، انھی گھوڑے اوجست
 سب کا سب ملا زمان سلطانی کے ہتھ لگا، پھر دو ساعت کے عرصے میں اعدا نے

باہم مجتمع ہو ایک فرسنگ کے فاصلے سے اس طرح توپیں سامنے جما رہیں
 اترائیں کہ اُسے اکثر مظہر بہادر و دلاور کو نہایت ضرر پہنچا، فرمانِ سلطانی،
 غنیم کی ایسی دلیری و جرات کے دفع کرنے کو صادر ہوا چنانچہ حسبِ الحکم
 والا سید حمید، شیخ انصاری، احمد بیگ اور دوسرے سپہ سالار موثر و لای
 کی فوج سمیت غنیم کے توپ خانے پر چڑھ دوڑے، اتفاقاً اثنائے رات میں
 انھوں سے اور دشمن کے سپاہیوں سے جو ایک سو کھنڈے تالاب کے درمیان
 پھیلے ہوئے غازیان نصرت مندر پر دھاوا مارنے کی ناک میں لگ رہے
 تھے مقابلہ ہو گیا تب تو ان شجاعت نشان سپہ سالاروں اور فرانسس
 نے بند و قین طیار کر ایسی شلگین ماریں کہ اعدا کے سپاہی جو اژدہام کے
 سبب سے بھاگنے کے مارے گولیوں اور قہر و سنان کے اُنکے سینے چھلنی
 بن گئے، دو نامور مردار مارے پرے اور باقی اپنے مال سے دست بردار ہو
 اُس سر کے سے نکل بھاگے، حاصلِ کلام بات کی بات میں حربہ کی جانب کے
 سات ہزار جوان کھیت آئے اور جو چھ دے دے وہاں سے پچھلے قدم ہٹے، سلطان
 نصرت رکاب غنیمت کا اسباب ہمارا لے شادیاں بچواتا سراپردہ
 خاص میں داخل اور دوسرے دن یہاں سے شانور کی جانب روانہ ہوا،

پوشیدہ نرسہ کہ نواب عبدالکیم خان شانور کا ناظم جو بعدِ رحلت نواب مغفور کے
 خواہی نخواستہ سلطان سے بیربر ہمارے ہتھوں کے ساتھ جا ملا تھا اب جو اُسے بادشاہ
 کو اپنی طرف آنے دیکھا ڈرنے کا پتہ آپ تو راتوں رات وہاں سے بھاگ
 غنیم کے لشکر میں جا داخل ہوا اور اپنے بیٹے نواب عبدالنخیر خان کو شہر میں
 چھوڑ گیا، جب سلطان غالبان نے ہر ماجرا سن تعجب کیا اور رات کے
 وقت سید حمید، سید غفار وغیرہ سپہ سالاروں کو تو شہر کے ضبط کر لینے کے

قصہ

(۹۹۸)

اس سے دو اور فرمایا اور آپ شہر کے عالی جنسوں کے میر صادق کو بھی مدعی بن
 بخش کر دیا۔ پھر اس کی ناکہ کی کرشمہ بالکل احساس و اسباب ادا کر کے جو اگلے
 و انہیں جمع کر چھوڑ گئے ہمیں حضور میں روانہ کرنا چاہنا تھا ان لوگوں نے جو کچھ نقد
 و جنس و مال پایا ہو جب حکم حضور میں حاضر کیا، چنانچہ سب اسباب بعد ملاحظہ
 کے تو شکمانے میں داخل ہوا، توہین و غیرہ توپ خانے میں رکھوائی گئیں،
 نواب عبدالغیر خان بار باب ہو کر حاضر ہوا، سلطان نے اُسے پوچھا
 کہ تمہارے باپ نے یہ کیا کیا، اپنا شہر کیوں چھوڑ دیا، ہم سے سوائے
 پاس داری و رعایت کے اُن کے حق میں کچھ ایسا ہر اسلوب بھی تو واقع نہیں
 ہوا، یہ کسی خویشی و قرابت تھی کہ تم ہمارے اعدا کے ساتھ مل کر ہم سے
 یوں پھر گئے، وہ اس کے جواب میں عرض پر واز ہوا واقعی یہ تو اُن سے نادانی
 کی حرکت و وقوع میں آئی پر بندے کو مطلق اس کا علم تھا نہیں تو بیشک اُنہیں
 منع کرنا، سلطان نے بعد اس گفتگو کے اُس کو اپنے خاص خیمے کے پاس
 جگہ دے نظر بند رکھا،

زچ ہو جانا اعدا کا مپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار پانا فریقین
 متخاصم میں راجاؤں کے تعلقوں کا بند و بست معہ بعض
 کیفیتوں کے جو من بارہ می میں واقع ہوئیں،

سلطان نے بعد بد و بست شانور کے جو بن گڑھ کی نواح میں آ کر نزول فرمایا
 اور مشرہ، مہتمم ملک و ہمیں توقف کیا بعد اس کے اپنے تمام لشکر کو جاڑھے کیا
 ہر حصے میں بدولت پچیس ہزار مراد چودہ ہزار توپ ہزارہ ضرب تھی، ایکٹ کا

سپہ سالار میر معین الدین دوسرے کاربان الدین، دوسرے قاسم اور اغانی
 تھے کاشین علی خان میر بخشی کو مقرر کر بہر حکم دیا کہ تم یہاں سے دو کوس
 دور جا کر دیرے کرو چنانچہ دے تو اُدھر موافق ارشاد عالی کے ایک میدان
 پکڑ کر دریا ت جنگ کی طیاری میں مصروف ہوئے اور اُدھر سلطان خود بدولت
 و اقبال پیدل لون کی دس پلٹن، اور اسد اللہی و احمدی کی بیس پلٹن، سواروں
 کا آٹھ دسہ اور تین سالہ و چار ہزار پندرہ اڑے دس ہزار پیادہ، اے
 احشام سمیت اُسی مقام میں قائم رہا اور افواہ بہر ہوئی کہ ایک
 سپہ سالار توحید آباد کے تسخیر کرنے، دوسرا یونان لے لینے، تیسرا
 اے چور اور کو تورد غیرہ کے تصرف میں لانے، چوتھا راجاؤن وغیرہ کے
 قلعے تعاقب ضبط کر لینے کو بھیجا گیا ہی، اور یہاں سلطان آپ دشمن کے
 مقابلے کے لئے قائم ہی، اعداء بہر خبر سن خمر اگئے، میر معین الدین نے
 سید حمید و سید غفار نہوڑ شعار کے اشتعال سے رات کو کوچ کر مندرگی
 درگ پر جو غنیم کا نھاہ تھا حملہ کیا، دم بھر میں اُس گھانٹی کو لیکر حربہ کی فوج
 مار لی، شہر کو لوٹ کر ساز و سامان اور زور و زحمیت باز گشت کی، ہرمان الدین
 نے بنکا پورا اور مصری کوئے کو جو غنیم کے عمل سے قتل و نارا ج کیا، یہاں سلطان
 ممالک ستان بھی اُن ضلالت نشانوں کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا لیکن
 اعداء ہٹلا کر چند اول پر لشکر سلطان کے آہرے اور اناج بھرے دس ہزار
 تھیلے بنجاروں سے لوٹ لیگئے، تب سلطان عالیشان نے اُس لشکر کے مردار کو
 کھلا بھیجا کہ بے قصور جمہور خلائق اور رہایا کو ہلاک و ستانا انصاف و مروت کے
 آئین سے دور ہی، مفتضاجو اندری کا تو یہ ہی کہ ایک ہی دن میں اس لڑائی بھڑائی
 کے غصے کو بسو کر دین، اس پیغام سے حربہ نے جو تک اپنی جنگی سپاہ پر

وقت

(۳۳۳)

تلاان نھا، جنگ سلطانی مان لیا، سلطان نے کنگ مذی کے کنارے حارسی فوجیں
الٹھی کر بائیں جنگ صف آرائی کی اور دائیں بائیں پلٹنیں مقرر کر جلوداروں
ممیت خود بدولت انھی پر سوار ہو پہلے تو شجاعان فوج کو حرب و ضرب کا حکم
کیا جس پر غول کے غول بہادران طالب جنگ کھیت میں اُتر پڑے اعدا بھی
مقابلے کے ارادے بڑے جوش و خروش سے سامنے آئے طرفین سے
زور شور کی لڑائی شروع ہو گئی، لیکن یہ بات تھہری تھی کہ ہر ٹکڑی کے جوان
نوبت نبوت آدھی ساعت تک لڑیں جسے سب سپاہیوں اور سرداروں کی
عرات و جانبازی ظاہر ہو، اس صورت میں ایک ایک سوار مایا لڑا کہ رستم
داسفندیار کی پردلیان دلون سے محو ہو گئیں، دوپہر تک جنگ کا بازار گرم
رہا، تیر و تفنگ سے نوبت گذر گئی، خنجر و جمدھر لے لے بہادر سنکھ ہو گئے
دونوں طرف لاشوں کا انبار لگ گیا، سلطان بہادران اور سرداروں نے
اپنی اپنی پردلی دکھلا سیدان میں خون اعدا سے دریا بہا دیا، تب غنیم کے سرداروں
نے اس خیال سے کہ انکی سپاہ بہت تھی یہ ارادہ کیا کہ اب اکبار کی ہٹا کر کے
سلطانیوں کو مغلوب کریں، چنانچہ اسی قصد پر انھوں نے اپنی سپاہ ممیت
کہ اتنی ہزار سوار سے زیادہ تھی اپنی جگہ سے جنبش کی، ادھر سے بھی
توپچیوں نے بموجب ارشاد کے مارے توپ و تفنگ کے انھیں بدحواس
بنا ہٹا دیا، جب اعدا بھاگنے لگے تو لشکر ظفر اثر کے سوار دو فرسنگ تک اُن کے
پیچھے لگے چلے گئے اور تین ہزار گھوڑے، دس ضرب توپ اور اسباب و آلات
لوٹ لائے، غنیم دو تین منزل تک دن رات یہی ہم بھاگتے کیے، کنگ گری کاراجا
ہری نابک جو حرب سے سازش رکھتا تھا اُس کا بہر رنگ دیکھ حضور سلطانی
میں حاضر ہو کر مور دھنایت ہوا، سلطان یہاں سے اپنے لشکر ممیت بانکا پونڈ

لوہروانہ جو شانور کے متصل جا اُترا، ہر کتے سلطان غلامنگر سوار جو ناراج کے ارادے محالوں پر دوڑ گئے تھے فضا کار غنیم کے بقاقداروں نے اُن سے دو چار ہو کر ایک ہی حملے میں سب کو مار لیا، سلطان نے ہر خبر سنتے ہی اپنے لشکر کے سواروں پر تو یہ حکم دیا، کہ کوئی نئے اجازت چھاؤنی کی حد سے باہر نہ نکلے اور آپ ایک مہینے وہیں رہ کر رہتے کے کتے سرداروں کو بہت سے روپیہ اسباب بھیج کے اپنا مطبخ بنالیا چنانچہ انھیں کی صواب دید سے ایک دن چاروں فوج کو شخون کے لیے مسلح کر روانہ کیا، وہاں غنیم کے ملازم داروں نے کہ ہری پندت پھر کیا کے ملازم تھے جان بوجھ کے انھیں آنے نہ دکا یہاں تک کہ دے دلاور فوج کی فوج حریف کے لشکر کے قریب جا پہنچے، تب کسی شخص نے اُنکے آنے کی اطلاع پاکر ہلکر کو جا خبر کر دی کہ پاسبانوں کی خطا سے سلطان سپاہ لشکر میں داخل ہو گئی، اُس نے اتنا سنتے ہی پیادہ پا خمیے سے نکل بان و شاک اور بندوق کی آواز سن فرا کی راہ لی اور اپنی حرم خاص کو بھی جو اُسکی بری پیادی تھی دیر سے ہی میں سونے چھوڑا، اور سردار بھی بحاصر نکلے، تھامر غنیم کی سپاہ پر اگندہ اور فوج مغل کی بھی سرا سر منتشر ہو گئی، اتھارہ عورتیں اُس قوم کے سرداروں کی موتی جواہر بھری اسبری میں پکر آئیں، جب فجر ہوئی، دے بہادر سر لشکر منصور و مظفر، اسباب غنیمت جھنڈا خیمہ اُتھی اُدت خزانہ اور جودہ ضرب توپوں کی لیکر پھر آئے، ہر چند غنیم نے بقیہ اتیف کے اکٹھا کرنے کو اُنکی راہ میں روک کر بہتیرا زور مارا پر کچھ بگاڑ آمد نہوا، بناچار ناکام پھر گیا، ادھر سلطان سپہ سالاروں نے لوٹ کی چیزیں مع اُن اسیر عورتوں کے نظر انور میں گزرائیں، سلطان عطا پاشا نے اُن سب سرداروں اور سپاہیوں کو سبب اُنکی جان بازیوں کے دود مہینے کی

وصف

(۵۵۷)

طلب اور جو تھائی غنیمت بطور انعام کے اور اچھے عہد سے دیکر سرور و
سمتاز کیا اور اُن عورتوں سے ہر قول لے کر کہ کسی نوع اپنے شوہروں کو جنگ
و حرب سے باز رکھیں اُنکے ذہور و اسباب سمیت بری عزت و قدر کے
سانحہ سلطان کے شکر میں بھیج دیا، پر اُنکے شوہروں نے جب اس شے سے
کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی تھیں گمان بد کر کے اپنے خیموں میں اُنھیں
آنے نہ بانب اُن نیکبختوں نے اپنے شوہروں کی نادانی و کم ہمتی پر لعنت و لعنت
کر کے، اُن سے سلطان فتوے و مروت نشان کی پاسداریوں اور حسن اخلاق کا
اظہار کر سلطان سے آشتی و صلح کرنے کے لئے اصرار کیا تب اُنھوں نے
اپنے دلوں سے بدگمانی اور کینے کو میاں ملاپ کے قصد پر بالکل دولا کیا چنانچہ اب
فوج ظفر موج جز ہر متوجہ ہو کر مع آہا ہوتی وے لوگ اُس جنگاہ سے پھر جانے،
جب سلطان گیتی ستارے نے دیکھا کہ اب سپاہ اعدا میں دم مقابلہ کرنے کا باقی
نہیں رہا تب بعد ایک مہینے کے خلافت کے حال پر ترس کر کے شکر غنیم کے
مرداروں اور مغلوں کی صلاح سے بدلتا زمان خان کو اور کئی خوانین کے ساتھ مع خطوط
متضمن صلح اور بہت سے نقد و نفیس تحفوں خلعتوں اور گرانبھا جواہر کے
جن میں ایک ہزار گلو بند ہی پانچ لاکھ روپیہ کا تھا حاکم یونان کے پاس بھیج کر
اظہار دوستی کا کیا اور اُدھر سے ہٹا کر وغیرہ سرداران شکر نے بھی کہ کئی
بالا افواج قاہرہ سے نوع بنوع کی را کیں اُتھائی تھیں، ساری حقیقت سلطان
کی شجاعت و ہمت کی شہر خواہ لکھ کر آشتی و صلح کو ترجیح دی، تب اس
مقتے میں حاکم یونان نے اپنے ارکان سلطنت سے صلاح کی اُن لوگوں
نے بھی عرض کیا کہ واقعی مناسب یہی ہے کہ ہم سلطان سے اتفاق کریں اور
بالجہیون کو بہانہ کے تحفے بدیوں کے ساتھ بھیج کر اُس کی خاطر آردہ کو نشاد

اور یہ امر ہماری سلطنت کی اپنی کابوٹ ہو گا کیونکہ جو اندری و دلداری اُس عالی بہت۔
 کی خود ظاہر و باہر ہی جب اُدھر کا قصد کریگا تو بلا تکلف ہر ہمارا ملک مستحضر کریگا،
 جب حاکم یونان نے اُن خیر خواہوں کی بھی رائیں اسی طرف مائل دیکھیں اور
 سلطان کی کمک کے لئے فرانسس کے جہاز پہنچنے کی خبر بھی اُسے پہنچ چکی تھی
 اسی واسطے اُس نے سلطان عالیشان کے ساتھ مصالحو کرنے کو غنیمت
 جان کے اپنی اپنی ریاست کی اسی میں سمجھی کہ ایک سفیر کے ہر راہ بہت
 سے تحفے، زرد و جواہر اور نجیب بادیا لکھو آئے، ترے ترے ہاتھی حضور میں بھیج کر
 ترکوند، نو لکند، جالی مال کے نعلیے بطور انعام کے درخواست کیے سلطان
 نے بمقتضای مصلحت، اس التماس کو قبول کر کے سند تینوں تعلقوں کی
 اُسے بھیج دی، تب قلعے اور صوبے اُس گرد و نواح کے جو سپاہ اعدا کے
 تسلط میں تھے سر نو سرکار عالی کے تحت میں آ گئے، اسی تقریب سے
 حضور سلطانی میں ہری بندت نے نواب حکیم خان کے قصور و دن کی طلب غزوے
 لئے عرض معروض کر شانور کا صوبہ پھر اُسے دلوا دیا، جب حاکم یونان کے
 مصالح کے سبب اُس جانب سے خاطر ہما یون کو اطمینان حاصل ہوئی تو لشکر سلطانی
 بفتح و فیروزی مراجعت کر کے شانور میں آہنچا اور سلطان عالیشان نے ہری
 بندت پھر کیہ کو جو خواہوں کے حلقے میں داخل ہو کر باعث صلح کا ہوا تھا کچھ
 گرہ کا تعلق اُس کے مضافات سمیت اور کسی اور قرینے بطور جاگیر کے
 دے آگے کو کوچ کر محال دروچی کے تالاب پر نزول اجلاں فرمایا، اب راجا راءے
 درگ اور راجا ہرین ہٹی از خود مسکر نصرت اثر میں داخل ہو کر مبرا کرنے کی
 امید رکھتے تھے، لیکن چون سلطان کہہ خاطر میں اُس جہت سے کہ جب تے بلانے
 جگئے تھے اُس وقت حاضر ہوئے بلکہ سرگرم بداندیشی کے تھے، فبار تھا

قصہ

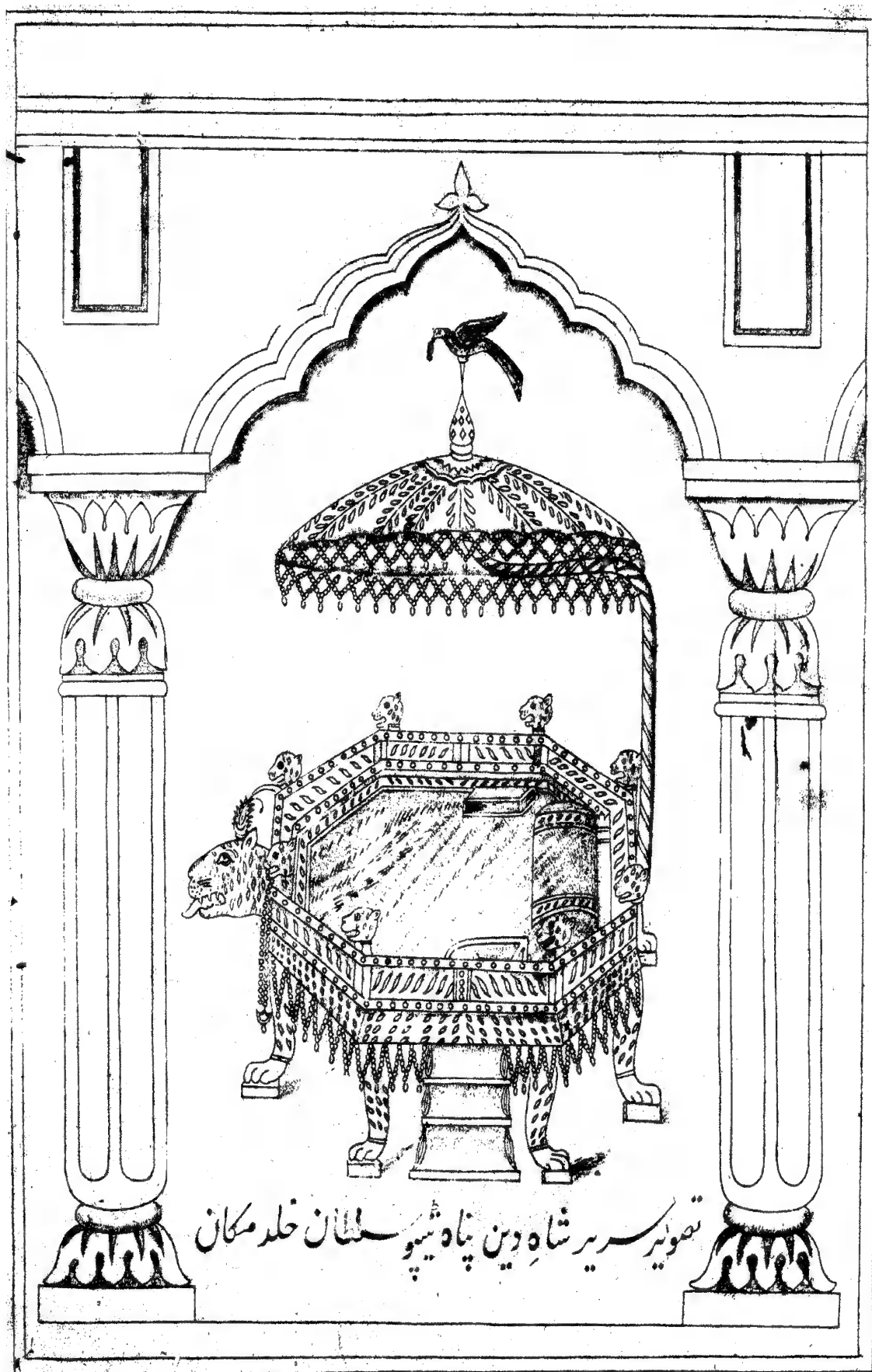
(۱۰۰)

سلطان نے رات کے وقت ہلکے سے بچ کر اٹھیں مع جمعیت اسیر لڑ بنگلوں
بھیجا دیا، ملک و مال اُن کا بالکل ضبط ہو گیا بعد اُس کے سلطان بہان سے
کوچ کر اپنے دارالسلطنت کو رونق افرا ہوا،

ذکر بند و بست دارالسلطنت اور تمام ممالک محروسہ کا،
معزول ہونا میرصادق دیوان کا، مسجد اعلیٰ کی بنا کا سبب،
پھر آنا وکیلوں کا حضور سے سلطان روم کے جو گیارہ سوائتھانوں
ہجری میں گئے تھے، جانا وکیلوں کا حیدر آباد کو سن بارہ سی میں

جب سلطان عالیشان نے ملک و شکر کے نظم و نسق کا ارادہ کیا پہلے احوال
دیوان سرکار عالی کا جسے ادھونی اور شانور کے صوبے میں کچھ خورد برد کیا
تھا حضور میں ظاہر ہوا اور وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو کر متبذ ہوا اسباب اُسکے
گھر کا سب کا سب حسب الحکم سرکار میں ضبط ہو گیا، کہتے ہیں دس لاکھ روپیہ
اور ایک لاکھ محمد شاہی اشرفی نقد اُسکے گھر سے نکلی علاوہ جواہر و ظروف طلاؤ
نقرے کے اور دیوانی خدمت میں مہدی خان ناٹ اُسکی جگہ پر بحال ہوا، مسجد اعلیٰ
جسے گیارہ سی اتھانوں میں درمیان قلعہ دارالسلطنت کے بنا ہوئی وہ
اُسکے احداث کی یہی کہ جب کھنڈی راؤ کافر نعمت نے اقبال خداد کی بنا ہی کے
اُڑاڈے اپنے محمد دوم سے باغی ہو (جن دنوں نواب مغفور تنہا بنگلوں کو گیا تھا)
نواب کے زمانہ محل کو مع سلطان کہ اُس وقت سات برس کا تھا
ایک مکان میں قید کیا جسکے سامنے ایک بتخانہ وسیع صحن کا تھا سلطان اُن دنوں
مناضات سے اپنے مکان سے اکبر اُس بتخانے میں جہان تر کے کھیلا کر نہنے

اُن کا شادی بانی سے کو جایا کرنا فضاے الہی ایک دن کسی فقیر و دشمن ممبر سے
 دکان دار ہو کر ہر خوشخبری اُسے سنائی کہ ادا با خوش نصیب تر کے کچھ
 دنوں میں ہر کر آئندہ تو ہی اس ملک کا بادشاہ ہوگا، اُس وقت ممبری نصیحت یاد
 کر کے اس دیول کو توڑ ایک مسجد بنانا کہ میری نشانی تاقیامت باقی رہے،
 سلطان نے سکر کر فرمایا اگر خدا تجھے تخت نشین کرے تو بیشک آپ کے ارشاد کو
 بجالاؤنگا چنانچہ اپنے والد کے بعد فرمانروائی پا کر بنجائے کوتر وادان ایک مسجد
 عالی شان کی بنیاد قائم کی، دو سال کے عرصے میں چھ لاکھ روپے کی لاگت سے بن کر طیار ہوئی
 تب اُس نے بارہ سی چار ہجری میں نماز عبد الظمر کی وہیں ادا کر کے مسجد
 اعلیٰ اُس کا نام رکھا، اور انہیں دنوں میں ہر ہر شہر و قصبے اور قلعے کے گرد بگرد
 ایک ایک فرسنگ کے فاصلے پر گھنٹی گھنٹی بسواری لگوا کر چار ذروا ذرے
 مقرر کیے، جہاں طایہ داروں کو بٹھلا کر ہر ناکید فرمائی کہ قلعہ ار کے پروالے بغیر
 کسی کو اُس کے اندر آنے نہ دیں، اور ممالک محروسہ و علاقہ کرناٹک
 پائین گھات کی سرحدوں کے درمیان، اور دمدیگل و کرد سے بدیل گھات
 اور لہم کی حدوں تک خار بند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار ہزار
 جا بجا پاسبانی کے لئے تعینات کئے تاکہ پائین گھات سے سلطان کے ملک میں
 کوئی آنے پاوے نہ بلا گھات سے اُس طرف جانے، اور اسی سال میں
 سلطان روم کے پیشکش کے واسطے بہت سے نفیس و لطیف اسباب
 و تحفے، نو ساخت بند و فہن نئی ضرب کے دس لاکھ روپے، فدا شہنایے فاخرہ، زرد
 جواہر گرانہما میر ظلام علی خان و غیرہ کے ہمراہ بھجواے چنانچہ وے اُس دربار عالی
 سے پھر نے وقت ایک نوازش نامہ جو مبارکباد و سلطنت کے جلوں پر مکتوبی تھا
 اور ہر آؤ تیغ و سپر اور بیش قیمتی جواہر اور بہت سے نوازد و دی لیے لائے،



تصویر سیر شاه دین پناه شیو سلطان خلد مکان



(۶۶۲)

”ہے چیزیں سبکی سب نظر مبارک میں پہنچیں تب تو سلطان نے موجب فرمانے سلطان روم کے ہر طرح کا سامان سلطنت آمادہ اور تخت شاہی کو نئی طرز پر طلا و جواہریشیں قیمت سے مرصع اور مبالغہ خطیر خرچ کر بشکل شہر طیار کروایا چنانچہ بہر تخت انکے انگر یزدون کی ولایت میں موجود ہی ، اور ہر برس اُن کے بادشاہ کی سالگرہ کے جشن کے دن حاضرین بزم شاہی اور ناظرین دربار عام کو نظردن میں مع اور نادر نادر نفایسوں و اعجمیوں کے جو بعد مسخر ہو جانے سر برنگین کے اس سرکار سے اُن کے ہاتھ لگے جلوہ افروز ہوا کرتا ہی ، اور قوم انگر یزد فرانسس کے اچھے اچھے ہنر و زون اور اسلذکار بگردن کو جمع کر کے نوپ بندہ وقینچی چاقو گھڑی و بانات و کنگھب اور پردہت چینی وغیرہ کے بنانے میں برے قدغن سے سرگرم کار کیا ، اس طرح کے کارخانے چار مقام دارالسلطنت ، بنگلور ، چینل درگہ اورنگر میں تھے ، لیکن اوقات ہمایوں سپاہیوں کے اکٹھا کرنے میں صرف ہوتی تھی ، قدیمی خد متکذرا سپاہیوں اور جنگ آزمودہ مضہدارون کو جنہیں نواب مرحوم نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ہر ایک ملک سے جمع کیا تھا سلطان نے بالکل اپنی نظردن سے گرا دیا ، اور نا آزمودہ کار جو انون کو اُن کے قائم مقام کیا ، اسی جہت سے نحو آئے ہی دنون کے درمیان اُس ملک و سلطنت میں بہت سے خلل واقع ہوئے ۔“

فوج کشی کرنا سلطان کا کلیکوت کی طرف، پھر چڑھ جانا کوچی بندر
اور حاکم ملیبار کے تعلقوں پر، مجرد و مقتول ہونا کتنے جوانان
مظفر کا، لے لینا اُس بندر کا بارہ سی پانچ ہجری میں،

جب سلطان عالی شان دارالسلطنت وغیرہ کے نظم و نسق سے فارغ ہوا،
جاسوس خبر لائے کہ کلیکوت کے نائب سرکشی و بغاوت پر مستعد ہیں ہر چند
وہاں کا حاکم ارشد بیگ خان اُن کی شورش کے فرو کرنے میں سعی کرتا ہی
کچھ مفید نہیں برتی، اتنا سننے ہی سلطان عالی شان چار پلش تین رسالے اور توپخانے
ساتھ خود اُس طرف روانہ ہوا اُن کو چکداز نے سلطان کی روانگی سے اپنی
جان و مال کا خوف کر بھارت اور جنگل کا رستہ لیا، جب یہاں کے حاکم نے موکب
والا کا استقبال کر کے مجرا حاصل کیا سلطان نے عتاب کی راہ سے اُس کو
خطاب کیا کہ رعایا کا دل ہاتھ میں لینا اور ملک کا ضبط و ربط کرنا جیسا کہ چاہئے تم سے
نہو سکیگا، بعد اسکے مہتاب خان بخشش کو اُس صوبے کا ناظم کر دارالسلطنت
کی طرف مراجعت کی، بخشش مذکور نے اگرچہ اُس ضلع کی رعیتوں کو دلاسا بھروسہ
دے دے بلایا لیکن اُن شوریہ بختون نے کوچی والوں کی پرچاک و اغوا سے
جنگ و جدال کا قصد کیا، جب بہر حال ملازمان سلطانی کے گوش گزار ہوا تو اُس
بلند اقبال نے ادھر تو آپ سے شکر آمادہ قتال ستی کال اور کور کال کے دستے
فوراً کلیکوت کی جانب کوچ کیا اور ادھر اپنے سپاہیوں کو اہل ضلال کے ملکوں
کے خراب کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ان لوگوں نے فصیون قریون میں قرار واقعی لوت
پاؤنڈی، اکثر مفسد تہذیب مارے پرے، باقی مغلوب ہو کر مطیع و فرمان
بردار ہوئے، اسی عرصہ میں کتنے ہندوؤں نے ترچناپی کی اطراف پر تاخت



(۵۶۳)

راے دیران دیے چراغ کیا، اور اُس قلعے کے سردار نے حضور والا میں ایک عرضی اس مضمون کی بھیجی کہ تنبیہ ان احمق قزاقوں کی جو سرکار خداداد اور سرکار کینپی انگریز کے باہم ان دنوں میل ملاپ کو دیکھ اس صوبے کے علاقے کے محالوں کو لوٹ کر چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس اتفاق کو برہم کریں، ضرور ہی، سلطان نے اُس کے جواب میں فرمایا، ممکن نہیں کہ سرکاری سپاہی بغیر اطلاع سرکار کے ایسی حرکت کریں، شاید اُس نواح کے کسی راجا نے قابو پا کے ایسی دلیری کی ہی اب جاسوسوں سے کوچی بندر کی حقیقت تحقیق کر آپ ہی سب فوج خاص سمیت اُس طرف تاخت کی، کوچی والے اس حال سے خبردار ہو مورچہ اور گہری کھائی بنا کر آنے کو آمادہ ہو گئے، ادھر سے بھی حسب الامر عالی بہادروں نے رات کے وقت ایسی جوانمردی کی کہ اُس بندر کو سر کیا ساتھ ہی اس کے سلطان آگے بڑھنے پر مستعد ہوا، خیر خواہوں نے حضور والا میں عرض کیا کہ اس وقت آگے کا عزم کرنا اچھا نہیں کیونکہ سامنے راہیں ناہموار اور بری بری ندیاں واقع ہیں خدانخواستہ اعدا غالب اور غازی مغلوب ہو جائیں ہر سلطان اپنے جانثاروں کے اس کہنے کو خاطر میں نہ لا کر فوراً اندھیری رات میں بالکی پر سوار ہو دوپٹن اور دو ہزار سوار سمیت روانہ ہوا، اور حضور ہی فدا یوں نے ایک ہی ہلے میں دشمنوں کو مار ہٹا حصار مستحضر کر لیا اعدا قلعے کی جانب بھاگ گئے سلطان نے آپ وہیں اقامت کر فوج اور توپ خانوں کی طلب کے لئے ہر کاروں کو حکم دیا، جب انھوں نے دوپٹوں کو جوت کر کی ہر ادلی اور ترا پر تعینات تھیں خبر کر روانہ کر دیں اور دوسری دستگیر جانے کو طیار ہو کر تھیں کہ اچانک صبح کے سیاہیوں نے دفا کر کے نور کے

نہ کے پانی کے پینوں کا سندر کھول دیا جسے کھائی۔ چشمے سب بھر گئے اور ہوج
 سلطان پر لگاہ پہنچنے کی راہ بند ہو گئی، تب تو اعدائے چاروں طرف سے
 بہادر وں کو گھیر لیا، ہر چند بے اُن گمراہوں کے ہٹانے میں کوشش عمل میں لائے
 یر نام کام نوع بنوع کے دام ہلا میں گرفتار ہو گئے اور چار ہزار نجیب و حاکم سوار دلیری
 و شجاعت کو کام فرمایا، آقا کے سامنے زخمی و شہید ہوئے، تب میر قمر الدین خان بہادر
 نے کہ سوار سی خاص کے متصل تھا بروقت پہنچ جھٹ سلطان کو پالکی پر سے
 اُتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ میں پہنچایا، مگر سلطان جلوداروں میں سے
 کوئی بچ نہ نکلا اور وہ اورنگ نام مرتع کار پالکی جس کے بنانے میں نو لاکھ روپی
 خرچ ہوئے تھے مع بچھوڑنے اور ایک قبضے کتار کے جس کا دستہ ایک زمرہ
 کے دانے کا تھا اعدائے ہند لگی، انصہ حضرت سلطان اور میر قمر الدین خان
 نے اُس ورطے ہلاکت سے نکل کر پھر رودخانے کے پار جاشفیوں پر غلبہ ہی
 بیخ لڑائی کی اور سب بہسلا لاروں نے بھی بموجب امر حالی کے، تلوار و تبر
 ی و داروں سے جتنے چھوڑے برے کو پایا مار کھپایا، باقی بچے بچائے ملک و مال
 بھو آڑ چھوڑا، مایہ ناز کی طرف دکل بھاگے اور سلطان عالی شان نے اُس بندہ کے
 لیے میں داخل ہو کر سب مال مناع توپ وغیرہ سمیت ضبط کر لیا،



چرہ آنا جنریل مہندوس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو،
 لڑنا فریقین کا سنی مشکل کی نواح میں، روانہ ہونا راہات
 ظفر آہات کا پائین گہات کی طرف اور وہاں کی فتح و نکابیان،

ب سلطان طالبان نے اس نواح کے بندوبست سے فراغت حاصل کی تو

قصہ

(۵۶۰)

لیبار کے راجا سے خراج طلب کیا، اُس نے سپاہِ سلطانی کے رعب سے، خوف کھا کر
گورنر مدد اس کے پاس اس امر کی نالائش کی جس پر جنریل مینڈوس بہادر
سلطان کے مقابلے کو متعین ہو کر شہرِ نگر میں آپرٹا اور یہاں سے راجا کی مدد کے
واسطے آگے بڑھا، کوئٹہ تورا اور سستی منگل کی نواح میں سلطانی فوج ہراول
کے ساتھ بری لڑائی واقع ہوئی دونوں طرف سے توپ بندوق بان کی آوازوں
سے غوغای محشر برپا تھا قزاقوں نے جنگل میں خیمہ و خرگاہ اعدا کے لوٹ زن و مرد
کو اُنکے گرفتار کر لیا اگرچہ دونوں لشکر آپس میں لڑ بھڑ کر رہے، لیکن شام کے
وقت جب جنریل مذکور ایک پہاڑ کی ترائی میں اُترا تو سلطانی سپاہ نے بری
تک و دو سے اُسکو نرغے میں کر دیا کی راہ روک لیا، دوسرے دن جنریل نے آگے
کوچ کیا اور سستی منگل کے قلعے میں عمل کر چندے وہاں ٹھہرا، بعد اُسکے کوئٹہ تورا
کی جانب جو خاص خیمہ گاہ سلطانی تھا روانہ ہوا یہ خبر سننے ہی خسرو گیتی ستان
اپنی ساری فوج و سپاہ ہمراہ لے اُس پر جا پڑا اور لڑائی کے دستور پر صف
آرا ہوا، مگر جنریل بہادر بھوانی ندی کے کنارے اُتر کر اُس دن لڑنے کو طرح
دیگیا اور کرنیل مکسویں کے بیٹنگلے سے پانچ پاتھن لے کر ایک میں جسکے ایک ہزار
فرنگستانی جوان تھے آیا تھا کالستری اور نیگت گری وغیرہ کے راجاؤں کی فوجوں
ممیت کوچ کر کے وانباری اور تریپا تو زمین پاسبانوں کو مقرر کر پتھر لگھات کی
طرف روانہ ہوا سلطان اس حال سے آگاہ ہو سید صاحب سپہ سالار کو اُسکے
مدافعے کے لئے بھیجا اور اپنا دیرانگر میں رہنے دیا، جبکہ یہ سپہ سالار اپنی فوج ممیت
لغاروں چلاتے کرنیل بہادر جو دھرم پوری کی جانب گیا تھا ترنت کندلی کی نواح
میں پھر آباو بن سید غفار نے پندار و نیکے سوار ممیت اُس سپہ سالار سے
لشکر سے آگے بڑھکے انگریزوں کی فوج کے ہراول حملہ کرنپ کے دیرتھ نہ

موجودہ دوسری سپاہی اسیر کر لے کر نیل بہادر نے اُس دن جنگل پہاڑ میں بسیر
 کر کاویری پتھ کو کوچ کیا، جب راہ میں فوج قاہرہ کو اپنے گرد دیکھا تو پہاڑ کی تراہی
 اور میدان میں ہو کر پتھر گھات کا دستا لیا اور ہر سے جنریل مہندہ دس بھی اسی
 گھانٹی کے نیچے الغاروں اُسے آما لیکن اسے کچھ آگے ہی سلطانی جانبازوں
 نے دان پہنچ جو انہر دی دتھو رکا جو ہر ظاہر کر سخت زد و ضرب مچا دیا تھا، پر جب
 عربھ کی جانب کے مردار بھی حملہ آور ہوئے اور افواج سلطانی میں نہلکہ پرت گیا،
 تب سلطان خود بنفس نفیس جلد تر اسد اللہی رسالوں اور توپخانے سے
 اُن کے پیچھے تاخت کر ابا اُن کا قافیہ تنگ کیا کہ کسی طرح بچا د کی
 صورت نہھی جنریل اپنے سپاہیوں صمیمیت قلعہ باندھ بہر و بنگاہ کو درمیان کر
 بھرستی سنگل کی جانب روانہ ہوا، فہمہ کو تاہ جبکہ دو تین مہینے تک باہم جنگ
 و پیکار یکسو نہوئی، انگریزی لشکر میں رسد و آذوقہ نہر گیا اسے اُن پر بری
 تکلیف و سختی گزرنے لگی اور چون رسد و غیرہ ضروری چیزوں کے پہنچنے کی بھی
 اُمید نہھی، بضرورت جنریل بہادر مد تمام لشکر تر چنایلی کی صمت پھر چلا،
 بہادران ظفر تو امان سستی سنگل کے میدان میں اُس کی راہ چھینک جاو و نظرف
 سے اُس پر قوت پرت اور اسی جو انہر دی و مردانگی مردوی کا دلانے کہ منصف
 مزاج مرداروں نے تعریفین کین اُنکے پی در پی حملوں سے قریب تھا کہ سپاہ
 اعدا پر اگنہ و پریشان ہو جائے، لیکن رات کے آجانے سے جب جانبازان
 لشکر سلطان جنگ سے باز رہے، جنریل بہادر تراہی سے ہتھ اُٹھا بہت سا
 سامان و اسباب و مہین چھوڑ چھاڑ آسکے چل نکلا، غارتگر مواروں اور
 دوسرے رسالوں نے پھر اُسے کھیر کر جنگ آغاز کر دیا، قضا کار سلطانی
 ہزاول کا سردار مارا ہرا، سلطان مرحمت نہا دے اس واقعے پر ناصف کھا کر

قصہ

(۵۶۷)

اُس دن جنگ کو موقوف رکھا اگرچہ سپہ سالار اور رسالے کے سردار لوگ
عرب و پیکار کا فرخستہ مشادینے کو ناخست کرنے اور گھوڑے اُٹھانے پر مستعد ہو کر
طالبِ حاکم تھے لیکن چون اجازتِ منتہی حیرت کا باعثِ مالِ مال کر رہ گئے اور اسی
سبب سے جنرل کو اُدھر برسی فرصت مل گئی کہ وہ نے کھٹکے کوچ کوچ کر چناہلی
کے قلعے میں جا پہنچا، اب سلطان نے میر فرالدین خان بہادر کو توستی منگل کا قلعہ
عمل دخل کرنے کے واسطے روانہ اور سواروں کے تئیں تر چناہلی کے محالوں پر
ناخت و ناراج کرنے اور بھی تنجاور کے قصبوں فریون کے اُجاڑنے بھونک دینے
کے لئے تعینات کیا، جب تک جنرل بہادر اپنے شکر حمیت دریا کنارے
کے رستے اُفنان و خیزان مدراس پہنچا، سلطان بھی چنچی اور ہر موکل گرہ کے
سوا تک اُسکا پیچھا کیے گیا، اور اُدھر فرالدین خان بہادر نے توستی منگل کے قلعے کو
محاصرہ اور ہر طرف سے رولا کر حصار کے توڑنے ڈھانے میں سعی کی، لیکن
قبل اس کے کہ او لیاے دولت مظفر و منصور ہوں اُس گروہ کے سردار نے
رسد و آدو فنی کی کمی، سامان جنگ اور پانی کی نایابی کے خوف سے دکیل بھیج کر
صلح کا پیغام کیا اور قولِ قرار و درمیان آنے کے بعد قلعہ سلطانی مانا ز مون کو چھوڑ
دیا، خان مذکور اسیروں کو لیکر حضور میں آ پہنچا، تب حکم ہوا کہ سرداروں کو
سیح سانبر حمیت قید کر کے دارالسلطنت میں پہنچائیں اور اُس کے سپاہی،
سلطانی فوجوں میں بھرتی کیے جائیں جب جنرل مذکور مدراس میں پہنچا، سلطان
نے سواروں کے رسالے اطراف و نواح کی سنجیدہ ویران کرنے کو بھیجے
چنانچہ فرالدین خان نے جو ہر موکل بہادر کے عمل کرنے کو تعینات ہوا تھا اپنی فوج حمیت
و ان پنج اطراف کے ہزاروں غریبوں و عینوں کو جنھوں نے انگریزوں کے
تھانوں کے آسے پر اُس بہادر کو اپنی پناہ کی جگہ سمجھا تھا تباہ و پریشان

کر دالا کیونکہ اس قلعے کے سردار نے جو ادابل میں مجھ دنون نواب مرحوم کی
نہد کا مزاج کھچ چکا تھا سپاہ نصرت پناہ کے پہنچتے ہی اُسکی ہستایت اور اپنی اگلی
مصیبت کا دھیان کر دے دوسرے بھانے سے ایک کو تھری میں گھس کر قلعے کا
انتظام اپنے کار گزاروں کے ذمے کیا تھا اُن لوگوں نے جب ایسی ابتری
اور خانہ خرابی دیکھی تو نامناسب بخان کے قلعہ اپنے سردار کی مرضی کے
موافق حوالے کر دیا،

بنگالے سے آنا گورنر جنرل لارڈ کارنوالسن کا، اور ملائینا اپنے ساتھ
نظام علی خان اور مرہٹوں کا، لشکر کشی کرنا ان تینوں سرداران
ہم عہد کا سلطنت خداداد پر، مستحکم کرنا بالگھات کا، لڑائیوں
واقع ہوئی سلطانپور اور ان تین سرداروں کے سپاہیوں میں
اور رودادون کے جو سن بارہ سی چھ ہجری میں واقع ہوئیں،

دیبا کے اخبار نگاروں نے جب پائین گھات کی جانب سلطان کے متوجہ
ہونے کی خبر گورنر جنرل بہادر کو لکھی کہ فوج سلطانی، دروبت کرنا تک
ایں گھات کی سر زمین کو تاخت تاراج کر اُس کی اطراف پر تسلط ہو گئی، کچھ
دنوں تک تو جنرل مینڈوس اُن کا سامنا کرتا رہا، آخر وہ بھی رسد اور ساز
سامان حربی کے چک جانے کے سبب بے بس ہو کر مدد اس کو پھر گیا، اور گورنر
جنرل کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جلد حریف کی سپاہ کا مدافعہ عمل میں نہ آے
و خوف ہی کہ میرا سر بہ ملک بھی تباہ و برباد ہو اور عشق ربانہ سے نکل
انے تب اس ضمن میں نظام علی خان کے وکیل ابوالقاسم خان عرف میر عالم

وہ

(۹۶۲)

نے جو قبل اسکے بتجويز مشير الملک دیوان ناظم حیدر آباد بانگالے میں آکر
گورنر جنریل موصوف کو اقبال خداداد کے استیصال کے لئے اشتعال
دینے میں مصروف تھا، فرصت وقت پاؤں بات میں بری کوشش کی
یہاں تک کہ گورنر جنریل کو ان گھاتوں اُتاراکہ اُدھر تو اُس نے ناظم حیدر آباد
اور حاکم یونان کو آپس میں متفق ہونے اور تمام ملک بالا گھات کے نسخیر
و تقسیم کر لینے کے واسطے شقّے لکھ بھیجا، اور مدد اس کے مرداروں کو بھی
سامان حرب و ذخیرے اور سپاہیوں کے جمع کرنے کا قدغن کیا، اور اُدھر آپ
اپنے کام کا بند و بست و تدبیر کرنا شروع کیا، چونکہ حیدر آباد کے ناظم اور مرہٹوں کو
ملک خداداد کے لینے کی بری فکر و تماش ہی رہا کرتی تھی، اس لئے اب دے
گورنر جنریل کے لکھنے بموجب فوج اور آلات جنگ کی تیاری میں مدد گرم ہوئے
ور انگریز کے مردار بھی رزم و پیکار کے اسباب و آلات جمع کرنے لگے،
کرنیل ریت اخبار نویسوں کے داروغہ نے جو انہوں گڑھ کی چوکی پر تعینات
ہوا تھا تدبیرات ثابتہ اور زر پاشی و شیریں زبانی سے بالا گھات کے
اجاؤن کو جنھوں نے نواب مرحوم کی جباری اور سلطان کی بیرحمی کے باعث
پناہ ملا ملک چھوڑ دیا تھا، ایک اقرار نامہ رسد جمع کرنے اور اسباب ہم
پہنچانے کی شرط پر بھیج کر انھیں اپنے علاقوں کی سرحدوں میں دخل و تصرف کی
روانگی دی اور نقشہ سر تا سر ملک بالا گھات کا باوصف ایسے ضبط و انتظام
کے کہ مجال کیا کہ کوئی ایک موضع سے دوسرے موضع میں بے حکم و اُن کے
حاکم کے جاس کے مبالغہ کثیر خرچ کر کے اور ہوشمند جاسوسوں منشیوں کو سودا گروں
کے جیس میں بھیج کر منگوایا اور سرکار خداداد کے کتے مرداروں عہد داروں کو
ہی اپنے ساتھ ملا لیا، خبر یہ تو یہاں اس تدبیر سے گورنر جنریل کے پہنچنے کی

انتظار میں تھا اور وہ ان اُس کا خفیہ نوٹس سید امام حسینؑ دادا لظنت
پیش کی سکونت اور سلطان کی نوکری اختیار کر لی تھی بعد ظاہر ہونے اس
بھید کے کہ وہ ہمیشہ بی درہنہ بہان کی تھیک تھیک خبریں لکھ بھیج کر تاہی
حضور میں بلایا اور یہ کہا گیا کہ جو کچھ تو نے کیا ہی اگر سچ سچ کہہ بگا تو تیری
جان بچگی، اُس نا آرزوہ کار نے کئی اور سرداروں کے بھی نام جنھوں نے دغا کی
راہ میں قدم رکھا تھا لکھ کر حضور میں گزارنے، چنانچہ بعد تحقیقات شاید وہ
نہ ایک بایستہ پند رہ آدمی قادیون کے حوالے کیے گئے، پھر اُس کا فر نعمت
سے جب پوچھا گیا کہ تو نے جو اس سرکار کا نمک کھا کے ایسی حرکت کی اب
تیری سزا کیا ہی، وہ چپ رہا تب حکم ہوا کہ اسے بھی اور دن کے ساتھ قتل
کر دیں، یہ خبر سن کر دوسرا اخبار نویس امام الدین نام بھی جو اسی کام پر مقرر ہو کر
کولار اور تندی گڑھ میں رہا کرتا تھا، راتوں رات سات کڑھ کے علاقے میں کرنیاں
کو اُتر لاٹکا، ہر چند اس طرح سے کرنیل ریت کے جاسوسوں کا حال کھل گیا اور
وے قتل ہوئے سپر بھی اُس نے اس کام کو پھوڑا، الغرض جو نہیں گورنر جنرل
بہادر کو شکر وغیرہ کی طیاری کی خبر پہنچی تو وہ پانچ ہزار بنگالی اور دو ہزار فرنگی
سیاہیوں کو ساتھ لے جہاز پر سوار ہو کر اس میں آئے، پھر بہان سے ایک مہینے بعد
چارپلٹن، چھ ہزار اہل فرنگ تین ہزار سوار سمیت برہی طیاری سے بالا گھات
کی تسخیر کے ارادے روانہ ہوئے دیلور میں داخل ہوا، جس وقت سلطان
پہلجری کے سردار فرانسس کے ساتھ کمک کا سوال جواب کر رہا تھا جاسوسوں
نے اس سپہ سالار کے کوچ کرنے کی خبر عرض اقدس میں پہنچائی جس
محمد خان بخشی اُس رودادی تحقیق کے واسطے برے جہاد کے ساتھ حضور سے
رضعت ہو چنگم گھات کے رستے ترپا تورا جا پہنچا، تب تو دیرھ سی انگریز

معرفہ

(۵۷۱)

جو قلعے میں تھے اور کاسٹری راجا کا سردار علاقہ دار جو تین سو بیادون سے اُس قلعے کی نگہبانی کیا کرنا چاہتے تھے سب کے سب سو راج نکلنے کے پہلے ہی گرہ سے نکل انیور گرہ کے رستے چل کھترے ہوئے، پر تھوڑے عمارت سواروں نے دھاوا مارا ایک ہی حملے میں انھیں لوٹ لیا، اور دماغ دار سرداروں کو بھی اسیر کر کے مراجعت کیا، نظام علی خان خود تو چالیس ہزار سوار، بیس ہزار پیدل سے مہمرا اور اپنے دو تون فرزند عالیجاہ و سکندر جاہ کے حیدر آباد چھوڑ پانگل میں آ رہا اور اپنے امیروں کو اُس نے بہت سی فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کے سر کرنے کو روانہ کیا، جب گورنر جنریل بہادر موکلی گھات اور نیگت گری پار ہو، موہر واکل، کولار، ہسکوٹے میں چھانے مقرر کر سیدھا کشنراج پور میں جو بنگلور سے تین کوس پر ہی داخل ہوا، سلطان بہر خبر سنتے ہی الغاروں چرہ دور آ، پوشیدہ رہے کہ جب سردار فرانسس نے انگریزی لشکر کے قصد کرنے اور اطراف بالا گھات کے درہم برہم ہونے کا حال سنا تو کمال وفاداری و جان نثاری کی راہ سے چاہا کہ سلطان کی ملازمت میں اپنے ہزار جوان تعینات کر دے، مگر سلطان کے بعض بعض باطن ملازم جنکی گفتار و کردار کا اُس کے حضور میں برا اعتبار تھا ظاہر دلسوزی کی راہ سے عرض پرداز ہوئے کہ لشکر اسلام کو ملک فرانسس کی جو کسی کے ساتھ و فائین کرتے کچھ حاجت نہیں ہی القصہ سلطان عالیشان تنہا اپنی ہی سپاہ سے حریف غالب کے دفع کرنے کا قصد کر اُسی شب قرآن قون بان داروں کو انگریزی لشکر کے گرد بگرد آتشباری کرنے کا حکم دے آپ بنگلور کی جانب روانہ ہوا، اور ان چالاک سپاہیوں نے حسب الامر ناخت کر اُس رات کو مارے بانوں کے بھور کر دیا، گورنر جنریل بہادر نے کھتیکے آگے برہہ کر بنگلور سے ایک فرسنگ پر آ

اُترا، تب سلطان نے سید حمید سپہسالار کو اُس کی فوج سمیت دوسرے قلعے کی چوکی پہرے کے لئے تعینات کر محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلعہ داری کے کام پر مقرر کیا اور شیخ النصر سپہدار کو قلعے میں بھیج آپ آگے کا عزم کر تنگی کی نواح میں خیمے کھڑے کرنے کا حکم کیا لیکن ہنوز خیمے برپا نہ ہو چکے، اور پیادے سوار دہات کی طرف لکڑی گھاس لانے چلے گئے تھے اور یہاں چار ہلشن پیدل، اسد اللہی رسالہ، خاص اصطبل کے تین ہزار سوار جرّار چارون طرف سے خاص سواری کو گھیرے کھڑے تھے جو کرنیل فلائیڈ تریپ کے بالکل سوارون سمیت پیش قدمی کر سلطانینوں کی منزل گاہ پر چڑھ دوڑا اور ایک ایک نوپ خانے کی طرف جھکا، تب تو پیچون اور فوج کے سردار نے سامھنا کر مارے توپ و تفنگ کے اُسے ہٹا دیا، اتفاق سے اُسکے کلتے پر ایسی ایک گولی لگی جسے اُس کی زبان بند ہو گئی، بنا چار کھیت سے اُس کے سردارون کے بانوں اُکھڑ گئے، اور سواران نصرت نشان نے خوب ہی بہادری کا حق ادا کیا، انگریزوں کے چار سسی سپاہی کو کھوڑے سمیت اسیر کر لیا، باقی ماندہ گرنے پڑنے اپنے شکر کو نکل بھاگے، دوسرے دن کرنیل مورس اور جنرل مینڈوس نے انبوه سپاہ سے شہر پر ہٹا کیا، جب دونوں طرف کے ہزارون سپاہی کام آنے، شہر مستنجر ہوا، مال اموال زرد و جواہر اس قدر ہاتھ آیا کہ انکی تنگہ سستی جاتی رہی ہر جب غنیم کی فوج سے کرنیل مورس مارا اُترا، تب دسے مورچہ ماندہ دو ہفتے تک حصار کے توڑنے میں مصروف رہا، بموجب حکم سلطان کے، قمر الدین خان بہادر اپنی فوج لئے اس مہم میں قلعہ والوں کی پشت پی کو سرگرم تھا، جب قلعے کی دیوار تو بت گئی، سلطان نے قلعہ خالی کر دینے کا حکم دیا، کشتن راو نے سارا امر انجام تو بخانہ، خزانہ اور اورکار خانوں کا سامان و لوازمہ دارالسلطنت کو روانہ کیا، یہاں

قصہ

(۵۷۳)

کلمہ تین ہی پلٹن رکھی، بعد اسکے بعضے ترقی خواہوں کی مرضی سے یہ بات تھری کہ قلعے کی محافظت موثر لالی فرانسیس کے سپرد اور میر فرالدین خان بہادر اور سید صاحب کو فوج سنگین کے ساتھ شکر اعدا کے مدافع کو مقرر کر سلطان خود نظام علی خان اور مرہٹوں کے مقابلے کو روانہ ہو القصد یہ سردار فرانسیس رخصت ہو کر نہر تک بھی نہ پہنچا تھا جو کشن راو نیک حرام نے یہ حال معلوم کر ادھر تو انگریزوں کے ہر کاموں کی معرفت جنھیں وہ اپنے نوکردن کے لباس میں اپنے پاس رکھنا تھا مورچے والوں کو ہشیار کر دیا کہ ہٹا کر نے اور قلعہ لے لینے کا بھی وقت ہی اور ادھر آپ قلعے سے نکل اُس نہر کے باندھ پر آ اُس سردار فرانسیس سے ملاقات کی اور دوستی کی راہ سے اُسکا ہتھ پکڑ کر دیر تک اُسے وہیں بٹھلا ادھر ادھر کی واہی بنا ہی باتوں میں لگائے رہا، جب تک اُس کم بخت کے اشارے کے موافق مورچے کے سردار جھٹ پت اپنے جوانوں کو مسلح کر دو پہر رات کے بعد اکبار گی وہن جا تو تے اور طرذ تر بہر کہ یہاں کے قلعہ دار اور سید حمید سپہدار نے بھی اُسی خانہ خراب کے کہنے پر اپنے اپنے سپاہیوں کو جو اعدا کے مقابلے کے لئے آمادہ و طباًر تھے کھانے پکانے میں لگا دیا تھا، آخر کار بھی دونوں سردار کتے بناقدار و نکو ہر اہلے ہمت کر اعدا کی سپاہ پر جا پڑے بلکہ اُنھیں دروازے کی زنجیر سے ادھر ہٹا بھی چکے تھے کہ اسی مابین میں فرنگی لوگ شراب پی پی دوڑ پڑے اور شکر قاہرہ کے جمع ہوتے ہوئے حملہ کر برج و فصیل پر چڑھ گئے، سید بڈ کو ر بغیر فوج کے وہاں تھہرنا مناسب نہان کر شکر کی طرف پھرا، آخر کار تھے دونوں سردار قلعے کے دروازے کے سامنے قدم مردانگی جما کر مع اپنے چالیس پچاس رفنا کے لڑ بھڑ کر مرتے، شیخ انصر سپہ سالار اپنے جوانوں سمیت اسبڑ ہو گیا

اور قلعہ بھی صبر ہوا، محصور اور اُن کے اہل و عیال گر قنار ہو گئے، فرالدین خان بہادر اور سید صاحب انگر بزدن کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے طالب حکم ہوئے، سلطان نے فرمایا اب تو قابو کا وقت ہاتھ سے جایکا ہی سپاہیوں کی جمعیت منتشر نہ کر دو، انہیں یوں سمجھا صبح کو آگے کوچ کر ماکڑی کی نواح میں مقام و خیام کرنے کا حکم دیا، اس روز اور چار دن گزرے تھے کہ گورنر جنرل بہادر تین ہزار سپاہی اور چھ سو فوجی قلعے میں حفاظت کے لئے رکھ اُس طرف جہان چک بالا پور، بنگور، مدن پٹی کے راجاؤں نے سلطان قلعہ اردن سے اپنے آبائی قلعے قصبے قریب بعضے کو لے کر اور بعضے کو صلح سے لیکر اپنے اپنے قول کے موافق رستہ اور مویشی موجود کر رکھا تھا روانہ ہوا، ہر چند دھرم سے خان بہادر مذکور دشمنوں کا ناکارہ وک کر اُن کے مقہور کرنے میں سعی بجایا، پندرہ سے بھی پیچھے سے آکر ٹوٹ پر سے اور شکر والوں کو ہرا گندہ و پریشان کر بہت سا مال اموال لوٹ لے گئے اور فوج اعدا کے ہٹانے کو نہایت سعی ہوئے، مگر چونکہ نصرت و اقبال نے باور ہی نہ کی بناچار وہ پیچھے ہٹے اور گورنر جنرل بہادر نے اُس کی صبح کو آگے برآمدیوں ہٹی میں پہنچ کر اپنے لشکر کا دیرا کیا اور بہان کے قلعہ دار کو صلح پر راضی کر سارا ذخیرہ اور ہر جنس کا اناج جو اس میں تھا اپنے سپاہیوں پر تقسیم کر دیا پھر دو دن بعد بہان سے کوچ کر چھوٹے بالا پور کے قلعے کے قریب آ مقام کیا ہر قلعہ دار بہان کا قبل اس کے کہ انگر بزدن کی فوج اُس حوالی میں آکر اُترے بموجب امر عالی کے قلعہ خالی کر باہر آلات جنگ سمیت تہی درگ کے بہار کو چلا گیا اور انگر بزدن کی فوج ہر ادل سے تردد قلعے میں داخل ہوا اسباب و ذخیرے پر قابض و دخیل ہو گئی تب گورنر جنرل بہادر نے وہاں کے راجا کے حال پر ترس کھا کر اُس کے ساتھ لاکھ روپیہ نذرانے کا



(۵۷۰)

بعد و بست کر قلعے کو جمع متعلقات، اُس کے حوالے کرو یا اور آپ انا جی درگ
 کی طرف کوچ کیا، جبکہ اس راجا کے نصیبیوں نے مدت کے بعد اُسے ہندون
 دکھلا یا تو وہ بھی نیک ساعت و یا بعد قلعے میں داخل ہوا، یہاں سکے بند و بست سے
 و لسمعی حاصل کر لیا کو نکاح، جانب چلا گیا، اب سلطان کشورستان نے نیگت
 نایر کو انگریز کے سرداروں میں سمیت جو ترپا تو ر کے قلعے میں اسیر ہو آئے تھے اور
 صوبہ آرکات کے نائب جوگی پندت کو جو حضور سے برادر برادر اور راجا رام چند
 خطاب پا کر جنگوں کے تمام تعلقوں کی مرشد داری پر متعین اور ان ڈنوں دشمن
 سے مشفق ہو گیا تھا، ہرین ہٹی اور واسے درگ کے راجاؤں کے شامل شمشیر
 سیاست و تعزیر سے قتل کروایا اور کشن راؤ کو دارالسلطنت کے
 بند و بست اور خرچ لشکر کے واسطے خزانہ بھیجنے کے لئے رخصت اور آپ
 افواج انگریز کے عقب کوچ کر چھوٹے بالا پور کا عزم کیا، جب آیات ظہ
 آیات و مان جا پہنچا تو قلعے والوں نے اپنی نادانی و شامت کی راہ سے برج و حصار میر
 قرنا و نقارہ جنگ کا بجایا، جس پر ادھر سے بھی نہنگان بحر ہیمانے جو جب خاک
 والا کے نکل کر قلعہ مستحضر کر لیا، ہر چند اہل حصار نے پہلے ایسی جو انردی گئی کہ
 ہزار غازی کھیت آئے، لیکن آخر کار وہ بے کردار لچار ہو کر مارے گئے اور نین
 بیدل جو اسیر ہو آئے تھے عبرت کے لئے اُن کے ہاتھ پاؤں توڑ کر چھوڑ دیے
 الفصہ ایک ساعت کے درمیان اُس مکان میں شور و محشر برپا ہو گیا
 بعد اسکے سلطان نے مان سے کوچ کر سالکین کے گرد و نواح میں جامقام
 اور گورنر جنرل بہادر نے انا جی درگ محمد خان کابلی سے قلعے کو توڑ دیا
 دن و مان تو قلعہ کیا تھا کہ اسی میں اُن راجاؤں نے چیکا ذکر اوپر گذرا رسد
 لوازمہ اور مواشی وغیرہ انگریز کے لشکر میں پہنچایا، اسکے بعد مان سے

کوچ کر میرک ما کی اطراف میں جا دیر کیا۔ اتنے میں اسد علی خان اور بہرام
مشیر الملک کا دیوان پانچ ہزار سوار سمیت لشکر تین داخل ہوئے
اس کے دو سرے دن بے لوگ یہاں سے کوچ کر چنتامنی اور موہر داکل کے درسنے
بالہ بنگت گری کو جا پہنچے، انہیں دنوں جبکہ سلطان والا شان سپاہ فیر و زی نشان ساتھ
لئے سرگرم حرب و پیکار تھا جو اُس جناب کی والدہ محترمہ کے حضور سے
ایک قاصد نے دارالسلطنت سے پہنچ کر خلوت میں عرض کیا کہ کشن راو نے
بعضے نمک ہرامون کو ملا لیا اور بنیسی سے شکر بھی منگوایا یہی غالب کہ اب تک
دارالسلطنت میں برافتنہ و فساد برپا ہوا ہو گا یا آج ہی کل میں ہوا چاہتا ہی، جس کا
علاج سہل نہیں، جو نہیں اُس عالی شان نے بہر ماجرا سنا سید صاحب کو
اسبوہ فوج دربار موج کے ساتھ واسطے تسکین دینے اس ہنگامے کے
دارالسلطنت کی طرف روانہ کیا،



ذکر دارالسلطنت کے بند و بست و انتظام اور سزائے عمل کشن
راونا فرجام کا، پہنچا سلطان عالیشان کا دارالسلطنت
میں، ہنگامہ و فتنہ مچانا نواب نظام علی خان اور مرہٹے کا
سلطانی مملکت میں،

جب سید صاحب حضور سے رخصت ہو دو پہرات کے وقت دارالسلطنت
کے نزدیک آ پہنچا تو اُس نے اپنی فوج کو نہتی کے اسی پار رکھ آپ نور کے تر کے
بالہ بسی سواروں سے قلعے کے پاس جا کر آواز دی کہ بارود دروازہ کھولنا،
سپر اسد خان رسالہ دار جو اُس دروازے کی نگہبانی کرنا تھا سید موصوف

قصہ

(۵۷۷)

کے چھیننے کو فتح الباب جان کشادہ دہی سے قلعے کا دروازہ کھول دیا، تب سید نے
 لمحے کے اندر جا کے اپنے سواروں کو بعضے کارخانوں پر تعینات کر دیا اور آپ
 سلطان کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو تسلیمات بجالا کر سرکاری کچہری میں
 ماتھا جہان کشن راؤ کے بھید تے دارالسلطنت کے قلعہ دار نے آکر اپنی
 فاداری اور اُس نامہ نگار کی مدد کرداری بیان کر کے اُس کے قید کر لینے میں مبالغہ
 کیا، تب سید مذکور نے ایک عصابہ دار کو اُس کے حاضر کرنے کے واسطے
 علم دیا جس پر اُس سرکش نے کہلا بھیجا کہ میں غم سے کچھ سروکار نہیں رکھتا،
 تب اس جواب سے صاف اُس کافر نعمت کی خیانت ثابت ہو گئی تو حضار
 دربار نے سید موصوف کے حکم منظم سے اُس ناپاک کے گھر میں گھس
 سید ریغ اُسے تہ تیغ کر کے اُس کی لاش کو ایک مزیلے پر ڈال دیا، لیکن مرنے
 وقت بھی جلن کے مارے وہ جہنمی بہر چنگاری چھوڑ گیا کہ دیکھنا میں وہ زور
 گرم دھگتی آگ چھوڑے جاتا ہوں جو سلطان کے جین حیات تو تھمتھی
 ہونے کی نہیں، الحق زبان اُس کی خالی نہ گئی، جیسا اُس نے کہا تھا زبانہ اُس
 آتش فتنہ کا دیباہی پھیلا، قصہ کو تاہ بعد روانہ ہونے سید صاحب کے ادھر
 تو سلطان نے میر قمر الدین خان کو دس ہزار سوار آمادہ حرب و بیکار کی مرداری میں
 متعین کر یہ ارشاد کیا کہ تم قابو کے وقت حریف کے لشکر و ہنگامہ پر دو تار مارنے
 رہو اور ادھر آپ دارالسلطنت کے بند و بست کے واسطے سید کے پیچھے
 کوچ کیا، گورنر جنریل بہادر اپنی فوج وغیرہ سمیت بنگلور کو گیا، سلطانی سپہ سالار
 نے فوج غنیم کا قصد کر ایسی تہ بیر و قدغن کیا کہ پندرہ سے منلیہ سپاہیوں کا
 بامناہج حریف کے چند اول پر جا پڑے اور اُسکے تاراج و غارت کرنے میں کچھ
 قصور نہ کیا چنانچہ پانچ ہزار پیل اناج کی گونوں سمیت اور دو سو سوار ہتھیار لائے

غرض کہ ہر روز سلحداروں نے پتھانوں دکھنیوں کا گویا یہ معمول ہو گیا تھا کہ دس
 مہینے کے دل کی طرح انگریز اور منہل دونوں کے ملائے اور ہر اہل برتوت بعضوں
 کو لوٹتے و بعضوں کو تیر و تفنگ سے مار گرانے اور دشمنوں کے آنے جانے کی
 راہ کو ایسی جو کسی سے روک لے نہ کہ دے بچارے مجبوری کے مارے
 اپنے لشکر کی حد سے پانوں باہر نہیں رکھتے تھے اور جنگ کے مقدمے میں
 تو خود مدد الہی اور سوارا بہادر و ن کے جد و جہد سے بے حد و نہایت ہی رعب
 و دہشت دشمنوں کے دلوں پر چھارہا تھا اور وہ گمان غلط جو سلطان کے
 بذات خود مقابلے کو نہ آنے کے سبب اُن کو تھا اب ترس و بیم سے بدل
 گیا، جسے دے نیت بدحواس و مضطرب تھے، نظام علی خان اور مرہٹے کی تو یہ
 حالت تھی کہ ادھر تو نواب موصوف نے پانکل میں مقام کر اپنے امیرون
 کو ممالک محروسہ کے تسخیر کرنے کے واسطے روانہ کیا پنا نچہ عیسی خان
 یار جنگ نے اپنی فوج سے قلعہ کنبجکوٹہ، نار پٹری، نار مری وغیرہ کو کئی مہینے
 بعد عمل کر لیا، اور حافظ فرید اللہ بن مخاطب بھوید اللہ و لہ شکر عظیم لیکر گتھی کی
 جانب چڑھ دیا، جہاں قطب اللہ بن خان دولت زئی اپنا جما و لیکر اُس کے
 مقابلے کو نکل آیا، لیکن پہلے دن فیروز نہوا، دوسرے دن پھر اُس نے دشمنوں کا
 سامنا کر بری دلیبری کی، تب وہ حضور میں طلب ہو کر اپنی فوج مصیبت دار السلطنت کا
 مازم ہوا، حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ گتھی کا قلعہ اُس کے زور سے سر ہونا نظر
 نہیں آتا تو اُسے خاک سیاہ کر کر بنے کا عزم کیا اور تھوڑی ہی سی محنت و کوشش سے
 شہر کرتا اور سد ہوت کے قلعے میں اپنا دخل کر چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیدل،
 و ضرب توپ سے گرم کندے کو جا کر گھیر لیا، اگرچہ بہترے حملے کیے، اور بہار
 ترائی کے حصار کے قلعہ اور نو خط خدیعت آمیز بھیجے، پر دے اقسام طرح کی

قصہ

(۰۵۱)

آتشبار بان لڑے اور بے دھڑک توپ و تفنگ کی شلک مارنے سے اعدا کو
 بناء و رو سیاہ کرنے رہے اور اُدھر مرہٹے کے سردار بھی حاکم یونان کے حکم
 سے اپنی سرحدوں کے قریب کے قلعوں کی تسخیر کو مستعد ہو چرہ آئے،
 چنانچہ ہر سرام ناظم مرج نے دہلے بعضے قلعے اور مکان تو لہ کر اور کتنے صلیح پر مستحضر کر کے
 اپنے ملک کے داخل کر لیا، اور بد الزمان خان قلعہ دھاتر و اتار کا صاحب صوبہ نوہیہ
 تک تو (جبتک ذخیرہ و آذوقہ باقی تھا) اعدا کے ترغی میں رہ کر داد شجاعت
 و دلیری کی دینا رآ آخر کو جب گولابادوت اور ذخیرہ چک گیانب بھجوری قول
 قرار کے بعد قلعہ دشمنوں کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانوں سے مستحق ہوا، اب
 غنیم نے محصل تعینات کیے کہ خان مذکور کو طوقی و زنجیر کر کے یونان روانہ
 کیا جائیے، خان موصوف بہر خبر سن اُن ابلیس کرداروں کے قول قرار پر
 لا حول برہا اپنے ساتھیوں سمیت بری دلیری سے لڑنا بھرتا نگر کی طرف
 چل نکلا، اعدا بھی تیغ و تیر لے لے مور و ملیح کی طرح کثرت سے اُن پر آتے،
 سلطان سپاہیوں نے ہر چند اُن کے مار ہتتا نے میں مقدور بھر قصور کیا
 لیکن آخر کار خان نہو ر شعاہ کئی زخم کھا کر گرفتار ہوا اور نہ کو تہ سے میں مقید رہا،
 رفقا اُس کے چادر بایوں کے حصوں نے لپکے لپکے، تب نو اُس صلیح
 کے سب قصے قریب غنیم نے لے لے، ہری پندت پھر کیا نے ہرین ہلی کے
 دسے آکر اُس کی گردنواح کو ضبط اور شوم شنگر دان کے راجا کو اُس کے
 آبائی راج ہر سند نشین کر صوبہ سہا میں اپنا دخل کر لیا، ہر سرام ناظم مرج
 نے دھاتر و اتار، انگولا، مرجان، شانور و غیرہ کے بد و بست سے اطمینان
 حاصل کر چیتل درگ میں پہنچ کے دان کے قلعہ اور دولتان کے پاس ایک
 اقرار نامہ اُس مضمون کا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو جا لا کھ دو یہی کی جاگیر پاؤ اور

اپنے مال اسباب سے بے کھٹکے رہو گے، دھرم دولت خان نے بظاہر اس امر کو
 اقبال کر کہا، بھیجا کہ بہت مبارک شب کو انشاء اللہ تعالیٰ یہ خبر خواہ سامنے آکر
 اس مقدمے میں جو کچھ کہنا سنا ہی خاطر خواہ سخت پڑ کر لگا، حریف اس پیغام پر
 خوش ہو کر انتظار کرنے لگا، ادھر دولت خان رات کے وقت دو اسد اللہی
 رسالے اور ایک ہزار جری بیدل سمیت قلعے سے نکل اس قصد پر کہ حریف
 کے خیمے میں داخل ہو کر شجاعت کا اپنی جوہر دکھلا دے، اس کے شکر کو چلا
 جب فوج کے بیچوں بیچ جا پڑا تو ایک تفنگچی نے جو شراب کے نشے میں
 مرشارتخا بندوق سر کی اس کی آواز پر اعدا کی تمام فوج خوف سے چونک
 کر طیار ہو گئی، دو لٹخان نے بھی دلاوری کا قدم جما پنچہ بہادری کھول بہتوں کو
 بستر بستی پر سلایا، فوج اعدا منتشر ہو کر اپنے سردار کے ساتھ سرا
 کی جانب چل نکلی، دولت خان اعداے دولت کو زیر کر اس شکر کا
 سارا اسباب لوازمہ، خیمہ اور پان سو گھوڑے، جنگ کے ہتھیار لیکر
 بفتح و ظفر نگر کو روانہ ہوا، اب ناظم مرج سے نکل مد کری پہاڑ میں جا
 داخل ہوا، وہاں اس نے اپنے بھانجے مادھو کو مد گری مسخر کرنے کے لئے مقرر کر
 آپ رسد کا سامان اور مواشی سمیت انگریزی فوج میں شامل ہونے
 کے ارادے کو چ کیا، الفصہ اُن دنوں میں کہ انگریز بہادر کا سر شکر اپنی فوج کا
 انتظام بند و بست کردار اسطرت کا عازم ہوا، سلطان سپہ سالار کے پیدل سپاہی
 جو مد کری کے جنگل کے درمیان گھات میں لگ رہے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ
 حملہ کر ہر رات اُن کے کان ناک کات بنجارون سے پانچ چھ سہیل غلے سمیت
 بھین لائے تھے، جو شخص ناک یا کان کات لانا وہ ایک ہون پاتا، اور اناج
 بھرے سمیت بیل پیچھے پانچ روپی اور گھوڑے کا دس ہون انعام

وہ

(۹۸۱)

مقرر تھا، پندرہ سہ ہزار فوج میں فتنہ فساد مچا کر سپاہ اعدا کو نیکت حیران و پریشان دکھا کر نے اکثر اہل بنگاہ کو ہرا گندہ و آوارہ کر دینے رسد اور ذخیرہ دے لے بھرے سب بیل گائے پکڑ لی جانے، خبر جب انگریزوں کی بلیٹن کری گھنٹہ کے سوا دین پہنچی تو بالکل رسد اور ذخیرہ اُن کا چاک گیا تھا اور کادیری نہ ہی بھی برے زور شور سے جڑھی ہوئی تھی، لیکن سلطان والا شان نے انگریزوں کی فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی نہ ہی کے سامنے چار پانچ سو رچے بنوائے، جن میں کتے سپہ سالار مرہ جو امان پر دل مستعد جنگ ہوئے، گورنر جنرل بہادر نے صبح تر کے آگے حملہ کر دے مورچے لے لیے، اور جنرل مینڈا دس بری بھیر بھارت سانہ لے کر گھنٹہ کے پہاڑ پر چڑھ دیا، تب سید حمید و ان کے سردار نے اُس پہاڑ پر سے ایسے شکاریں توپ و بندوق کی مار بن جسے اُسکی جمعیت میں تفرقہ پڑ گیا اور ہزاروں جنگی جوان کام آنے کے بعد وہ ناکام پھر چلا، اُسی ایام میں اہل فرنگ کے دو سالوں نے حسن خان خلیل سپہ سالار کی منزل گاہ کی جانب جو نیچے اُس گرہی اور قلعے کے تھی دو تارسی ہسوز ہلے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ اُس سردار نے اُن پر توپیں چلا کر شروع کر دیا اور جب اعدا قریب آ گئے، تو وہ، توپوں کو چھوڑ بدمستہ اُن کے سنکھ پر آمراںب حرب و قتال میں کمال تر دے کوششیں بجالایا آخر زخمی و اسیر ہو گیا، انگریز کے سپہ سالار نے قلعے سر کرنے کے لیے بہتری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ نہ بن پڑی اور رسد کی نایابی کے سبب ہر نہ ہر الجوع الجوع کی صدا تھی، غلے کی گرانی کا بہر حال تھا کہ چاول چھ روپے سیر دال چار روپے منہ دے کا آتا تین روپے ہو گیا اور گھی تو سو روپے سیر بھی میر تھا، لشکر والوں کی مارے بھوکھ اور قافے کے بہر نوبت پہنچی کہ سرداروں کے ناکید کرنے سے توپ کشی کے بیلوں کو دھج کر کرکھانے لگے

گورنر جنرل بہادر نے جب اپنی فوج کے لوگوں کی ایسی بری حالت دیکھی اور یہ بھی سنا کہ مایہ ناز کے رہنے والے جو بہت سے آدمی بری رسید گئے آنے سے اُن پر غازی خان کی طرف کے غارتگر اور سید صاحب کے مسلحہ ارتوت کر سب کو لوٹ مار شکر سلطانی میں لے گئے، تب صلاح و مشورے کے بعد اُس نے توپ سب زمین میں گاڑ توپ کے سارے جو بینہ آلات و اسباب کو آگ لگا جلا دیا، دیلے دیلے گھوڑوں کو مار کر کشتہ کے رہنے ہو کر کوچ کیا، سلطان نے یہ ماجرا سن کر بطور خوش طبعی کے چند ہنہنگی میوہ سرکاری منشی کے نام سے جنرل منشی کے پاس بھیجا دیا، حریف کے بعض سردار اس ظرافت کو ناز گئے چنانچہ اُن لوگوں نے میوہ لانے والوں کو انعام اور دو ہنہنگیان پھیر دیں اور یہ کہا کہ منشی جنرل بہادر کا یہاں حاضر نہیں، بارکشی کے چار پائیوں کی ناداری یہاں تک تھی کہ انگریز کی پلٹ کے سپاہی جلوی توپیوں کو کھینچتے تھے اور ہر روز فجر سے دوپہر تک ہزار خرابی کرتے پرتے ایک فرسنگ پر جا مقام کرنے یہ سوانگ دیکھہ بعضے امرا و خوانین دولت خواہ نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ قبلہ عالم، فرصت کا یہی وقت ہے اگر ارشاد ہو تو فدویان ترقی خواہ سپاہ نصرت اشتباہ ہر اہلے اعدا کا تعاقب کر ایک ایک کو آسانہ عالی میں دست بستہ پکڑ لائیں لیکن سلطان غالب شان نے اس امر کو پسند نہ کیا، خیر گورنر جنرل ہمت کر کے اُنری درگ کی طرف جا پڑا، اُس پہاڑ کے قلعہ ارتبری بھارت دیکھہ قلعے کی کبھی سمیت استقبال کو نکل آئے، گورنر بہادر نے اُن پر مہربانیاں مبذول کیں، اب ذخیرے اور مواشی کثرت سے یہاں بند لگے، اگرچہ وہ شدت فاقے کی کچھ کم ہو گئی، پراکٹروے اناج کے تولے ہو کھ کے مارے فقط گوشت کھا کھا بیچش کی بیمار زبان اُٹھا اُٹھا مر گئے، آخر کار وہ سپہ سالار کئی میل سنگو اتو بین جنوا دان



(۵۸۳)

سے آ کے ترہا، بعد ایک مہینے کے سونہ کیا مین جا داخل ہوا، جہان پر مرام مہرہ رسد کا
سامان اور ذخیرہ لیکر آن پہنچا، جس نے انگریز کی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا،
اور کرنیل ریت بہادر بھی رسد و آذوقے کے بہت سے غلے اور مویشی کے گلے کے گلے
شکر میں لا کر گورنر بہادر کے نزدیک سرخرو اور اُس حسن خدمت کے بدلے میں
بانگور وغیرہ کی تحصیلداری پر بحال ہوا بعد اسکے اُس سپہسالار نے کئی سرداروں کو
برہمنی جمعیت کے ساتھ ما کر سی درگ اور ندی گرہہ مستخر کرنے کے لئے
تعیینات کیا، چنانچہ کرنیل کو دی نے تین پلٹن اور ایک فرنگی رسالے سے جا کر ندی
گرہہ کو گھیر لیا اور کرنیل ریت نے بھی مع چھ سو سپاہیوں کے بالاپور سے
پہنچ کر اُس گرہہ کے لئے لینے میں برہمنی کوشش و جانفشانی کی، ہر چند تیر و تشنگ
کا زخم اُٹھایا، تو بھی اتھارہ دن میں آخر اُسے لے لیا، لیکن دھادا مارنے کی رات
کو جنریل میندوس نے مورچے میں آ کر اہل فرنگ کو لوٹ کی چیزیں اور محصور
عورتیں معاف کر کے ناخست کا حکم دیا، محصوروں نے مارے غیرت کے پہاڑ پہ
سے نیچے آ کر اپنی جانیں دیں، لطف علی بیگ بخش اور سلطان خان قلعہ دار
اسیر اور ما کر سی درگ بھی تین دن کی لڑائی میں صلیح ہو گیا،

بانگل کے گرد و نواح سے اعلیٰ اسکندریہ کا نظام علی خان کے بیٹے کا
مشیر الملک اور بہت سے سپاہیوں کی مدد سے گورنر جنرل بہادر کے
لشکر میں تاج کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدد گری کی فوج
محاصرہ پر، مارا جاتا تھا حافظ فرید الدین خان کا گرم کنتہ سے میں،
دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سریر نکپتن پر،
مرہٹوں کا وہاں آہرنا اپنے لشکر لیکر، مصالحہ ہونا لان دونوں
ہم مہدوں کی صلاح سے سلطان اور انکو بیرون میں معہ اور واردات
جو سنہ بارہ سی سات ہجری میں واقع ہوئیں

انہیں دونوں میں کہ گورنر جنرل بہادر کا کام پھر گیا سلطان عالی خان نے کاویری
مٹی کا پانی گھٹ جانے کے بعد شاہزادہ فتح حیدر کو سہ فوج سنگین گرم کنتہ سے
کی طرف رخصت فرمایا اور زر تنخواہ ایک سالہ اس قلعے کے محصورین کی بھی
ہراہ کر دیا، جب شاہزادہ حالی مناقب صوبہ سر کی جانب روانہ ہو کلوادی اور
بوکا پتن کے جنگل کی پناہ میں سب فوج چھوڑ آپ حیدر پیادہ و سوار سمیت
الغارون گرم کنتہ سے میں جا پہنچا، حافظ فرید الدین جو اس قلعے کو گھیرے ہوئے
ہر اتنا اس حال سے آگاہ ہو کر مقابلے کو نکلا، شاہزادہ بلند اقبال اور میر علی رضا خان
اور دوسرے جانباز سلطان نے داد پردہ کی دے حافظ کی فوج کو نہزم کیا
اور اسکا ہر کات لیا، بقیہ السیف کرانے کی طرف نکل بھاگے، شاہزادہ مظفر
نے ان مقہوروں کا اسباب و لوازم قلعے میں بھیجے اور زر شاہرہ قلعہ دار کے
حوالے کر آپ مدد گری کی طرف کوچ کیا، سکندریہ کا اور مشیر الملک جو
آٹھ ہزار سوار، تین ہزار پیدل لے کر گرم کنتہ سے سترہ کوسں پر

قصہ

(۹۵۰)

سودس ہٹی اور یلم ہاڑی کی نواح میں آنرے تھے، دوسے بہر خبر سہن کروان
تھہر نامناسب نہ جان پناہ کے لپے سنگل پالا کے بہاؤن میں جا گھسے، شاہزادہ
رستم دل راتوں رات وہاں سے چل نکلا اور مرہٹے کی فوج محاصرہ پر جا پڑا اور
سرداروں کے سرکات نصرت و فیروزی کے ساتھ حضور میں آہنچا، انہیں
دنوں میں میر فرالدین خان رسد اور مواسشی وغیرہ جمع کرنے کے واسطے نگر
کو گیا، اس کے ایک ہفتے بعد، نواب نظام علی خان کے سردار اپنے
لشکر سمیت خان خان ہٹی کی اطراف میں گورنر بہادر سے آن بیٹے، اور جنرل
میندوس، ندی گڑھ کا قلعہ لے کر کشن گیری سر کرنے کے ارادے برآجماد
ساتھ لے چڑھ دوڑا، چنانچہ رات کے وقت اُس سمورے پر تو ت اُسے
لوت حصار کے دروازے تک پہنچا، اور پر بھی جاہنچا تھا کہ قلعہ کے پاسبانوں
نے مارے توپ و تفنگ اور بانوں کے اسے مارہٹایا، اور بھگوڑوں کا پیچھا
کر کے ہٹوں کو خاک ہلاک پر سلا با،

بیت

کیا انکو اتنا دلیروں نے ننگ

کہ دل سے گیا اُنکے سوداے جنگ

جنرل وہاں سے پھر کر اپنے لشکر میں آہنچا، اور کرنیل کوپری نے ندی گڑھ سر
ہو جانے کے بعد اپنی فوج سمیت آکر پہلے تو قلعہ کو کچھ روپسی دے ملا لیا اور قلعہ
کو قبضے میں لا اُس میں تھانہ بٹھا وہاں سے کوچ کیا، جب برسات کے دن گذر گئے،
گورنر جنرل بہادر ناظم حیدر آباد کی فوج سمیت سر برنگپتن کے مستخر کرنے کے
قصد سے بری بری ہنزلیں طی کرنا کوچ کوچ گری کوڑے میں داخل اور ناظم کی فوج
کو پیچھے رکھ اُن مورچوں پر جو سپہداروں کی چوک سے خالی پڑے تھے دھاوا کر

دخیل و قابض ہو گیا، بلکہ شلکین مارنا آردوے خاص کی طرف آگے بڑھا، نسب سلطان نے جو اپنے لشکر سمیت ندی کے اسی پار تھا اور جاسوسوں نے اُسے فوج اعدا کے پہنچنے کی خبر بھی نہیں پہنچائی تھی، مجبور ہو حکم دیا کہ اطراف و نواح سے یہدل تفلنگچی اور کماندار مجتمع ہو کر دارالاطنت کی پاسبانی و حفاظت میں سرگرم رہیں اور خود سوار ہو جان نثار و ن کو ہمراہ لے اعدا کے مقابلے کا قصد کیا، لیکن رات کی تاریکی کے سبب لشکر والے اپنے بیگانے کو نہ پہچان آیس ہی میں لڑ پڑے، اُس وقت امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شیرازی اپنی فوجوں سے دشمن کا درنا چھینک بھر مقدمہ اُنھیں مارہٹا لے رہے یہاں تک کہ آخر کو دے دونوں شہید ہوئے، اِس عرصے میں جنرل مینڈوسن نے بری دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق اور کھائی کے سبب نیت حصین و استوار تھا پر اُس شب اُسکی برجیان دیوان مہدی علی خان کے فریب سے جس نے حصار کے دروازے پر اُس کے پاسبانوں کو تقسیم شاہرہ کے بہانے بدو ن حکم حضور کے اکتھے کیا تھا خالی پڑی تھیں ایک ہی حملے میں لے لیا، سلطان نے جب یہ خبر سنی آپ تو ساری فوج سمیت دارالاطنت کی طرف کوچ کیا اور دواہ اللہی رسالوں کو اُس مورچے کے چھڑالینے کے واسطے جسے انگریزوں نے رات کے وقت لے لیا تھا تعینات فرمایا، جب روز روشن ہوا وے شیران بیشہ، ہیکامورچے پر حملہ کر قلعے کے پاس جا پہنچے، لیکن چون گورنر جنرل بہادر و ان موجود تھا اُس کے سپاہیوں نے اُن بہادروں کو دھان تک پہنچنے نہ دیا، ہر چند کئی بار اُن لوگوں نے حملے کیے پر کچھ مفید نہوا، اکثر و ن نے جام شہادت کا پیا، باقی جو ان قلعے میں پھر آئے، سلطان نے قلعہ دارالاطنت کی اطراف و جوانب میں توپ و منجنیق اور نوع بنوع کے آلات آتشبار نصب کر ہر ایک

قصہ

(۵۸۷)

جانب پاسبانوں کو ہتھیار سب میسوز کو روانہ کر دیئے، دو بہرہ دار ڈھلے ہرہرام اور ہری ہند تودونوں اپنا لشکر لے کر کوہلی کی فواح میں آئے اور فواد جنگ و مشیر الملک نے اپنی فوجوں جمعیت موقی تالاب پر پہنچ کے دیر کیا، چونکہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ زمانہ محاصرے اور مقابلے کا طویل کھینچیکا، خانہ جنگ کا سہج میں نہیں ہو گا اور ایک خلقت ماری پریگی، نظر برین تینوں امیر ہم عہد اپنے اپنے واسطے مصالح کی فکر میں تھے، اور گورنر جنرل بہادر ایک مورچہ تو گنجام سے ورے قلعے کے دکھن اور دوسرا قلعے سے یورب ندی کے اس پار بنا جنگ کو آمادہ ہوا، سلطان نے ایسے تین قوی عہد کے ساتھ ستیزہ آویز صلاح وقت بخان بعضے خیر اندیشوں کی مصلحت و رائے پر گورنر جنرل بہادر کے پاس وکیلوں کو معہ بہت سے تحفے ہدیوں کے بھیجا، تاوے میل ملاپ کی بنا ڈالیں، چنانچہ ان کے پہنچنے پر گورنر بہادر نے سلطان کے ساتھ مصالح کرنے کو غنیمت سمجھا پر جنرل میندوس اس امر میں راضی نہ ہو کر بری رد بدل کے بعد سپہ سالار سے رخصت لے کر تھ سنا رہیتا کی نہر پر چڑھ دوڑا، وہاں سید غفار سپہ سالار قدم استمال آفوج اعدا کے ستمکھ ہو بہادرانہ کوششیں کر آخر ان پر غالب ہوا، حریف باہر ہو کر پچھلے قدم ہٹ گئے، لیکن پھر دو ساعت بعد جب سپاہ منسو رکھانے بکانے میں مشغول اور دشمن کے حملے سے غافل تھے انگریز کے سپاہیوں نے قابو پا کے اکبارگی ہٹا کیا اور سہج میں سپاہ منسو رک کو پاشیدہ کر ان کی جگہ لے لی، سپہر سید حمید اور فاضل خان سپہدار اپنی جمعیت جمعیت اس سپہ سالار ہریت خوردہ کی مدد کو پہنچے اعدا پر ایک بہادرانہ حملہ کر اس سپہدار و اس کی جگہ پر پھر قائم کیا، انگریزوں کے دو ہزار سپاہی مارے پرے، باقی

اپنے لشکر کی طرف چلے گئے، اُسی رات کو جنریل مسدوس نے اپنے دیرے
 میں آکر بسطول بھر کر اپنے اوپر سر کیا پر گولی اُس کو نہ لگی، تب وہ دو سرائیکیاں
 کر کے چھوڑنے پر تھا کہ اتنے میں کرنیل مالکم جنریل اجنٹ نے پہلی ہی آواز سن
 اُسکے خیمے کے اندر جا کر بسطول اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور اس سرگذشت
 سے سپہ سالار کو آگاہ کر دیا، تب سپہ سالار نے اُس کے دیرے میں
 جا کے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا کہ ہر چند قلع کا تسخیر اور سلطان کا اسیر کر لینا کچھ
 دشوار نہیں، مگر چون سر داران ہم عہد جو سلطان کے ملک و مال میں کہنپی کے
 ساتھ شرکت رکھتے ہیں کہنپی کا بہت ہی کم فائدہ نظر آتا ہے اس لیے میری
 دانت میں تو بہتر تدبیر یہ ہے کہ سر دست اُسے صلح کر لیں، اتنا سن کر
 جنریل تسلی پذیر ہوا، قصہ کو تاہ تینوں ہمتہ سر داروں کی صلاح و مشورے
 سے مصالحے کی صورت اس طور پر تھہری کہ سلطان تین کتور کا ملک اُنھیں
 چھوڑ دے اور نقد تین کتور روپی دے، اور ان روپیوں کے وصول ہونے
 تک دو شاہزادوں کو بطور اقل کے گورنر جنریل بہادر کے پاس بھیج دے، خیر
 سلطان دور اندیش نے چونکہ اپنی سلطنت کے تمام کارخانوں میں مک حرام
 ارکان دولت کی سستی و غفلت کے سبب سے خلل دیکھا یہ مجبوری موافق ان شرطوں
 کے بار احمال، سلیم، انور، انگری، سنکلی، درگ، دندیکل، کلیکوٹ وغیرہ ملک
 انگریزوں کو، اور کترپا، تارپتری، پارمری، تارمری وغیرہ، نواب نظام علی خان کو، اور
 تذب بھدراندی کے اُسیار کا سارا ملک مرہٹے کو جانے کر نقد کتور روپی
 مخضون ہدیوں سمیت بھیج دیا، اور حسب الطلب گورنر جنریل سلطان عبد الخالق
 اور سلطان معزالدین کو برے تھم و حشم سے غلام علی خان کی اتالیقی میں، اور
 مہر علی رضا خان کو ایچنگری میں اُس کے پاس روانہ کیا، انگریزوں کے شر کا اپنے

قصہ

(۵۸۹)

جسے کے دو بیٹے لہکر اپنے ملک پھر گئے، گو دُر بہادر نے عمر شاہزادگان بلند اقبال، مدراس کی طرف کوچ کر کر نیل دفن کو شاہزادوں کا خانہ مان مقرر کیا جو اُن کی فرمائش بااعزاز و اکرام بجایا کرے، انگریز کے جانب کے پاسبان کل عظمت خداداد سے برخاست ہو کر بارہ محال و غیرہ کے انتظام و بند و بست کے لئے روانہ ہوئے، سارے ملک میں امن چین ہو گیا، جب جنرل بہادر مدراس جا پہنچا تو اُس نے قلعے کے اندر ایک امیرانہ قبیلہ شاہزادوں کی اقامت کے واسطے خالی کروا انھیں اُس میں رکھا اور سارا ضروری اسباب و لوازم طیار کروا دیا، نواب محمد علی خان بھی شاہزادوں کی دل جوئی و خاطر داری کرنا اور نت نئے یوے ہوتے بھیج بھیج دوستی کو برہانا تھا،

کوچ کر نا سلطانی فوجوں کا اطراف کے راجاؤں کی تنبیہ کو،
ہندو بست ممالک محروسہ کا، قلعہ دارا السلطنت کی تعمیر معہ
اور حالات سن بارہ سی سات ہجری کے،

سی تاریخ سے کہ تینوں امرا نے ہم عہد (یعنی انگریز، نظام علی خان، مرہٹے) اپنے اپنے ملک کو گئے، سلطان عالی شان ممالک محروسہ کی مہمات اور تفتیش حال میں اپنے عمال اور کار گزاروں کے متوجہ ہوا، جب اُن میں سے ہر ایک کے ہاں کا اُس نے حساب لیا اور تقریباً دریافت کیا کہ مہدی خان مدار الہام، کرناٹک کے کئی ساہوکاروں اور دوسرے نیک فراموں کے ساتھ متفق ہو اطاعت کی سے پانو باہر نکال کر چاہتا ہے کہ اپنے آقا کی سلطنت کو تباہ کرے، انہیں لم بخون کی صلاح سے، تو میں جن میں ربت کیجئے بھری گئی تھی جنگ نہ کئے

وقت بیکار پڑی تھیں، پس ایک ایک کے عہدوں کی مراد سے کرکھراں ناعاقبت
اندیشوں کے لواذیے، لیکن میر محمد صادق علی کہ ایک ہی ناک حرام اور ظالم
نافرجام تھا پھر منصب دیوانی پر قائم ہوا، گویا گرگ مردم خوار کو شبانی ملی، تب وہ
قابوچی گرگ کہیں جو اپنی معرولی کے وقت سے عداوت قلبی سلطان کے
ساتھ رکھنا تھا اکثر برائے وفادار خان خوانین امیرون سرداروں کو ہیج پوج
دلیوں سے سستی و غفلت کی نہمت لگا کر حکم والا قتل کرنے لگا،
انہیں دنوں بعض امیرون اور جاسوسوں نے حضور عالی میں خبر پہنچائی کہ
دارالسلطنت کے اتر جانب ہر ایک اطراف و نواح سے مفسدون اور
جباروں نے بغاوت پر سر اٹھاؤں و فساد کا قدم برتھا ممالک محروسہ کے
رعایا کی اذیت و ضرر پر کمر باندھ ہی چنانچہ تربیسی راجاؤں کی طرح ایک
شخص نے اپنے تئیں مرگی راجاؤں کی اولاد میں ظاہر کر کے گبری عمل کر
لیا اور دوسرا دن گبری لیکر سرگرم جنگ و جدال ہی اسی اثنائیں
سید محمد خان چیل درگ کے آصف یا تحصیلدار اور دولت خان و ان کے
فوجدار نے حضور میں عرضی گزارنی کہ ایک اجنبی آدمی جو بعض کے نزدیک
راجا ہرین ہتلی کے ملازداروں میں ہی اپنے کو سپاناکم مقبول قرار دیکر
سرداری کا دھوا کرنا ہی بلکہ اُس نے چار ہزار پیدل جوان جمع کر کے جو جنگی
درگ اور کوٹور گرھ کو جو صوبہ ہرین ہتلی کے تعلقات سے ہی اپنا مسکن
و مامن سمجھا رہا ہی سلطان نے سستے ہی ان خبروں کے سید صاحب کو
تو بڑی جمعیت سے مد گبری وغیرہ کی جانب شفاوت نشاںوں کی تنبیہ
کے لئے اور میر فرالدین خان کو بڑی فوج کے ساتھ ہرین ہتلی کے راجا
نہ بخت کی گوشمالی کے واسطے تعینات کیا، خان موصوف و ان جا اُس گرھ

قصہ

(۱۹۱)

دوسرے ہو چنلی در لب پر چرہ دو آئینہ سب سبہا مملطانی کے دفع کرنے میں وہ
 سکاد سرکش قلعے کو غلے اور جنگی آلات سے سج سجاد و ہزار ہیدل لیکر
 سات مہینے تک مقابلہ کرنا، آخر ایک دن خان مذکور جو شش میں آ اپنے
 جوانوں سمیت اُس حصار کے مستخر کرنے کو سوار ہوا، بہادران نصرت مند
 نے دشمنوں کے جماد کا کچھ بھی کٹکانا، اُس مردود کا فر سے کینہ کشی کا قصد
 کیا، بلکہ نہایت پردلی کی راہ سے فصیلوں کنگر وں پر چرہ کر کوس و نقارہ بجایا،
 پر کافروں نے بھی خوب ہی جرات کر د اد جنگ کی دی اور خان مذکور کو زخمی
 کیا، مگر آخر کار بہت سی پریشانی و سرگردانی اُٹھا کر اُس شقی کو چار سی کفار
 سمیت اسیر کیا، موشنکر بھتیجانا تک مقتول کا جو مرہٹوں کی پشتی کے
 سبب مرہٹوں کی ہٹی کے اکثر تعلقوں کو عمل کرنا، اُن گراہین رہتا تھا، خبر سن کر
 دو آ آیا، خان موصوف نے نہو آئے اسیر و نکو عبرت کے لئے ہاتھ پانوں کاٹے
 اور بہتوں کو فوجا کروایا اور مرہٹوں کی وغیرہ پہاڑ کے قلعوں کو ڈھا کر وٹان سے
 مراجعت کی، بھر جنگ صوبہ دار جو چینل درگ میں پناہ کے لئے آ رہا تھا اُس نے
 اُن اطراف کا قصد کر آئی گندی اور کنگری میں اپنا داخل کر لیا، بلکہ کنگری کے
 راجا ہری ناٹک کو بھی قولنامہ بھیج کر بلوا اور اُس کے تعلقے کی واگداشت
 کی سند مع خلعت اور ایک ہاتھی چاندی کی عماری سمیت دے کر اُسے مطیع
 کیا چنانچہ نایک مذکور بندگان سلطانی میں داخل ہوا اور سید صاحب
 موصوف اکثر گراہوں کے کان ناک کات پھر آیا اور سید حمید سہدار اپنے
 حسن خدمت کے عوض نوبت نقارہ فیل مع سنہری عماری اور نواب کا
 خطاب پا کر حیدر نگر کا ناظم مقرر ہوا، قصہ کو ناہ اُس اطراف کے حکام کو جب
 یقین ہوا کہ سلطان غالب شان سے عداوت رکھتا ہے اپنے پیروں پر آپ کا بھاری

مالدی ہی، اس لئے اپنی حرکتوں سے مادم ہو فرمان بردار و مطیع ہو گئے، اور
 بنگور کا راجا بہ سب گورنر جنرل بہادر کی سفارشات کے لاکھ روپی سالانہ
 خراج و اگشت کی شرط پر اپنے تعلقے کی سند حضور سے پاک اپنے راج
 میں بحال رہا، انہیں دونوں سلطان عالی شان نے سلطنت کے عمدہ کار برداروں اور
 عاملوں کی تغیر و تبدل موقوف کر ایک مضمول مذہبیر تھہرائی کہ ہر برس تعلقوں اور
 پرگنوں سے آصف لوگ اپنے اپنے دفتر کے عملی فعلی مصیبت ذبح کے مہینے
 کے اندر، بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو عید قربان کی نماز ادا کرنے کے بعد، منبر کے
 سامنے، قرآن شریف سر پر لیکر اس بات کا مجلہ کا دین کہ آئندہ ہم سب کے سب
 زہاد حاصلات کے روپی میں خود بردار اور اُسکے بھیجنے میں تاخیر نہیں کرنے کے
 اور البتہ غریب غربا رعیت پر جا کو بھی نہیں ستائینگے بلکہ منہیات کے نادرک ہو کر
 امانت و دیانت سے صلاح و مصلحت رومی کی چال اختیار کریں گے، اگرچہ بے خدا
 فراموش بہان تو ان شرطوں پر راضی ہو خدا کا کلام درمیان لا عہد و پیمان کرتے
 لیکن جب اپنے پرگنوں پر جاتے تو وہاں سب دین و ایمان کا پاس یکسو رکھو ہی ظلم
 و ستم قدیم کو عمل میں لائے، اس لئے سلطان نے کہ بالطبع اُس کو
 سند دؤن کی قوم سے نصرت نہی اہل اسلام کو جو لکھنے پڑھنے میں فی الجملہ سواد رکھتے
 تھے جمع کر اُن کو مہرزایان دفتر اپنے دیوان کا بنایا اور بالکل دفتر خانوں کا حساب
 کتاب فارسی خطوں میں مقرر کروائے، اور علی ہذا القیاس اپنی سلطنت بھر میں
 سرپرگنے پر انہیں میں سے ایک آصف یا تحصیلہ ارادہ ہر ایک محالوں میں جہاں
 سے ہزاروں کی آمد تھی جداگانہ ایک ایک عامل، سررشتہ دار، مجموعہ دار،
 مہن، فراخی ماسور کیا اور ہندو قانون گوہوں کو ایک قلم موقوف، لیکن
 نہ بنی بے سیانی قوم اپنی معاملہ دانی کے سبب (یہ اس کے کہ اُن کا حال

مضمون

(۱۹۳)

حضور تین معلوم ہو عالموں اور آصفیوں کے ساتھ لگاؤت ملاوت کر کار بار
عملہ اری میں دخل کرنے سے باز نہیں آتے تھے یہاں تک کہ آصف اور عامل
لوگ ملکی بندوبست کا بار اُنہیں پر ڈال کر آپ تو رات دن ناچ راک میں
مشغول رہتے اور دھریے ناہنجا سارے تعلقوں کو خاطر خواہ ناسراج کر آدھوں
آدھہ محاصل تو آپ اُتارنے پُتارنے اور آدھا آصفیوں کے پاس
بہنچانے، ہر چند اُن کے اس خود برد کرنے کے اخبار خارج سے حضور میں
لوش گزار ہوئے ہر سلطان اس راہ سے کہ اُن دنوں اُنہیں ظالموں کا دور دور تھا،
دیدہ و دانستہ طرح دے جانا، علاوہ اس کے وہ دین پناہ دینا ہی دون سے اسدال
برداشتہ تھا کہ امور ملکی میں اُن دنوں چند ان توجہ بھی نہیں رکھتا، اکثر اوقات
ماز و تلاوت قرآن اور تسبیح و وظیفے میں اشتغال رکھتا اور بے غمازون اور ہر کار دن
کو دل و جان سے دشمن جاتا، عالموں اور قلعہ اردن پر اس مراتب کی تاکید
کے باب میں فرمان صادر فرمانا، چنانچہ ایک فرمان فارسی عبارت میں لکھا ہوا
سن ۱۷۹۲ء کا جس پر مہر بھی اُس بادشاہ دین پناہ کی بھی کلکتے میں برش کر سب
اسکویر نے کرنیل جان مارس صاحب کے حکم سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک عالموں اور قلعہ اردن کو چاہیے کہ کیفیت مشاہدہ مقررہ
اور زمین صافی یعنی لاجی قاضیان شہر وغیرہ اور مسجدوں کے خطیوں اور
موذنوں کی حضور میں بھیجے اور مطابق سند اُن سبھوں کے عمل کرے اور ذاتی
مسلمانوں کے لڑکوں کے اکتھا کرنے اور علم سکھانے میں سعی و اہتمام کرے
اور دین لین کے باب میں ایمانہ اری اور اسکا رمی اختیار کرے اور احوال
لڑکوں کے تربیت اور تعلیم کا حضور میں بھیجے اور قاضی سلمہ سکھانے میں
دین اور اسلام کے مشغول رہے اور تھے مسلمانوں کا نام اسمیوں میں اہل

اسلام کے لکھے اور سوائے قاضی کے دوسرے کسی مسلمان ندرے اور جہان مسجد نہ وہاں پانچ گنبد والی مسجد بنواوے اور خطیب کی تختہ اوہ دس ہون مقرر کر بعض تختہ اوہ کے اس قدر زمین دیوے کہ محاصل اسکا برابر تختہ اوہ کے ہو اور علاوہ اُنکے اس قدر زمین وقف کر دے کہ حاصلات سے اُسکے روشنی اور فرش وغیرہ مسجد کی بخوبی انجام پاوے اور مسلمانوں کے لڑکے بالونکی تربیت اور تعلیم کے لیے اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے واسطے رہنے والوں پر وہاں کے ناکید کرے اور اگر کوئی رعیتوں میں سے مسلمان ہووے تو اُسے خزانہ باغ اور شالی زمین کالے اور خراج اُسکے رہنے کی زمین کا معاف کرے اگر وہ نو مسلم تجارت پیشہ ہو تو اُسے سوداگری کے مال کا بھی محصول ملے القصد جب سلطان عالی جہت بسبب تعصب دین و نہایت مصروف ہونے سے امور دینی کے مہمات میں شہرباری اور عاملوں وغیرہ کے نہ اراک و تفتیش سے دست بردار ہوا تب سب اپنی اپنی جگہ پر بنے باک ہو گئے اور چونکہ اُس سلطان دین بہا کی تہمت پر ہی نیت تھی کہ سارے اہل اسلام اُس کی فیض بخشی سے بہرہ ور ہوں اور چھوٹے لوگ بھی اس طبقے کے، برے درجن برترقی کریں اس جہت سے اُس کی سلطنت میں بہت سے رخنے پیدا ہوئے، بالکل عمامہ و خوانین بدظن ہو آیس میں مل مصدرفساد و شر کے ہوئے، میر صادق مذکور تو جہمات خروانہ کے باعث سب چھوٹے برے پر اپنے مکر و فریب کا سکہ چلانے لگا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ سارا ملک اور تمام سلطنت کے مہمات اُسی کے اختیار میں ہو گئے، جب وہ اس درجے کو پہنچا تو ایسا عجیب و رعونت اُس کے دماغ میں مہمایا، کہ اکثر ملکی و مالی مہتموں کو غیر مرضی سلطان کے فیصل کر لے لگا،

مفت

(۱۱۰)

سہ ماہی ممالک محمد و سہ میں قتلہ و ہنگامہ مچا۔ برے برے امور لات اپنی
خاطر خواہ انجام کرنا سحر و فی رنگ کے زور سے سلطان کو مسحور کر دو بہت
سلطنت کے بند و بست میں کسی کو دخل نہ بنا، صوبوں میں بیہودہ و بیجا حکومتوں کا
فرمان بھیجتا، کار خانجات شاہی کی خبریں، رعایا کا احوال ملک کے واقعات و
واردات حضور میں گزرنے نہ بنا، سلطانی ہوا خواہ سب کے سب بہ رنگ
دنگ دیکھتے آئے، صلاح نیک کے بنانے اور کلمہ خبر کے کہنے سے خاموش
ہوئے، انہیں دنوں میں سلطان نے قلعہ دار السلطنت کے بنانے کا ارادہ کر
بطرزنو اُس کی بنیاد ڈالی اور پرانے قلعے کو توڑ کر دریا کی جانب ایک حصار
سنگین مہ گہری کھائی اور برج و فصیل کے اور دکن کی طرف پانچ حصار
استوار بنا کیا،



بغیر و ما فیت مراجعت کرنا شاہزادوں کا سن بارہ سی آتھ۔
ہجری میں مدراس سے، مقرر ہونا کچھریوں کا اسمای حسنا
کے حساب سے، سرفراز ہونا اراکین کا میر میزان کا لقب پا کر، آنا
ایران کے شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت میں،
سرانجام پانا شاہزادوں کی شادی کدخدائی کا بادی کرو قانع جو
اس شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور میں آئے،

جب وے دونوں شاہزادے ایک برس کی پہنچے چنانچہ میں مخالفوں کے
پاس رہ کر انہیں اپنے ساتھ موافق بنا اور سبغاد کے روپی مقام ادا
میں لاہر عالی مقداد کی قد سوسے میں حاضر ہوئے، شاہ دین پناہ نے اُن کے

ساتھ آنے والوں کو نوازشات خردانہ سے سرفراز کر دھت کیا اور
بزم شادی و سرور آراستہ کر سب امیرون اور مضدارون کو الطاف
شاہی اور مناجب عالی سے مہرز و ممتاز کیا،

مثنوی

بیفزود شان پایہ عز و جاہ بالنعام شہ گشت قرم سپاہ
ہمہ خوشدل و شاد و توئم شدند ز بار عطا جمالگی خم شدند
عہدہ اور نامی ملاز مون لے مہر میران کا خطاب پایا، سلطانی کار خانوں کی کچہری
امدادی حسنی کے شمار سے جو ننانوے جہین بنی، اور ہر کچہری پر ہزار سپاہ تعینات
ہوئی، اکثر مشائخ پیرزادے جو پہلگری کے فنون میں محض نادان تھے بارگاہ
سلطنت میں پیش و سرخرو ہو کر مہر میران اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے،
موتی اور جواہر کے طرے بھی جواؤ پر کسمبیت انھیں ملے، اسی اثنا میں شاہزادہ
ایران بسبب آقا بابا خواجہ سرا کی بیوفائی اور استیلا کے اپنا ملک چھوڑ غربت
کی منزلیں طی کر حضور میں شاہ دین پناہ کے آیا، اُس دریا نوال نے سلوک
و مدارات شانہ کی پاسبان کر پو شاہک خوراک فرش فروش اور امیرانہ
اسباب کے علاوہ، دس ہزار روپیہ ماہوار سی اُس کے واسطے مقرر کیے،
اور چونکہ تمام تر اُس عالی ہمت کی بہر خواہش تھی کہ سناطین اہل اسلام باہم متفق
و موافق رہیں اس لیے اُس نے بیغرض بارادہ خالص اپنے کتنے ایامچون کے
ہمراہ بہت سے تجاہل اور اقبال کوہ شکوہ اور ایک نامہ محبت بنیاد ملک و
امداد قول کرنے کے باب میں والی کابل زمان شاہ درانی کے پاس روانہ کیا،
جس پر اُس یاد شاہ عالیجاہ نے بھی اُن قاصدوں کو گراخامیہ خلعتیں اور بہت سا
انعام اکرام عطا فرما کر ومان کے خفہ ن ہدیوں اور اُس مکتوب کے جواب

حضرت

(۱۰۶۷)

حضرت جو امور محبت کی دوسری اور مدافعت کی استواری بر عہد تھا
 رحمت کیا، انہیں دونوں سلطان نے باقضاء اوت دیں ایک ہی دستور خوان
 عام براپنے سب خوانین و امیروں کے ساتھ شہر برنج کا مد فوس جان فرما کر
 زبان مرحمت بیان سے بہ ارشاد کیا کہ چونکہ ہم غم سب کے سب دینی بھائی ہیں
 لازم ہی کہ شریعت کا پاس کر کے کینے کو سینے سے نکال کر زبان و دل سے
 باہم متفق رہیں اور فی سبیل اللہ جہاد کے لئے شہادت کی نیت پر کمر ہمت
 کو باندھیں بعد اسکے سب کو لال لال خدین عطا کر فرمایا کہ یاد و جہاد و دوسرا
 جامہ شہادت سمجھ لو، پرا فوس کر دے سیدہ دلان آخرت فراموش باد حضرت
 اس قدر الطاف شہر یاری کے خیر خواہی و وفاداری کی حال ہی پھول
 گئے، اب سلطان دین پناہ کی خوشی بہ ہوئی کہ بقترب کہ خدائی
 شاہزادگان اقبال نشان، جشن و نشاط کی مجالس آراستہ کر کے چنانچہ
 اس امر خیر کے سامان و سر انجام کے باب میں حکم عالی صادر ہوا، سلطنت
 کے کار پردازوں نے سارا اسباب و لوازم طرب کا تیار و آمادہ اور
 سب شاہزادوں کے لئے خاندان عالی کی صاحب عصمت بیک بخت بیتیان تھرا
 کر بد سوز شادمانہ انجمن تحت عروسی و دامادی پر جلوہ گر کیا، اسی ہنگام
 میرٹ انجام میں ایران کا شاہزادہ حضور سے رخصت ہوا، جسکو سلطان
 نے انواع طرح کی تواضع و خاطر داری اور بہت سے نقد و جنس کے
 ساتھ وداع کر فرمایا، لازم محبت یہی کہ انتظام ایران کے بعد ہم غم
 زمانہ سے اتفاق کر ہند اور دکن کے بندہ دست ہیں کہ شش کریں
 چنانچہ اُسے بھی اس امر کا اقبال کر دیا، چونکہ قبل اسکے اکثر
 مہر صادق نطفہ حرام کی زبانی کجروی اور بداندیشی مہدیوں کی جو

فی الحقیقت ملک طلال اور جان نثار تھے اور اسی لئے دے لوگ اُس
مردود حاکم کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتے تھے، حضور میں مذکور ہوئی تھی، سو
ان دنوں سلطان بسبب پاس خاطر اُس لعین کے اپنے ویسے فدا یوں کو
جوردار کے سمیت شہر بدر کیا، بعد اسکے اپنی رائے طاقت بین کے
فتوے پر سر برنگپتن، کولار، ہکوتا، دیون ہٹی، صوبہ سرا، تنجاور اور
برے بالا پور کے باشندوں میں سے قوم اشراف دس ہزار آدمی شیخ
سید چن کرز مرہ خاص (جیسا انگلستان میں ملکی امور کے انجام و انصرام کے
واسطے پارلیمنٹ مقرر ہی) اُن کا نام رکھا، اشخاص اس گروہ کے تدریج
سرتاسر سلطانی کارخانوں پر اقتدار پا کر دخل و تصرف بیجا کرنے لگے، چنانچہ ایک
اُن میں سے میر مذہب تھا جو باوجود ناجربہ کاری کے دارالسلطنت کی
قلعہ ادبی کا اختیار رکھتا تھا، سلطان کو تو اُس زمرے کے لوگوں پر برا اعتماد تھا،
حالانکہ دے ناتراشیدے اگرچہ بحسب ظاہر اطاعت و فرمان برداری
میں سرگرم رہتے پر دہرہ میر صادق ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور اس
نامعقول نے اپنے آقا کی سلطنت تباہ و خراب کرنے کے لئے پہلے تو اکثر
شکر کے سرداروں اور امیروں کی تانخواہیں گھٹاتے اور انہیں
اُن کے درجے سے گرانے کے سبب فوج کے توڑنے میں کمر باندھ ہی، بعد
اسکے کلام اللہ درمیان دے سلطان کے دل کو اپنی طرف سے بنے کھینکے کر
سارادر بار کا دربار اپنا کر لیا بہانہ کہ میر عرض، بعضے مصاحب اور
امیر و صغیر اور کل نقیب و یساول، ملازم و جاسوس وغیرہ کوئی بے اُسکی
صلح و مرضی کے حضور میں کچھ عرض سر و ض نہ کرتا، عرضیان خواہ ملکی خواہ مالی
مشغلات کی جو ممالک محروسہ سے پہنچتیں بغیر حکم عالی کے وہ آپ ہی پڑھکر

و

(۵۹۹)

ماتر دالتا اور اپنی طرف سے کچھ لکھکر حضور میں بھیج دیا، دوسرا میرا صفت
 میرا ان حسین جوابک ہی مافولیا زنا کار و شراب خوار تھا کہ تعلقون اور محالون
 کے درمیان تنگی طوائفون کے کندھے، پالکی پر کچھری میں پھرا کرنا بلکہ کبھی
 ڈالون اور لولیون کو بلواؤنگو تنگا کرو آپ بھی وہ مسخراؤن کے ساتھ
 اسی ہیئت سے اس سوانگ میں شریک و شامل ہونا، انہیں
 سنا سون کے اقتدار و اختیار دینے کے سبب ملک و سلطنت کے انتظام
 میں ایسا اختلال آیا کہ باج و خراج کا آٹھواں حصہ بھی خزانے میں داخل نہوتا، فرامین و
 روانجات دارالسلطنت کے سوا اور صوبوں تک پہنچنے نہاتے، اسی
 بام میں دند و جی واگر مرد بہادر چارسی دوا سپہ سواروں سے مرہتے اور
 نظام علی خان کے ملک اور ممالک محروسہ میں اپنی بہادری اور نہب و تاراج کا
 نیکا بجا رہتا تھا، سلطان نے اُسے بلوا بھیجا، چنانچہ وہ اپنے سواروں سمیت
 حضور میں آکر مرے میں امیرون کے داخل ہوا پر شہطان مجسم میرصادق نے
 اُسکے گرانے میں سلطان کی نظردن سے ایسے حیلے اُٹھائے کہ آخر کو اُس
 مقصود کی طرف سے بہ گمان ہو کر حضور را علانے اُسے مقید اور سامان
 کر ملک جہان خان بہادر شیر جنگ خطاب دیا اور اُسکے سوارونکو
 شکر ظمراثر میں بھرتی کر دس روپی روزان کا مقرر کیا، اور جب کچھ دنوں
 بعد اُس بیگانہ کو سواروں کی کچھری کا کام تجویز کر اُسکی مخلصی کرنے کو فرمایا
 وزیر کثدم نہاد، نیش زنی کی راہ سے حضور میں یون عرض بردار ہوا،
 کہ ایسے دلاور کو اس کام کا مختار کل بنانا مالکداری و شہبازی کے
 صالح سے دور ہی، خدا نکرے اگر اُسے کسی طرح کا شریہ ہو تو
 ہر نادرک مشکل ہوگا، بہرالنہاس اُس مردود کا درگاہ سلطانی میں مقبول

ہوا اور وہ خیر خواہ ترقی طلب بدستور سابق زندانی کیا گیا، حاصل کلام وہ ہلید اپنے فنون کا اس اثر دیکھ ہر ایک کام میں اپنے مطلب ہی کے موافق عمل کرنے لگا، چنانچہ غازی خان رسالہ دار کو بھی جو بلا شبہ وفادار جان نثار تھا بیوجہ اس عوامی نے مشیر الممالک کے ساتھ سازش کی نیت لگا سلطان کے حکم سے مقید و اسیر کیا،

فوج کشی کرنا جنرل ہارس کا سریر نگین پر بموجب حکم لارڈ مارنکٹن بہادر اور مشورے ابوالقاسم خان شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدر آباد کے، لڑائیاں واقع ہونی سلطان اور اس سپہ سالار کے درمیان، مستحضر ہو جاندار السلطنت کے قلعے کا، شہید ہونا سلطان کا جوسن بارہ سی تیرہ مہینہ واقع ہوا،

اُن دنوں سلطان عالمی مقام نے (جو ملکی کاموں کو بے صلاح و مشورہ انجام کیا کرتا اور اس باب میں خبر خواہوں کا کہنا تھا اُسکی جناب میں مقبول نہیں ہوتا تھا) دو سفیر تحفے دیون سمیت ایک کو زمان شاہ کے پاس مع خط محبت منت بھیج کر آئیں دوستی تازہ کیا اور دوسرے کو سلطان روم کے حضور میں روانہ کیا، اسی عرصے میں مورس بندر سے کئی فرانسیس جن کاموشیر بوسی مرغہ تھا حضور میں آن پہنچے، چونکہ انگریز اور فرانسیس کے درمیان سات برس سے اُن کی ولایتوں میں جنگ و حرب کا ہنگامہ برپا ہوتا تھا اس لئے یہاں اُن فرانسیسوں کے وارد ہونے سے انگریزوں کے دل میں دھڑکا پیدا ہوا چنانچہ اُن لوگوں نے در کر سلطنت خداداد کی یخکنی کے لئے تہہ بہ تہہ

قصہ

(۶۰۱)

اور فرانسس کے آنے کو اپنے چہرہ ہائی کرنے کا بہانہ تھہرا مشیر الملک اور میر عالم کی صلاح سے شہزادہ بہار و داد لارڈ مارنگٹن بہادر کے پاس جو کلکتے میں تھا لکھ بھجوا، لارڈ مہدوچ تو ایسی فرصت کے وقت کا طالب ہی تھا چھت پت گورے کی چار پلٹن ہمراہ لے شعبان کے مہینے میں مدراس میں داخل ہوا اور یہاں سے اُس نے فوجیں اکٹھی کر کر نیل ہارس کے ساتھ سریرنگپٹن کو مسٹر کر لینے کے قصد پر آگے روانہ کر دیں، اُدھر حیدر آباد سے کر نیل راہت اور کر نیل داس بھی چار پلٹن سمیت آکر جنریل مذکور سے ملحق ہو گئے، اور میر عالم آتھ ہزار سوار غائب لے اور روشن راہی مع چھ پلٹن، انگریز کی فوج میں آئے، اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لئے حضور میں سلطان کے پی دی رہی کی مکتوب اس مضمون کے بھیجے کہ اتفاق و دوستی کے آئین میں عہد شکنی پر کمر باندھنی جائز نہیں، متضا محبت و خلوص کا تو یہ ہے کہ پہلے تو ان کی فرانسس تازہ واردوں کو اس مخلص کے حوالے فرمائیے، اور دوسرا التماس یہ ہے کہ انگریز بہادر کی طرف کا وکیل بارگاہ سلطانی میں حاضر ہا کرے، اور تیسرا یہ کہ کوآریال بندر، منگاور تھاور وغیرہ قلعے جو جہازوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں سرکار انگریز بہادر کو چھوڑ دیجیئے، ان التماسوں کا پندہ ہونا کمال میل ماپ کا باعث ہوگا، خیر اس درخواست کا منظور کرنا تو مشکل تھا، لیکن چونکہ میر صادق کم بخت کے درغلانی کے سبب مزاج عالی طریق مصلحت اندیشی سے بہک رہا تھا ایک بھی ان خطوں کا جواب بھیجنا نگیان، تب جنریل مذکور، لارڈ صاحب کے حکم بموجب، جنریل فلائڈ اور جنریل بر جس وغیرہ سمیت رمضان شریف کی دوسری، سن ۱۲۱۳ میں کوچ در کوچ راے کو بتے میں آپڑا، بعضے خود غرض اور میر صادق کذاب نے جناب دالامین عرض کیا کہ

انگریز اور نواب نظام علی خان جس کے ہر اہل کلام چار پانچ ہزار جوان ہو گئے ہر آٹے ہمیں ہر اقبال شاہی سے خیریت یہی کہ حاکم پونان اُن سے نہیں ملا ہی سلطان نے یہ خبر سن کر پورنا میر میران کو فوج سنگین کے ساتھ اور دوسرے میر میراؤ نکو، دشمنوں کے مقابلہ کرنے کو روانہ کر یہاں آپ بھی امیران اور سپاہیان جنگجو کے جمع ہونے کے باب میں حکم دیا جب میر میران مذکور انگریز کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا، سوار اُس کے منتشر ہو کر جنگل کے آسروں میں آکھڑے ہوئے اور اُدھر انگریز کے رسالے جنگ کو مستعد ہوئے، تب سلطانی جوان بھی حلقہ باندھ کر دھڑ دھڑ پر آمادہ ہو گئے، جنریل بہادر نے آنیکل کی نواح میں دیر آڈالاکھا کہ سلطان کے سواروں نے اُس کے یتاقداروں پر دوڑ مارا کثروں کو تہ تیغ کیا جس کے بدلے پجاردون نے شاہاشی اور تحمیں کی جگہ میر میران سے گالیان انعام پائیں کہ احمق کیون تم نے ایسی سبقت و جرات کی، اس لعن طعن سے دے سب کے سب تار گئے، کہ سردار نہیں چاہتے ہمیں کہ ہم لوگ جانفشانی کی راہ سے دشمنوں کے ساتھ لڑیں، بناچار اُن بہادروں نے، اُس دن سے لڑنے کا قصد چھوڑ پنداردون کی طرح فوج اعدا کے آگے پیچھے چلتے القصد جب سارا لادو لشکر علم شاہی کے سامنے آئے اکتھا ہوا سلطان نے تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سوار کو خیمہ گاہ بنایا، کیونکہ اسی راہ سے دغا باز قابو چیون نے انگریزی ہاتھ کے آنے کا پتہ دیا تھا ہردون اور ہی پھول کھلا یعنی جنریل مذکور اُدھر سے پانت کر خاتان ہلی جا پہنچا، سلطان نے یہ خبر سنتے ہی الغاروں گلشن آباد کی مرض میں پہنچ اعدا کا ناکا کات جبکہ دھڑ کا تہیا کیا اور عرب بھی مستعد جنگ ہوئے،

قصہ

(۶۰۳)

نظم

صف جنگ آراستہ دان ہوئی جہان میں قیامت نمایان ہوئی
 ہو اگیر ہو کر غبار زمین گباتا سرسقف برج برین
 ہوا بوق اور کوس کا بہرہ فردش کہ یکسر پریشان ہو اغر و ہوش
 مقابل ہوئی جب سپاہ عدو تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
 ہو اگر مہنگا مرگشت و خون ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
 بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی الہی قیامت تھی یا عرب تھی

ہر چند اُس دن وفادار اور خیر خواہ سردار اوسک جو سچے فدائی و جان نثار تھے
 اور میدان جنگ میں مارے جانے کو میر صادق سپہکار کی حکومت کے
 حارسے افضل جانتے تھے، صف جنگ میں پانوں جمہا جمادل کھول قرار واقعی لڑے
 اور بہادرانہ خونریزی کرتے رہے چنانچہ قریب تھا کہ معاملہ جنگ کا اُسی دن
 یکسو ہو جائے مگر خلل بہر ہو گیا کہ میر قمر الدین خان کو سلطان والا شان نے اپنا منہ
 و خیر خواہ جان کر غنیمت پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا اور وہاں اور ہی مطلب تھا
 یعنی چونکہ اُس بد نہاد کو کار آزمودہ بہادر و ن کا ضائع و برباد کرنا منظور تھا اس
 واسطے وہ سلطانی فوج کے چیدہ چیدہ جوانوں کو ہمراہ لے جنریل بہادر کے
 توپخانے پر حملہ کیا مقابل ہونے ہی آپ الگ ہو گیا، ساتھ والے اُسکے بندوق و توپ
 کی ایک ہی بات میں اتر گئے، باقی ماندہ سپاہ وہاں سے بچ نکلے، انگریز فتح پا کر
 خوش ہوئے، اتنے میں خبر آئی کہ بنہی سے انگریز کی کئی پلٹن بکثرت لوازمہ رسد کا
 لئے جنریل اسطوارط کے ساتھ دارالاطنت کو چلی آتی ہیں، تب سلطان
 نے یہ نہ بیر کی کہ کئی سردار کو مع سپاہ جرّار دشمن کے سامنے رکھ کر آپ اُٹھ کر
 پیچھے سے ساری فوج حمیت پہنچ کر جنگ کا حکم دیا جس پر ایک جانب سے تو۔

سید غفار جو بہادری اور دولت خواہی میں بے بدل تھا صریف کے لشکر پر قوت
 ز اور دوسری طرف سے نواب حسین علی خان نے جا کر برے ہی زور شور
 سے جنگ و جدل کا داما بجا یا اور بہت سے میر میران نے بھی دشمنوں کے
 رفع کرنے میں بری بری کوششیں کیں یہاں تک کہ مارے توار و توپ و تفنگ
 کے انہیں بھگا دیا،

بیت

ہوا اُس گھڑی اس قدر کشت و خون کہ حیرت میں تھا چرخ فیر و زہ گون
 زد و کشت اُس دم ہوئی اس قدر کہ میدان ہوا بحر خون سر بسر
 انگریز سامنا کرنے سے عاجز ہو اپنے بعضے مال و متاع سے ہاتھ دھو جنگل
 میں گھس گئے، فتح مند بہادروں نے تعاقب کرنے میں خوب ہی سعی کی،
 نواب محمد رضا خان حضور سے رخصت ہو کر شیر نر کی طرح اپنی جمعیت
 سمیت اُن پر جا گرا قریب تھا کہ فوج مخالف بالکل تباہ ہو جائے لیکن
 چونکہ خواہش ایزدی یہ تھی کہ اہل اسلام کی شکست ہو، اتفاقاً ایک
 گولی نواب مذکور کو لگی، جسے فی الفور اُس کا کام تمام ہوا، سلطان نے
 اُس کی لاش دارالسلطنت کو روانہ کر آپ دشمن کے مدافعی پر کمر
 باندھی، اتنے میں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ اعدا کا لشکر مقابلے سے باز
 آکر کلیکوت کی جانب کوچ کر گیا، اس حال کے سننے سے سلطان اپنے
 دارالسلطنت کو تشریف فرما ہوا اور جنریل ہارس قلعے کے پیچھے جانب
 اتر پڑا، دوسرے دن انگریز کے رجالوں نے ہٹا کر کئی مورچے بنائے جو
 سلطان کے حکم سے قلعے کے سامنے بنائے گئے تھے تر بھرتے اکثر جوانوں
 کے نقصان ہونے کے بعد لے لیا، اُسی دن نواب حسین علی خان نے صف

د

(۶۰۵)

اعداد پر فرتی جو انردی سے حملہ کر جام شہادت نوش کیا انگریز کے سپاہی قلعے کے پچھم طرف ایک مورچہ بنا کر حصار کے توڑنے میں نہایت کوششیں بجلائے، سلطان نے جب اُس فساد کے سبب جو دارالسلطنت کے گرد بگرد برپا ہوا تھا امور ات سلطان کا ہرج مرج معلوم کیا اور دارالسلطنت سے نکل جا کر با مصالحو اختیار کرنے کو ہمت و حوصلے سے شہر باری کے خلاف جان تقدیر الہی پر راضی و شاکر ہو کر ننگ و ناموس کی غیرت سے محل سرا کے چاروں طرف ایک گہری کھائی کھدوا اور باروت بھر دیا تاکہ اگر کبھی کہ مبادا اگر پامال ہوتا تو آجے اور قلعہ دشمنوں کے ہاتھ آجائے تو اُسے آگ لگا کر اڑا دے، اُسکے زن و فرزند مخالف کے ہاتھ نکل گئے بعد اُسکے حفاظت برج اور فصیل دارالسلطنت کے قلعے کی زمرہ خاص پر چھوڑ خود بدولت و اقبال نے حرب و قتل ارادہ کیا اور میر قمر الدین خان کو جو ایک ہی شتر کینہ تھا بہت فوج کے ساتھ انگریز کی پلٹن کے رسلانے والوں اور جو فوج کہ اُنکے کمک کو چلی آتی تھی لوٹ لینے کے واسطے بھیج دیا، اور یہ بھی حکم کیا کہ شاہزادہ کلان سلطان فتح حیدر سب شکر اور پوریا میر مہران وغیرہ سمیت کمری کت کے میدان میں حرب پیکار کے لئے مستعد رہے، چنانچہ سلطانی سوار اس حکم کے موافق کبھی کبھ انگریز کی پلٹن کے ادھر ادھر گشت کرتے مگر لڑنے کے واسطے چونکہ اُس سرداروں کا حکم تھا افسوس کے مارے ہاتھ مل مل دانت پیس سے رہ جاتے، قصہ کو تاہ بنیہ کی فوج نے بہادر پور کے گرد نواح میں پہنچ کر نزول کیا چونکہ غازیوں کا سوائے جہاد و حرب کے کچھ اور کام نہ تھا، ہر روز و مسلح ہو فوج دشمن پر نئے پروا جیسے شمع پر پروانہ قوت پرتے اور اشارہ شعلہ فساد و شر کے سجھانے میں مردانہ کوششیں کرتے، چونکہ ہوا زبانی

اُمّی ہی تھی، خلاف مطلب ہی اُن کے پیش آنا چنانچہ سید غفار جو مہتاب
 باغ میں انگریز کی فوج کا دستار دو کے پڑا تھا میر صادق اور دوسرے مقصد
 و فتنہ انگیزوں کی صلاح سے وہ جانثار سردار وہاں سے قلعے میں طلب ہو آیا
 اور دوسرا اُس کی جگہ پر گیا، تب تو انگریزوں نے اُسی دن ایک ہی حملے میں
 اُسے لیکر قلعے پر گولوں کی بارش برسائی، سلطان نے اُس وقت مو شیر بوسی
 کو حضور میں یاد فرما کر اُسے پوچھا کہ اب کیا علاج کیا چاہئے، اُس نے عرض کی کہ
 خاکار کی دانت میں تو مناسب یہی کہ یہاں عربت کے دفع کرنے کو
 شکر تعینات کر آپ خاص سواروں کا دستہ اور خزانہ و زانہ ساتھ لے قلعے سے
 سرا اور چیتل درگ کی جانب تشریف لیجائیں، خواہ نمکھوار کو ساتھیوں سمیت
 انگریزوں کے حوالے کر دیں جس میں کسی طرح یہ بیکھر آرت جائے نہیں تو
 قلعے کی سرداری و پاسبانی اس فدائی اور مو شیر لالی کے ذمے مقرر ہو،
 سلطان نے جواب دیا کہ اگر تم سے شخص کی سلامتی کے واسطے ہماری ساری
 سلطنت بھی تباہ و برباد ہو جائے تو کچھ غم و الم نہیں، بعد اسکے خسرو والا مقام
 نے میر صادق نمکھرام کو بلو کر قلعہ داری کا اختیار مو شیر بوسی اور مو شیر لالی
 کے سپرد کرنے کے مقدمے میں صلاح پوچھی اُس پاجی نے اپنی خواہش
 کے موافق یوں اظہار کیا، جناب اقدس میں خوب روشن ہو گا کہ اس قوم
 نے کسی کے ساتھ وفاداری کا طریقہ نہیں بنا، آپ بیشک جان لیجئے کہ قلعہ کا
 اختیار انہیں ملے ہی اُس میں انگریزوں کا دخل ہو گیا، کیونکہ بلحاظ جنسیت کے
 بے گورے گورے دونو ایک ہی ہیں، مثل مشہور ہی، گ زرد برادر
 مشغال، جب اس طریق سے اُس کچ رفتار موذی نے عمل خبر میں بھانجی مار
 سلطان کو اُس راستہ سے چلنے سے روک رکھا، اُس عالی شان نے فلک کی

وہ

۶۰۷

طرف آگیا۔ اُٹھا ایک تختہ ہی سانس بھر کر بول اُٹھا تو کلا علی اللہ ہرچہ مرضی مولیٰ
 برہمہ ادلی، قصہ کوتاہ قلعے کی دیوار توڑنے تک کی بھی کسی نے حضور میں خبر نہ لی
 آخر جب ذیئعدہ کی ستائیسویں کو خارج سے بعضے حرام خوارون کے قصور کی خبر
 گوش مبارک میں پہنچی، اُسکے دو سرے دن صبح کے وقت سلطان نے کئی
 ننگر امون کا نام خط خاص سے ایک کاغذ پر لکھ اور اُسے لپیٹ کر امیر سہین الدیر
 کے ہاتھ میں دیا اور بتا کیدارشاد کیا کہ آج ہی کی رات اس حکم کو بجالایا جائے
 جسمین کا رخاہ سلطنت کا قائم رہے، وہ بیچارہ فلک سنگر کی کج رویوں سے
 نے خبر عین دربار ہی میں اُس نوشتے کو کھول کر دیکھنے لگا، فضا کار سلطان
 فراشون سے ایک فراش جو لکھنے پڑھنے کا سواد رکھتا تھا اور وہ ان حاضر تھا
 کہیں اُس نے کن آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے اُس جھوٹے ننگر ام
 میر صادق کا نام لکھا تھا نرنت بہر خبر ہو ہو اُسے پہنچادی کہ حضرت سلامت
 دیکھتے کیا ہیں، آج رات کو آپ کے اندھا بنانے میں حکم سلطانی صادر ہوا ہی
 اتنا سنتے ہی اُسکی آنکھوں نے اندھیرا جھاگیا، تب اُس خرنا مشخص نے اپنے
 بچاؤ کی تدبیر کر دو پہر دن کے وقت قلعے کی توٹی الٹک کے پاس بانوں کو تقسیم
 تاختواہ کے ہمانے سے بلا مسجد اعلا کے پاس اُنکو جمع کیا، اتفاقاً جب وہ مردہ قابو کیے وقت
 کی تاک میں تھا جو سلطان اُسی مہینے کے اٹھائیسویں سوار ہو قلعے کی توٹی دیوار
 دیکھنے آیا اور یلدارون کو اُسکے دست کرنے کے لئے حکم دیا اور فصیل
 پر ایک شامیانہ اپنے واسطے کھرا کر واؤن سے پھر دو لٹکانے میں
 حجام کو گیا، جب نجومیوں اور مہر غلام حین متجم نے بھی تقویم او
 ذیج کے روز سے اُس دن کی نحوست دریافت کر کے عرض کیا کہ آج
 آرتھائی پرتک جناب عالی کے حق میں ساعت نہایت نحس ہی نظر بریز

مناسب تو یوں ہی کہ شام تک حضرت شکر میں تشریف رکھیں اور کچھ صدقہ ذات مبارک کا خراکی راہ میں دیا جائے، سلطان نے پہلی بات کو تو قبول نہ کیا مگر صدقہ جسے زمینی و آسمانی بلا منفع ہوتی ہی اُسکے اسباب کی طیاری کا حکم دیا جب غسل سے فراغت کی باہر آکر ایک ہاتھی کا لے منحل کے جھول سمیت جسکے چاروں کونوں میں کئی سیر موقی جواہر روپا ہونا و نیلم و یاقوت باندھ دیا گیا تھا مستحقون خمداروں کو مرحمت کیا اور محتاج درویشوں کو بلوار و پیسے اشرفی کپڑے خیرات کر خاصہ منگوایا جو نہیں ایک لقمہ تبادل فرما دو سرا آتھا منہ تک لایا تھا کہ اُسکا کھانا نصیب نہوا کیونکہ لوگوں نے اسی بیج میں واویلا کرتے ہوئے یہ خبر سلطان کو پہنچائی کہ سید غفار و قادار نے ذات عالی پر اپنی جان کو نثار کیا،

نظم

سنی شاہ تیپو نے جب یہ خبر کہ سید ہوا قتل وقت سحر
 یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال کہ دولت کا میرے اب آیا زوال
 دل زار سے کھینچ کر آہ سرد لگا کہتے یوں شاہ بارنج و درد
 ہو اغم سے سید کے میں سو گوار خوش آتی نہیں زندگی زینہار
 نہیں چاہنا تاج اور تخت اب شہادت کا پیا حارون اب نشہ لب
 سلطان ادھمیں کھانے سے دست بردار ہو بیخودی کے عالم میں بول اٹھا آہ ہم بھی
 آفتاب لب بام پابرکاب کوئی دم کے مہمان ہمیں،

بیت

عدم میں قافلہ سب ہر ہو نکا جا پہنچا
 مثال نقش قدم ہم ہمیں واپسینوں میں

وقت

(۱۰۴)

اور طاؤس نامے کھوڑے پر سوار ہو دیجے کے اسے سے علم دبیرنی کے
طرف تشریف لے گیا، ادھر قابو جو دشمنوں نے اُس سید کے شہید
ہوتے ہی قلعے پر سے سفید سفید رومال گھما گھما انگریز کے فوج والوں کو جو بادلی
کنارے اکٹھے ہو ہلٹا کرنے پر آمادہ تھے آگاہ کر دیا چنانچہ دو پہر دو گھنٹی دن
کے وقت انگریز کی باتیں اُسی توتی دیوار کے رستے قبل ۱ بجے کے سلطان
جو ان دوسرے ہی الگ کی بزجوں فضیوں پر جمع ہو کر خیر دار ہو جائیں ہر تھائی کر
تھوڑی سی نگ و ناز میں قلعہ سر کر لیا ہر چند قلعے کے بہادروں نے بھی نگ و دو
شروع کی اور تاوار و تبر لے لے راہ گھیر لی تھی، لیکن ہر طرف سے ایسے
شور و ہنگامہ مچ گیا کہ ہرگز تدارک اُسکا نہ ہو سکا، یہاں تک کہ ۱ اس جانب
سے سبھوں کے بانو اُکھڑ گئے، اسی بیچ میں اُس باجی قابو جی —
خاص سواری کو مورچے کی طرف جانے دیکھ پیچھے سے پہنچ اُس درجے کو
جو شاہ دین پناہ کے پھر آنے کی وہی راہ تھی بند کر دیا اور آپ کمک لانے کے
بہانے سے کھوڑے پر چڑھ قلعے کے باہر نکل اپنا دستا لیا، گنجام کے نیرے
دروازے پر آ کر دربانوں کو کہا کہ خیر دار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ
جلد دروازہ بند کر لینا، وہ تو یہ کہہ آگے برہا تھا کہ سامنے سے ایک سپاہی ملازم
سلطانی آکر اُسے لعن طعن کرنے لگا، کہ امی روسیہ را اندہ درگاہ بہر کبسی بنے حمیتی
ہی کہ تو اب سے سلطان دین پرور اور محسن خالی گوہر کو دشمنوں کے جال میں
پھنسا اپنی جان بچائے لئے جاتا ہی، کھڑا رہ روسیہ کی کاجل سے اپنا منہ
تو کالا کر لے یہ کہتا ہوا کمال طیش سے ایک ہی وار میں اُسکو آب تیغ
سے شربت اجل پلا زمین سے زمین پر مار گرایا، لاش اُسکی چار دن بعد قلعے کے
دروازے پر بنے کفن دفن کی گئی شہر کے لوگ اب تک بھی آنے جاتے

سدا اُسکی قبر پر نہو کئے یثاب کرتے اور دھیرگی دھیر پراغی جوتیان دالتے ہیں

بیعت

یقین جانو تم کہ زیر فلک

رہی اُسپہ لعنت قیامت ملک

ہر معین الدین گھائل ہو خندق میں گر کر مر گیا، اور شہر خان مہر آصف کا تو
ابھی نہ لگا کہ کیا ہوا، جب شہر بار شریعت شمار نے مساوم کیا کہ اب
شجاعت و دلیری کا وقت گزر چکا، ملاز مون نے صر جیو فاسی و دغاکی، تب
س دریمجے پر آکر ہر چند اُسکیے کھولنے میں دربانوں کو حکم دیا ہر وے سب
بحراموں نے جان سن کر تغافل کیا اور حیرت تو اس میں ہی کہ خود میرندیم
عدا رہی سپاہیوں سمیت اُسی دریمجے کے پیچھے کھمرا تھا، لیکن اُس ملعون نے بھی
ن ملک کا مطلق لحاظ کیا، القصد جب حریف حملہ آور شک مار تے ہوئے قریب
ہرے، سلطان شہر دل نے برے ہوئے اُن پر حملہ کیا اور باوصف چقلش
تنگی کے کئی شخص کو تلوار سے مار آپ بھی کئی زخم کاری منہ پر کھا
نجام کار ساقی اجل کے ماتحت سے جام شہادت کا پیا، اب اہل اسلام کے حال کا
ماہ و خراب ہو نا اور اُن کے مال و ناموس کا لوٹا جانا کیا لکھیں،

امن فرانسس لوگ خاص محلہ کے دروازے پر اکٹھے ہو حملہ آوروں کے
وہر شک مارنے لگے، آخر وے بھی جنگ سے باز آئے، جب تو مبار خزانہ
از مال و اسباب شانہ جو شمار و حساب سے زیادہ تھا انگریزوں کے ہاتھ لگا
تے اُن کے سپاہی جو نہیدست و بے سرو سامان ہو رہے تھے غنی و مالدار
گئے، شاہزادے سے زناہ محل اور کریم شاہ اسیر و دستگیر ہوئے، مگر
طان فتم حیدر سر لشکر جو کل فوج و اصطبل اور فیال خانہ و سلطنت و تختوں کے

وقت

(۶۱۱)

راز مہمیت کبریٰ کت کی فواج میں اقامت گزین تھا اس ماتم جگر سوڑی صحن
سن کروان سے روانہ ہو چند اسے پتن کی جانب چلا گیا، انگریز کے سرداروں
نے بری تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش پایا، رات بسر
ر میان بالکی کے، تو شکنجہ نے میں رکھا، صبح کے وقت سب شاہزادوں
یہوں خدمت گزاروں کو اُسکے آخری دہار سے مشرف کر تجبیز تکفین کا حکم دیا،
سلطان شہید لال باغ میں نواب مغفور کے مقبرے کے اندر مرقد آسائش میں مویا
نیا کے سردر درخ سے خلاص ہوا اور نیک حرامونکے مکر و فریب سے رائی پایا
مہ اللہ خدا کی شان کو دیکھا چاہئے کہ فلک دوار کے ایک ہی دورے میں
س قد ر شان و شوکت اور نچم و حشرت کسی نے بنانا کہ کیا ہوا اور کہہ رہا گیا،

بیت

بیگ گردش ہرخ نیلوفری نہ نادر بجاماند نے نادر ی

مثنوی

یہ ہی رسم و آیین ہرخ باند کہ گانہ رکھے شاد دگہ دروسہ
جہان میں کیوں نہیں ہی قرار کیا نہیں ہرخ گردنہ ہار
کرے نامداروں کو دم میں تباہ کرے ہر باند و نکو یون بست آہ
گدا ہوے یا شاہ تاج و سہریر قضا سے کیوں نہیں ہی گزیر
جہان میں بجز پاک پروردگار نہیں ہی کیوں بشار بنہار

قطعہ

کہ ام دوہ اقبال مر ہرخ کنبد کہ ہر مرا جوش عاقبت ز بیخ نکند
کرا تھا فلک تاج فروری ہر ہر کہ ہر حادثہ ہر دست و پا ہر او نکلند

یہ کسی بیہوش جنگا اخیر مصرع اس واقعے کی تاریخ پر مطلق ہی بطور مرہیہ لے تھی لیکن

مثنوی

قیو سلطان شہید شد ناگاہ جان خود داد فی سبیل اللہ
 بد ز ذائقہ بیست و ہشتم آن کہ شد روز شنبہ حشر عیان
 ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ خون ز دیوار و در و ان گشتہ
 زیست پنجہ سال با اقبال بادشاہی نو دہ ہفتہ سال
 داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد گشتہ آخر شہید حسب مراد
 آہ ناراجے مکین و مکان خون بگرید ای زمین و زمان
 شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک آسمان شدہ نگوں زمین نار یک
 چون غم اویخز و بکل دیدم سال ماتم ز درد پر سیدم
 گفت ماتم ز نیم آہ بہ تفت نور اسلام و دین ز دنیا رفت
 اول اس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہے ع حامی دین شدہ زمانہ ہرفت
 میر غلام حسین پنجم نے جو تاریخ کہی تھی اودہ یہ ہے

نظم

شاہ ما چون بملک برتر شد حاضر مجلس پیمبر شد
 روح قدسی بعرض گفت کہ آہ نسل حیدر شہید اکبر شد
 مادہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہے
 ایک ہفتے بعد میر قمر الدین خان جو خدا سے ایسا دن مناتا تھا خوشی خوشی خبریاں
 کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی جاگیر گرم کندے کی بابت کا سوال جواب پکا کر سند
 بجالی پا کے ہتھائش بٹھائش دیاں چلا گیا، سلطان فتح حیدر نے بھی انگریز کے
 سپہ سالار اور دوسرے سرداروں کی زبانی چکنی پھرتی باتیں اس باب میں کہوے

قصہ

(۶۱۳)

سی کو تخت پر بیٹھائینگے سن کر لڑنے کا ارادہ دل سے مٹا دیا اگرچہ شجاعان
 نار پر داز جیسے ملک جہان خان جو سلطان جنت آشیان کے شہید ہونے کے
 بعد قید سے مخلصی پا کر اُس کے حضور میں حاضر ہوا تھا اور سید ناصر علی مہر میران
 غیرہ نے اُسے انگریزوں کے ساتھ ملنے کو منع اور لڑنے کے لئے رغبت
 لا کر عرض کیا تھا کہ سلطان والا شان نے صرف اپنی جان و ضامنہ ہی خالق میں تارکی
 ی اب بھی تمام ملک اور محکم محکم قلعے اور قلب جگہیں سرکاری گماشتوں
 کے اختیار میں ہیں اور فوج بھی فضل الہی سے مہ ساز و سامان جنگ آراستہ
 آمادہ ہے اگر مملکت سنانی اور داد شجاعت دینی منظور ہی تو بسم اللہ
 ی وقت کا رہی اور ہم میں سے ایک ایک لڑنے اور جان شادی کو مستعد
 طیار، پر وہ حیدر خصال باوجود کمال بہادری اور جوانمردی ذاتی کے در خلائے سے
 و بنادیوان کے جو اُس سلطنت کا زوال چاہتا تھا اور دوسرے خود غرضوں کے
 نہیں کی مرضی اور دم کے موافق چلا اور ذرا بھی اپنے سچے فدائیوں کا
 کہنا نہ مان سلطنت و ریاست سے ہٹ نہ دھو جنریل ارس کی ملاقات کو قلعے میں
 بنا گیا، اور وہیں انگریز کے کارپردازوں نے بہر پیش بندی کی کہ ظاہراً میسور کے
 تخت سلطنت پر وہیں کے راجاؤں کی اولاد سے پانچ برس کے ایک لڑکے
 کو بٹھلایا، بیس لاکھ ہون کی تحصیل کا ملک، پور نیاز تار دار کی دیوانی میں اُسکے
 ام لگا دیا، اور سب شاہزادوں اور خانوادہ شاہی کو معہ اُس مغفور کے بھائی نواب
 کریم شاہ اور اُس کے حلاق داروں کے راعے و بلور کی طرف روانہ اور ہر ایک
 شہزادے کے واسطے بیش قرار مدد خرچ مقرر کیا،

میر بعد اسکے جنریل محمد وح بہرہ وجہ سے کہیں بچیتل درگ تک پہنچ تمام کو ہی
 ملعون اور مکانات کو اپنے اختیار میں لا کر نیل رہتا اور جنریل فلانہ وغیرہ مصیبت

لایت کو روانہ ہوا، اور گئی، رتن گیری، مرگسی، ہرہن ہٹی، انی گندھی، ہنو گندھا،
مرگ سرا وغیرہ جاگہیں جو سلطان شہید کے ملکوں سے نواب نظام علی خان
کے حصے میں دی گئیں تھیں بارہ سی ہزار سہ ہجری کے درمیان پھر
انگریزی سرکار میں ضبط ہو گئیں،

بیت

زمانیکا ہر دم ہی رنگے دگر

کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر

ملک جہان خان بہادر جو سلطان فتح حیدر کی ذات سے قطع اُسید کر فقط ایک گھوڑا
جو آٹے نکالتا تھا تو ہی ہی عرصے میں اُسے اپنے حسن تردد اور قوت بازو کے
بدولت ترقی کر تیس ہزار سوار و پیدل جمع کر کے درمیان کشنا اور منڈب بھدرا
مذی کے خروج کیا، بیر جنگ وغیرہ بھی اُسے مل گئے تھے، تب اُس شیردل
نے کولاپور میں، ایک ہی بہادرانہ حملے سے کھوکھلا مرہٹہ اور پرمرام ناظم مرچ
کا سر کاٹ لیا، بعد اُسکے کتنے دنوں تک تو انگریزی لشکر کا سامنا کر کر
لائی بھرتائی میں رہا، ہر چند اُس ایام میں اور بھی بہت سی فتحیں اور غنیمتیں
حاصل کیں لیکن چونکہ وہ کوئی ایسا قلعہ نہیں رکھتا تھا جس میں ضرورت کے وقت
پناہ لے اور انگریزوں کے مقابلے کا جواب دے، دو برس بعد کرپا اور کرنول
والے پتھانوں کی چوک کے باعث کوتاہل ہنو کی نواح میں انگریز کی سپاہ کے
ہاتھ شہید ہوا، اور زمانے میں سوائے نام کے کچھ اور پتھوڑا، میر قمر الدین
خان جو باپ کی جاگیر پاکر براہ منکبر ہو گیا تھا شامت اعمال کے سبب کوڑھ پھوٹ
ناشاد و نامراد ہو ہوا، اور کتنے سلطانی ~~توسلے~~ جیسے بد الزمان خان، غلام علی خان علی رضا
خان اور کئی میر میران اور سپہدار اور غلام علی خان بخشی وغیرہ عوض میں

قصہ


(۶۱۰)

۱۰ اپنے حق انسی کے جو انھوں نے ستہریار دین پناہ کے ملک و تبار کے خراب کرنے میں کی تھی، بھاری تنخواہیں کپہنی انگریز بہادر کی سرکار سے پائے ہمیں واہ رے ہمت و دیانت وہاس اسلام حمیت، اسی سن میں نواب فتح علی نام نواب کریم شاہ بہادر کا بیٹا فروج کر مرہٹے کے ملک کو چلا گیا،

بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی
اُس سلطان دین پناہ فردوس آرامگاہ کا،

ہر چند اخلاق واد صاف حمیدہ اُس چشم چراغ دودمان سلطنت کے مشہور ہمیں محتاج بیان کے نہیں مگر بطریق یادگار بہان مختصر لکھے جاتے ہیں، کہ وہ مغفور ہر ایک علم سے بقدر ضرورت بہرہ ور تھا، انشا پر دازی میں صاحب سلیقہ، دانائی اور فراوانی میں اپنے زمانے کا ایسا یگانہ، کہ مہمات ملکی کے انجام کرنے میں کسی کی رہنمائی کا محتاج نہ تھا، سیرتیں اُصکی پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ تھے، ہنرمندوں اور صاحب علموں کا قدردان، مسلمانوں کی غور پر داخت میں بدل متوجہ فہم سے دوپہر رات تک دربار میں بیٹھتا نماز صبح کے بعد کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتا، ہر وقت بادخو رہتا اور تسبیح پڑھتا، مین رکھا کرتا، غریب ماہ محرم سے تیرہویں تک سند کا بیٹھنا چھوڑ دیتا، ملکی اور خانگی امور رات کا عشرہ محرم میں سطلق دھیان نہ کرتا، راتوں کو تلاوت قرآن کیا کرتا، سکینوں فقیروں کو کھانا کپڑا اچھا اچھا بانٹتا، بعد افطار صوم کے ایک ہی وقت اکل و شرب معمول رکھتا، دسترخوان خاص پر اُس کے دونوں وقت سب شہزادے و مقربان حضرت حاضر ہوتے، نب شاہان عجم و عرب کی تواریخ و حکایتیں سند اول کتابوں سے،

اور دین و مذہب کا ذکر اذکار، حدیث و اشعار خود زبانِ بیان فرماتا، اور بعض ہم نشین مصاحبوں سے بھی نقلین برجستہ و رنگین سنتا، پر ایسی مزاح و ہزل کا جسے کمر شان اسلام کی پائی جائے کیا امکان کہ اُس پیر و شریعت کی مجلس میں مذکور نکالے، گفتگو فارسی زبان میں کیا کرتا، محتاط ایسا کہ کسی امر میں بمصدق خیر الامور و ساطہا کے اعتدال سے قدم باہر نہ کھتا، رنگین کپڑوں سے پرہیز کرتا، مگر گھوڑے کی سواری کے وقت ناؤں و تفتن کی راد سے زربفتی بہری کی قبا پہنا کرتا، ولیکن اپنے اخیر عہد میں عربوں کے طور پر سبز پکڑی باندھتا، اور جراثیم یا کالگی سر پہ لگانا صوم و صلوٰۃ اور بہت سے دینی مراتب میں خود نہایت کوشش کرتا، اور تمام اہل اسلام کو ایسے کام میں اعلام فرماتا، دائرہ ہی کو جو فقط زرخندانی تھی خلاف وضع جان کر ترشواتا، صاحب حیا ایسا کہ ہنگام بلوغ سے وفات تک بحر اُس کی بند لی اور قبضے کے کسی نے نہ دیکھا، چنانچہ حمام میں بھی یہ حال تھا کہ اعضا و اندام چھپا کے غسل کرتا، بالا گھات کی سرحدوں کے درمیان جو اکثر ہندوستان سر و سینہ عریان راہوں میں پھرا کرتا تھا، یہ سبھی کی چال بھی دیکھنے کا، اور یہ حکم کیا کہ کوئی عورت نے نہ کرے و چادر ننگے سر باہر نہ نکلے اگر کوئی نکلتی تو داغی جاتی اسی سبب سے وہ رسم بد موقوف ہو گئی، جو ہر شناسی و قدر دانی میں بکتا، پردہ لی اور بہادری میں لاثانی، اسپ تازی اور نیزہ بازی میں اُس سرے فائق، گھوڑے اور تلوار کا نہایت شائق، ہر ایک صنعتوں میں نئی نئی اختراع کرتا، چنانچہ انوتھی انوتھی شیر دہان توپ و دھنالی سہ نالی یا دہری تہری جوت کی بدوق، قینچی، چاقو، گھڑی یا ساعت نما، قبلہ نما، قطب نما، خنجر و کتار بنی ہوئیں و تھالین ایسی کہ تیر اور گولی اُن پر اثر نہ کرے بنواتا، اور لاکھوں روپیہ مال و

نخل و بانات و کنخاب و غیرہ کے کارخانوں میں خرچ کرنا اور طبکار کو دانا پر سب سے پہلے
دین کی حمایت اور شریعت پر ممبر خد کی تقویت فرض جانتا، شرع سے باہر ہرگز کوئی کام
نہ کرتا اور نامشروع رسومات ظاہر سے آپ بھی پرہیز کرتا اور اپنے تمام نوکر چاکر کو بھی
انکے عمل سے ممانع ہوتا، اتنا قاطع اگر کوئی خلاف شرع کرتا تو سلطان اُس پر شرع جاری
کرتا، اہل سنت و جماعت کے رویے پر چلتا، حکمائے ہرامرا اور کارخانے کے
لئے بموجب حکم کے الگ الگ کئی طرح کے حرفوں سے لکھے جاتے، لیکن ان صفوں
اور ہنر و نگو اسی ایک عیب نے چھپا دیا کہ جس شخص کو اُسکے عہدے سے برطرف
کردیتا پھر اُسکو اُسی منصب پر بحال کرتا اور اسی عمل نے اُسکی سلطنت میں خلل ڈالا،
فرمانوں اور پروانوں کی پیٹ پانی پر تمام بسم اللہ دست خاص سے بطور طعنا کے
لکھ کر اُسکے نیچے دستخط اپنا اس صورت سے  یعنی نبی مالک ثبت فرمانا،

سکہ تیبو سلطان مہرور

هو
السلطان الوحيد
العاقل، مہوم بہاری
سال دلو سنہ ۲
جلوس

دین احمد
درجہ بان روشن زفتح
حیدر راست، ضرب نکر
سال دلو سنہ ۱۱۵۵
ہجری.

اگرچہ یہ سکہ تیبو سلطان منخو رکا ہی پر سلطان نے تبرکات و تیمنہ اپنے والد ماجد کے
نام کو بقید سال اُسکے کے اپنے کے کی دوسری جانب میں ثبت کروایا تھا

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوج کشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سزیرنگپتن
پر خانخان ہٹی کے رستے ہو کر، اور سختی اُس راہ کی،

شکر نصرت بیکر خاتمان ہٹی کی راہ ہو کر روانہ ہوا، تمام دن اہل شکر
راہ طی کرتے اور شام کو جہان تھوڑا پانی دیکھتے وہاں مقام کرتے، نوین دن
ہر دوڑ کی سرحد میں سربرنگپتن کے قلعے سے تین کوس دورے اُنر کر دو
روز تک حریف کے مورچے ہر تاخت کرنے کے لٹے جاہر تھہرانے کی فکر میں
تھے کہ اسی مابین میں گوہندون نے آکر بہر اظہار کیا کہ بوبک عالی کے سامنے،
سلطانی سپاہ تو پین لگاے فرصت کی تاک گھات میں لگی ہوئی ہی اذر
راہ دشوار گزار حسین تو چہلے کیچر اور کنکاریوں کی ایسی بہتایت ہی
کہ پیادہ تو کیا اگر سوار بھی اس راہ میں جائے تو گھوڑے سمیت
لڑ کر اپنے کپڑے ہتھیار دونوں کھو بیٹھے، اور راہ کی دشوار گزاری کے
ملا وہ اگر سرکاری پلٹن کوچ کر رہتا تو پیراہ چل نکلے تو بہر بھی خوف ہی
کہ طرف ثانی کی کوئی جماعت اس حرکت سے خبردار ہو چارون جہت سے
گھبرے تو اُس وقت کسی مصیبت کا سامنا ہو گا کہ نہ تو سپاہیوں کو لڑنے کی
سکت نہ بھاگنے کی طاقت رہیگی، اور دوسرا دستا بھی ہر چند ایسا دشوار گزار نہیں
مگر کمری گت ہمارے کے دامن سے لیکر شکر اعدا کی پچھلی انگ تک شدت سے
سب میں شیب و فراز واقع ہی، اگر شکر بقصد شخون کی طرح اُس
تہے ہو کر جائے تو البتہ منزل مقصود میں پہنچ سکتا ہی، گو رزموصوف

قصہ

(۶۱۱)

جب اس احوال سے مطلع ہوا تو اس نے اُسی دوسری راہ کا جانا اختیار کیا تو اُن کے دن مے مہینے کی ہند رہو میں تا دینچ پہلے تو انگریزی فوج کے مرداروں کے نام شجھون کرنے کی چٹھیاں لکھ بھیجیں بھر سوا پہرہات کے وقت خود بدولت و اقبال اور دوسرے صاحبان لوگ گھوڑوں پر سوا ہو شجھون کے ارادے روانہ ہوئے، اگرچہ اُس شب کو شدت باد باران تھا لیکن گورنر مہ فوج و توپخانہ وغیرہ اندھیری رات و ناہواری را کے ساتھ بھی سکے سب قریب صبح حریف کے لشکر تک جا پہنچے، ادھر بعضے لوگ جو قضاے حاجت کو نکلے تھے اُنھوں نے انگریزی فوج کی بھیر بھا دیکھ، مورچے میں جا کے خبر کر دی، چہرہ ہائے بہادری نے سرکاری لشکر کا کی جانب توپوں کے منہ پھرا گئے مارنے لگے، گورنر مدوح توپوں کی آوا سن چو کتا ہو گیا، اور کمال آہستگی سے مورچاں پر ہٹا کیا، چار گھنٹی دن چہرہ چکا تھا جو ادھر سے بھی حسب الحکم گولے چلنے لگے دو پہر دو گھنٹی تک توپ ننگ کی یہ لڑائی چھی رہی کہ طرفین سے ہزاروں جوان نقصان اور گھائیں ہوئے، پردو نوں جانب کی سپاہ بہادر نے بری پردلی سے پرے جمنا استعمال جنگی آلات اور سپرگری کے دانو گھات میں داد مردانگی کو دیتی تھی ان کی جنگ کا یہ ڈھنگ دیکھ اسد علی خان بہادر لار موصوف کا سپہسالار چھ گھنٹی دن باقی رہتے اپنے سواروں سمیت حریف کے مورچے پر آ پڑا، چونکہ پیدل اور سوار میں بڑا فرق ہی اکبار گ حریف کا جماؤ قوت گیا، نب تو انگریز کے سپاہیوں نے سلطانی فوج کا تعاقب کیا، اتیس بری بری توپیں اور کئی نشان اُنکے ہتھ لگے، ہر چند گولے او سپاہی کی ہاشنین فراریوں کے پیچھے کریمت کے دیول تک جو کا دیری مذی نے

کنامے واقع بھی دور گئیں لیکن اس لیے کہ راہ میں دریا عائل اور پڑھا ہوا تھے
 لاچار پھر آئیں، تین دن تک بانی نہ اُترا اور نہ سرنگ دور آنے کی کوئی معمول جگہ
 ملی، اناج کا قحط بھی شکرانگیزی میں نہایت کو پھنچا، ہر قسم کی جنسین عتہ
 ہو گئیں، لوگ کاہ اور دانہ و آب کی طلب میں حیران و سرگردان پھرنے لگے، جانور
 کثرت سے مر گئے، اور چونکہ برسات کے ایام میں لڑائی بھی غیر ممکن تھی بناچار جناب
 لارڈ صاحب نے سر کرنے سے سربرنگی ترقی کے اس موسم بھر ہاتھ اُٹھا سنہ ۱۷۹۱ء
 کے مہینے کی اُنیسویں کو مقام کنہر باڑی میں جا کر نزول فرمایا، اور وہاں اس
 واسطے کہ توپکشی کے بیل ماندے ہو گئے تھے گیارہ برسی برسی توپیں تر وادالیں
 گولے دریا میں پھینکوا باروت کی پیٹیوں کو جلوا آگے کوچ کرنے کا تہیہ کیا اسی اثنا
 میں سید علی رضا کی بھیجی ہوئی میوے کی دالیان مع ایک چٹھی نام میں خداوند
 نعمت سرچہری صاحب کے، سلطانی چوہداروں کی معرفت آپہنچیں مگر صاحب
 موصوف نے بغیر پڑھے اس خط کے گورنر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو عرض
 کیا کہ سلطان نے جناب عالی کے واسطے میوہ جات بھیجے ہیں جیسا حضور سے
 ارشاد ہو فدوی بجالائے، تب گورنر مدوح نے اس خط کے پڑھنے اور مضمون
 دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دیکھو اس میں کیا لکھا ہے، خداوند نعمت نے خط کا
 سر نامہ جو دیکھا تو انہیں کے نام نکلا، لکھول کر پڑھا تو یہی مختصر دو سطر میں مرقوم
 تھیں، کہ ہمارے سلطان عالیشان نے کچھ میوے، حضور میں بھیجنے کے
 واسطے خادم کے حوالے کیا ہے، چونکہ اس شفیق کی ذات دونوں
 سرکاروں کے بیچ محبت و ارتباط کا وسیلہ ہو اہی اس نظر سے اُن پھلون
 کو بھیجوا کر شہر دوستی کو تازہ کرا مید و اقبال کا ہی لارڈ مدوح نے مطلب
 معلوم کر فرمایا کہ تم اس خط کا جواب عذر خواہی کے ساتھ ایسی تمہید سے

وقت

(۲۲۲)

حسین ہماری مدد بخش خاطر معہوم نہو لکھو انھیں واپس کر دو، تب
 اقلے نامہ دار نے جواب یوں لکھوایا، الطاف نامہ اُس مشفق کا معہ
 میوے، بھیجے ہوئے سلطان کے جوار دے صاحب کے واسطے سے وصول
 ہوا، نیاز مند نے بموجب آپ کے اشارے کے بجنسہ انھیں بارگاہ والا
 میں پیش کر مطالب نیاز مانے کا حرف بحرف گزارش کیا، جس پر جناب
 عالی نے ارشاد فرمایا کہ سلطان نے کیوں اس باب میں ہم کو نہ لکھا، دوستوں
 کے تحفے کو دسرون کی معرفت لینے کی کیا احتیاج ہی، زیادہ والسلام، اور
 انھیں میوہ لانے والوں کے ہاتھ اُن پھلون کو روانہ کر دینا، تب دوسرے دن
 وہاں سے کوچ کیا، راہ میں مرہٹے کی فوج دکھائی دی، اُن میں سے دو سو ارے
 لشکر میں آکر لارے صاحب کے حضور میں اپنے مرداروں کی طرف سے عرض کر
 کہ آج تو راہ کی ماندگی کے سبب ملاقات حسب دلخواہ مشکل ہی، کل
 انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی حاصل ہوگی، گو رزمردوح نے اس بات کو قبول کر
 دیر اکھڑا کرنے کا حکم دیا، تب اکثر لوگ غلہ لانے کے واسطے مرہٹے کے
 لشکر میں گئے اور وہاں سے چاول روہنے میں دوسرے گہون کا آنا آ رہائی سب
 گہی دیر تھ سیر کے حساب مول لے آئے اور لشکر یوں کے چہرون
 سر نور و نق آئی، اُسکی صبح کو موتی تالاب کے قریب مرہٹے کے مرداروں
 سے ملاقات ہوئی، نو بن نارنج کو جب دونوں لشکر نے ایک ساتھ کوچ کرنا کہ
 مشکل اور وہاں سے اونٹری درگ میں جاؤ برا کیا تو اُس جگہ آپس میں ہر صلا
 تھمیری کہ بادشہ کے موسم بھر کرنا اُن برے برے پھار کے قلعوں کا جنہیں اعلیٰ
 فوج غفر موج کے رسد و غلہ لانے والوں کے سنگ راہ میں موقوف رکھا
 اور آغاز بہت کی رات میں سریر گپش پر جڑھائی کیا جائے، چنانچہ وہاں باسعہ منت

برے سرداروں کے دلوں کو پسند آئی، جولانی مہینے کی دوسری لودان سے کوچ کر موضع کڑی مانہلی میں مقام ہوا، دوپہر کو خبر آئی کہ نواب آصفیاء کے بہادرؤں کی کوشش سے کبھی کوئے کا قلعہ مستحضر ہو گیا، ابھی شکر ظفر سیکر موضع چھترہی میں اُترا ہوا تھا جو قلعہ دار بنے لرا آئی اُس حصار کو چھوڑ بھاگا، گورنر نے یہ خبر سن کر کپتان اسکات کو دُان کا قلعہ اور بنا موضع بنور میں جا دیر کیا دوپہر کے وقت ہری ہند تاتیا کی فوج سے قلعہ دھار دوار کے فتح ہونے کی خبر پہنچی، تب دُان سے کوچ کر ہلہل درگ کے قلعہ کو محصور کیا، اُس کے قلعہ دار نے دوسرے دن اقرار لیکر کوتوالے کر دیا اُسی دن تاتیا بہادر کے خیمے میں لارڈ صاحب کی دعوت بھی ہوئی، آگسٹ مہینے کی بیسویں تاریخ جب موضع اکرار میں پہنچے تو دہہ محرم کے باعث سپٹمبر کی نوین تک دُان مقام رہا، چونکہ ہندوستان کے سب سپاہی لوگ، بے لحاظ و بیہودہ آدل فول بکنے کے عادی ہیں خاص کر عوام الناس عشرے کے دنوں میں اپنے روپ اور بھیس کو بدل تعزیرہ خاؤن کے دنگل اور محفل کے بیچ آزاد قلندرؤں کی طرح فقیرانہ صداؤں کے نعرے بھرا کرتے ہیں بلکہ بعضے تو اپنے سر کے بال اور کاکل کو منتشر و ہریشان کر بدن میں راکھ بھسوت مل فحش و اہیات گلی کوچوں میں پرے بکنے پھرتے ہیں، علاوہ اُس کے چونکہ سب منائے اور مرہٹوں کے سپاہی عشرہ محرم کے پہلے پہر خوب سمجھے تھے کہ قوم نصارا قدیم سے دین اسلام کے مخالف ہیں، اُس خیال سے کوئی لشکر کسی چھوٹے پرے انگریز کا نام، تعظیم و احترام کے طور سے زبان پر نہ لاتا یہاں تک کہ بنگالے کے مسلمان بھائی بند جو نوکری کے پاس سے ہر گز شہی صاحبان عالیشان کو خداوند نعمت اور صاحب کہا کرتے ہیں اُس ملک

وہنت

(۱۲۳)

کے لوگ اُنہی مات و مذہب کو سست جاننے اور اُنہیں حبیب پکارتے اور جز لفظ کا قریباً فرنگی کے، صاحب کا کلمہ اُن کے حق میں کہتے کہ کفر و بدعت جاننے، اس لیے اُنہوں نے آپس میں جتنابانہ ہوا کہ عشرے بھرا انگریزوں کے لشکر میں نجایا چاہئے اور اگر اُن کے ملازموں سے کوئی بشر جو بصورت مسلمان اور بمعنی کافر ہی یہاں کے تعز یہ خانوں میں زیارت کو آئے تو اُسے گردنی دے کر محفل سے باہر کر دیا چاہئے، یہ خبر و انداء علم بالقصوب انگریزوں نے سنی یا نہیں، مگر اتنا تو معلوم ہی کہ عاشورے کی رات کو ترک سواروں کے رسالے میں کئی جگہ مجلسین ہوئیں اور جب اُن کے غول کے جوان شدّوں اور علموں کے پھرانے کے واسطے ماتم کرتے شیون پر آہٹے باجا بجاتے نکلے تو لارڈ صاحب نے اسی حالت سے اُن سب کو اپنے سامنے بلوا ادا دے کھڑے ہوئے۔ یوں کی تعظیم اور اُن کو سلام کیا اور کچھ نذر بھی دیا، جب یہ بات رفتہ رفتہ منلوں اور مرہٹوں کی فوج میں پھیل گئی، ایک ایک دو دو تعز یہ دار غول باندھ باندھ شدّے لے لے باجا و روشن چوکی بجاتے گورنر کے دیرے پاس آئے اور اُمت ملامت کی و اہی تباہی بیجا بولی تھولی سنانے لگے تب گورنر موصوف نے چیری صاحب کی معرفت اُنہیں بھی نہایت توقیر سے حضور میں بلوا ظاہر کر کے اعتماد کے ساتھ بہ مسجد دیکھنے علموں اور شدّوں کے سرو قد اُٹھ کر انہی تعظیم و تکریم کی اور چاندی کی تھالی میں روپی رکھ رکھ ہر ایک کو لائق اُن کے مرتبہ درجے کے نذر دی، بعد قبول ہونے کے، دو تین قدم پیچھے ہٹ کر آداب بجالایا، یہ خبر بھی جب مرہٹے اور منگل کے لشکر والوں میں مشہور ہوئی تو ہردن چالیس چالیس پچاس پچاس غول تعز یہ داروں کا گورنر کے خیمے میں آئے لگا، اُنہیں استقبال کر کے حضور میں لانا جناب چیری صاحب کا کام تھا، گورنر بھی

بدستور سابق اپنے ذریعے سے نکل نکل مہمرا بجالانا اور نہ دین دینا
ساتویں اسے دسویں تک جو لارڈ صاحب کی طرف سے ان تعزیر داروں کے
ساتھ اب اسلوک تھا البتہ اُس تیرہ دن میں قریب چار ہزار روپیہ کے
بہرہ و جوہر خرچ ہوئے ہو گئے، لیکن نیکنامی کی دولت بھی ویسی ہی ملی کہ انہیں
لوگوں کے منہ سے جو پہلے ان صاحبوں کو کافروں میں شمار کرنے تھے اب یہ ساختہ
یہ کلمہ تحسین کا نکلنے لگا کہ واہ واہ نصار اکی قوم تو اہل اسلام سے بھی فوقیت
لے گئی، بعد اُسکے ان سبھوں نے صاحبوں کی شان میں کافر کا لفظ کہنا چھوڑ دیا،
القصہ جب دہہ آخر ہو گیا تو وہاں سے کوچ کر قریب قلعہ تندی درگ عرف
گردون شکوہ کے مقام پر اتفاق سے اُسی رات کو بہادران نصر تندی
نے جویش ازبن اُس گڑھ کے محاصرہ کرنے میں مشغول تھے، پہاڑ
کے اوپر کہ کم و بیش تین کوس کی چڑھائی تھی پہنچ کر اُسے فتح کر لیا،
تندی کے دیول سے بہت سا مال دولت اور بے شمار جواہر، جہر اور زیور،
سنگا سن ہیرے کا، موتی کا، مہنائیش قیمتی تحمینا کر دیو روپیہ کی متاع اُن کے
ہاتھ لگی، علاوہ ناخت کے وقت سے لیکر بھور تک نے صاحب مال اسباب
کی لوٹ ہوئی، مگر دن چڑھے حکم عام دیا گیا کہ کوئی کسی طرح رعایا کو نہ بھرتے،
بعد اُسکے ان لوگوں نے عثمان قلعہ دار اور محمد برہان خیانت کرنے کے بعد دار
اور کئی پیدل و سوار کو جو گرفتار ہو گئے تھے فوج فتح نشان میں پہنچا دیا،
گو درمہ دوج نے اسامی پیچھے ایک ایک روپیہ اور اُنکے اہل خدمت کے
مصرف کے واسطے تین تین روپیہ روزانہ مقرر کر انہیں بنگلہ بھیج دیا،
تب خود بدولت و اقبال وہاں سے کوچ کر مقام بودی کر گڑھ پھر کبھو رو
مانک سنگل میں شریف لائے، سبطنبر کی جو سی دیں کو بنگلہ کے قریب موضع



(۶۲۰)

سار کی بین پہنچ چکے تھے جو ان کے پہنچنے پر بھائی کا رنوالس بہادر میربحر کی
سستی سے قلعہ سدر راج درگ کے مستخر ہونے کی خبر آئی، اُسے سن کر
جناب گورنر جنرل خوش ہوئے،

اب لکھنا قلعہ مذکور کے اُن عجائب احوال کا جو نگارندہ اور ان کے گوش زد
ہو اہی ضرور ہوا، جو بندگان اخبار کو معلوم ہو کہ وہ قلعہ مقام کلبکوت کے
متعلقات سے معزز کے کنارے واقع ایسا رفیع و متین ہی کہ کسی سیاح
کی چشم جہان بین نے ہرگز ایسا قلعہ نہ دیکھا ہوگا، قلعے کی نیو تو ایک بادبچے
بہار پر ہی جس کے تین طرف دریاے شور محیط، شان الہی کو دیکھا چاہئے
گو یا معزز کے پیت سے بہت کا پتہ نکلا ہی جسکی چونتی آسمان پر فرقہ ان
کے سر جاجر تھی ہی، طول میں پورب پچھم ایک سی جوالبس فرسخ،
اور عرض میں دکھن اتر قیاساً پینتیس فرسخ ہوگا، اگرچہ تاسر سنگ ہی سنگ
ہی اس پر بھی وہاں ہر جنس کی کشتکاری اور نوع بنوع پھل پھلا رہی
موجود، اچنبھا یہ ہی کہ قلعے کے باہر بھی خوش مزہ پانی کے چشمے اکثر، اور بھیر
تھپانی بان آب حیوان پتھر کی دو چٹان دو قد آدم کی باندی سے جاری
ہو کر نیچے کی طرف روان ہی، قدیم زمانے کے راجاؤں نے جو ایام احلام سے
پہلے وہاں راج پات رکھتے تھے اُس سونے کے منہ پر ایک گوسالے کی
مورت بنوا دی ہی اُسی کے منہ سے پانی نکلتا ہی اور پیچھے اُسکے سنگ مرمر کا
ایک حوض بنوا یا ہی اور احترام کے رد سے نام اُسکا گوکھدر کھا، قصہ کوناہ
گورنر موصوف نے آسنبر کی بند رہوین کو حادثی گتھ کے قلعے کے سامنے برآد کر
لرائی کا آغاز کیا اور بائیسویں کو انگریز کی پلٹن نے ویسا سنگین و محکم قلعہ کر لیا،
جناب ہی قلعہ اردوان کے کچھ تو مارے گئے اور باقی گرفتار ہو آئے، اسی عرصے میں

خبر پہنچی کہ رام گڑھ کے قلعہ دار نے ٹھہسا کر منصورہ کے پہنچے ہیں ہاتھ جو تو
امان مانگ قلعے کو سہ ماں و متاع ہوائے کیا، پھر خبر آئی کہ سپٹنہر کی جو بیسویں
کو کرنیل اشٹون نے اوہری درگ لے لیا،

محاصرہ کرنا ما کڑی درگ نامے قلعے کا،

چونکہ روداد اس نواح کی سرتاسر راقم حروف کے مشاہدے میں آئی
اس واسطے تفصیلاً اُسے بیان کرنا ہی جب بہادران نصرت نشن نے ایک
رستہ برآہ گزرتا آدھ کوس کے پلے سے اُس کوت کے پاس تک
جنگل کات نکالا، دانایان فرنگ نے باوصف اس کے کوہان کی راہیں نہایت
نامہوار اور نیچی اونچی ہیں، جو ثقیل کے قاعدون سے جوئے لوگ بھاری
چیزوں کے اوپر اٹھانے اور لیجانے کے واسطے عمل میں لاتے ہیں (اور فی الواقع
اُس جگہ اس قسم کے آلات کا کام میں لانا قابل دیکھنے کے تھا) تو یوں کو نہایت
آسانی میں اُسی دشوار گزار راہ سے منزل مقصود تک پہنچایا اور قلعہ گھیر لیا،

بعضے خصوصیات قلعہ ما کڑی کے،

یہ قلعہ نہایت استوار ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہوا ہے اور گردگرد اُس کے
خندق بہت عمیق، اُس کے اطراف میں جنگستان اور کنٹیلے درخت اسے
گنجان کر یوں کے پائو اس سینے سے گزرنے چلی بن جائیں، رستم و اسفندیار
کا ہفت خوان، اُسکی راہ پر فراز و نشیب کے سامنے افسانہ کہیں تھا

قصہ

(۶۳۹)

مادرِ مازندران کا روئینہ دژ و ماوجود اُس اوج و شان کے، اُس کوٹ کی حصانیت و مضبوطی کے روبرو ترکون کے گھروندے کی طرح ناچیزِ مادہ آسمان کی نگاہ جب اُس مکانِ عالیشان اور کوہِ باش کوہِ پر پرتی تب کلاہ اُسکی سر سے زمین پر گر پڑتی، قلعہ مختصر و بامقام حیرت انگیز نہ چرخ و دوار نے دیکھا ہو گا نہ زمانہ کہن سال نے سنا، بیان اُسکا بہر ہی کہ دو برے برے اونچے پر بت ایک دورے کے سامنے پچاس گز تفاوت سطح زمین سے نکل کر اُچان میں بان مسی گز بلند ہو آخر کو چوٹی کے قریب۔ دونوں آپس میں آملے ہمیں گویا دراصل ایک ہی ہمیں مابین ان دونوں کے ایک گہری خندق ہی جو ایامِ بارش میں بہاؤ کے پانی سے لبریز ہو جاتی ہے چنانچہ قلعہ والے برسات کے بعد اُس خندق کے لبالب رہنے میں بری کوشش اور اہتمام کرتے ہمیں اور پنہر کی بری بری چٹانوں سے پستے بلند ہوا کھینے ہمیں کہ لڑائی بھڑائی کی ضرورت کے وقت اکثر پانی اُسکا کام آتا ہی مگر غفلت یا سہو سے اس چڑھائی کے زمانے میں اس قسم کی کچھ بھی نہ بیر نہیں ہوئی تھی، بارہی دن کے عرصے میں وہ قلعہ فتح ہو گیا، گورنرِ مزدوج نے خدا کا شکر کر کے اس فتح کی خوشخبری میر ابو القاسم خان اور ہری پندت کے پاس بھیج دی، اسی مابین میں کرنیل اسٹوارٹ بہادر کی کوشش سے ادنری درگ کے مفتوح ہو جانے کی خبر آئی جسے فوشی خاطر عالی کی زیادہ ہوئی،

سنہ ۱۷۹۲ کے فیروزی مہینے کی پانچویں کو جب سپاہِ کنپنی کی مدد کے لئے نواب سکندر جاہ این نواب آصفجاہ بہادر مع مشیر الملک وغیرہ کے تشریف لانے کی خبر حضور والا میں پہنچی تو جناب لارڈ صاحب ابٹنہال کے واسطے سے اپنے مصاحبوں اور جنرل پندرٹ و سب بہادر اور کرنیل قلبت بہادر کے

ترک ہوا دون کے ساتھ سو بسر کے دیول تک جو فوج نصرت موج
 کے ڈیرے سے ڈیرہ کو س پر ہی رونق افزا ہو کر چشم برآہ تھے جو
 سواری نواب سکندر جاہ کی آہنجی، ہری پندت ناتیا اور نواب
 مشیر الملک بہادر نے جو انھی پر سوار تھے شامیانے کے قریب اُتر گورنر
 جنرل بہادر سے مصافحہ کر ایک دوسرے نے آبسین مزاج کی خیر و عافیت
 پوچھی اتنے میں انھی پر نواب سکندر جاہ بھی شامیانے کے نزدیک آہنجی،
 گورنر مدوح آگے برہہ تعظیم کر سواری سے اُنھیں اُتارے، بعد اسکے خود بدولت
 اور جنرل مینڈوس بہادر نے نواب صاحب سے معافتہ کر شامیانے کے اندر
 لا بٹھلایا، ایک آدھ گھنٹی باہم دو سناہ گفتگو کر کے اُنھیں رخصت کیا،
 ہری پندت ناتیا اور نواب مشیر الملک بہادر بھی جناب عالی سے بات چیت
 کروانہ ہوئے، جناب لارڈ صاحب قرم و محظوظ اپنے ڈیرے میں پھر آئے پھر
 جواری کی چھبیسویں کو مقام اکل کو تھہ اور پندرہ ہٹی سے کوچ کر موضع ہلہل درگ میں
 جا پہنچے چنانچہ اخیر تک جواری مہینے کے دھین مقام رہا ایک وین تاریخ منگل کے
 دن نواب سکندر جاہ و نواب مشیر الملک و ہری پندت ناتیا وغیرہ گورنر
 کے خیمے میں رونق بخش اور محفل شورا کے شریک ہو کر شام کے وقت
 رخصت ہوئے، اور ذہروری مہینے کی دوسری کو مقام کیر کو ڈا اور ہولل میں
 سرکار کی طرف سے تھانہ پتھاسر برنگپتن کو روانہ ہوئے، اور پانچویں کو اتوار
 کے دن ہر و تر بہار کے پورب جہان سے سر برنگپتن کے قلعے تک دو کوس کا
 فاصلہ تھا اور بالکل برج اور دیوار اس حصار کی دکھلائی دیتی تھی ایک دن رہکر
 دشمن کی فوج پر شبخون مارنے کو مستعد ہوئے، بہان چھٹی تاریخ دو پہر پانچ
 گھنٹی کے وقت جناب گورنر جنرل خیمے سے نکل کر سی پر جلوہ افروز ہوئے،



(۶۳۹)

پہلے تو جنریل میدوس اور کرنل ڈارلس جناب لارڈ صاحب کے دربار میں آ کے کچھ سرگوشی کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے، بعد اُس کے کرنل کا کرنل اور کپتان ڈمل صاحب بھی اسی طرح خفیہ کچھ کہہ رہے تھے، الغرض شام تک یہی حال رہا کہ ایک ایک دودو سردار آتے اور سرگوشی کر چلے جاتے، اُسی زمانے میں گورنر مدوح نے چیری صاحب کو ارشاد کیا کہ دو شقے ہری ہند تانیا اور نواب اعظم الامرا کے پاس لکھ بھیجا چاہیئے جن میں شیخون کی اطلاع اور اس کا بھی ذکر رہے کہ مغلی اور مرہٹی فوجیں اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں اور جب تک کیفیت شیخون کی خوب معلوم اور رات تمام نہ ہو جائے ضرور یہی کہ دے اُسی مقام پر جہان قائم ہیں جسے جوئے اپنی اپنی ہیرو بنگاہ کی چوکی اور پہرے سے قرار واقعی چوکس رہیں، بعد شیخون کے جیسا ہم اُن کی خدمت میں اطلاع کریں گے اُسی طور پر عمل کریں، خبر صاحب محمدومی نے تب راقم اوراق کو بلوا کر اُن شیخون کے لکھنے کے واسطے حکم دیا چنانچہ خیر خواہ درگاہ نے دونوں رقعے لکھ گورنر جنریل کے دیرے کے درمیان جا کر جناب آقا کے ملاحظے میں گزارا، اُنھوں نے دستخط کر گورنر کی نظر انور میں پیش کیا، گورنر بہادر نے دونوں رقعے فدوی کے حوالے کر جناب خدایگان کی کو کچھ ارشاد فرمایا، تب چیری صاحب نے حب الامر عالی کے اس کمترین سے کہا کہ ابھی ہم ان رقعوں کو بحفاظت اپنے پاس رکھ چھوڑو، جب ادھر سے توپوں کی آواز سنا تو ہرکاروں کی معرفت بے رقعے مرہٹے و مغلیہ کی فوج میں بھیج دیا، فدوی نے بموجب حکم کے اُن رقعوں کو جان کی طرح عزیز جان کر رکھا، جب جناب لارڈ صاحب اپنے سب رفیقوں مصاحبوں مصیبت جن میں ہر ایک بہادر میدان جنگ کا شہر اور فنون حرب و ضرب میں ماہر و دلیر تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور

شکر گاہ سے آگے برہے تو بدلتین موافق ارشاد والا کے نین تولی ہو لھری ہوئیں، جناب صاحب کلان نے جنریاں سینہ و س ہمار کو پہلی تولی کے ساتھ اعدا کے مورچے پر عید گاہ کی طرف مقابلے کے لئے تعین کیا اور دوسری کو واسطے مقابلے طیبو سلطان کے خاص مورچے لعل باغ کی جانب اپنے جلو میں رکھا تیسری میں کرنیل مکسول بہادر کو سرغنہ بنا کے کریمت کے مورچے کی طرف متعین کیا، چنانچہ ہر ایک اپنے تینوں سردار اپنے اپنے رستے پر ہدوتے اور سلطانی فوج کے چورہرے والے شب گرو سواروں تک جو شکر کے چاروں طرف برنگ شعلہ جوالہ ہاتھوں میں بان لئے پھر رہے تھے پہنچ کر آگے برہے تھے کہ اتنے میں عید گاہ کی طرف سے پہلے تو ان سواروں نے کتنے بان داغے، اسی عرصے میں لال باغ کی جانب سے بھی دستے دستے بان کے بچم کی طرح درخشان عالم ہوا میں سرکے کئے، ہل بھر میں کریمت کی طرف سے بھی بان کی بہار میں آتھی گئیں کہ دھواں اسکا بام گردوں تک چھا گیا، بلا تکلف عید گاہ کے مورچے سے لیکر کریمت کے دائرے تک کہ دیر ہد کو س سے سوا ہو گا بانوں کی کثرت سے شب برات کا عالم نمودار تھا، لیکن سلطانی سپاہیوں سے سوائے راہروی کے اور کوئی امر وقوع میں نہیں آیا، آخر کار بانداز جب بان مار مار تھکے، تب انھوں نے فرار اختیار کر اپنے شکر اور مورچے کے لوگوں کو انگر بزی پلش کی تاخت کی خبر تاسنائی، جسکے سننے ہی سلطانی سرداروں نے جو اسوقت سپاہیوں کی نتخواہ تقسیم کر رہے تھے جو کئے ہو کرے تھامے تو پین مانی شروع کیں، چنانچہ لعل باغ کی عید گاہ کے مورچے سے کریمت پہاڑ کے دائرے تک تو ہوں اور بندو قون کا گولا گولی اور بان کی اسی نابر توڑ بو چھاڑ اور بارش ہو رہی تھی کہ ادھر کے بہادر دن کو کھیت اُترنے کی فرصت بھی نہیں ملتی تھی، و لیکن گورنر مدوح نے

قصہ

(۶۲۱)

کہاں ہو دلی سے بے خوف حربت کا مورچا لے لینے کا قصد کر حکم دیا کہ جب غنیم کے لشکر سے نزع کی نوبت پہنچے اُن میں سے جو کوئی سوار جرات کر کے اس طرف آگے برہے تو نرنت اُسے قتل کیا جائے، قصہ کو ناہ گور نے اسی مذہب و منصوبے سے کا دیری ندی کے پار متصل سیکا کاٹنی کی بات کے جو ایک طرح کا کتیا جھار ہی جکے گھنے جنگل میں کسی نوع کا چار پایہ گدر نہیں سکتا، (اور سلطان مورچے نے مورچہ بنوانے کے وقت احتیاط کی راہ سے تا اُس مورچے پر تاخت کرنے کی راہ بند ہو جائے اُس تہی کے پاس ایک بری گہری کھائی کھدوا اُس میں دریا سے نہر کٹوا پانی بھر رکھا تھا اور اُس کے سامنے مورچا بنا اسپر توپیں چڑھا بذات خود امور ات جنگ کا انتظام کر نام اُس کا سلطان بتیری اور اسد کام اُس کا اپنے ذمے رکھا تھا) پہنچ کر کئی جگہ سے اُس بات کو کٹوا فوج سمیت اُسی کٹھن جنگل خار دار کے رسنے دیسی کھائی پار ہو تو یوں اور بند و قون کے سر کرنے کا حکم فرمایا،

بیت

ہو سی جیلے طیار مردون کی صف

مبارز نکلتے لگے ہر طرف

فوج کے سردار دن نے بھی حکم پا کر کتنی توپیں داغیں، تب تو دونوں طرف سے آگ کشت و خون کی ایسی مشتعل ہوئی کہ ہلتن کے بہت سے سپاہی اُس گرمی کا زار میں مقتول دکھائے ہوئے، فوج کا کپتان برسر میدان مورچے کے گولے سے مارا پراچہری صاحب بہادر کپتان کا بہر حال دیکھ جوش شجاعت سے آپ اُسکی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور جنگ دویر اسر دار اُس عہدے پر مقرر نہوا بری سے اس کام کے انجام کرنے میں سرگرم رہے، ادھر کمر بکست کی طرف سے کرنل گسول بہادر بھی غنیم کا مورچہ اپنے دخل میں لا کر

شہر انجام کے قریب آہا، اور لادھر عید گاہ کے مورچے والوں نے بھی شلست لھائی، لیکن جنریل میدوس بہادر مورچے کے مستخر ہونے کے بعد، رستنا بھول کر گورد نر کی نائید کو پہنچ نکا، جناب گورد نر نے جو سپاہ منصور کے جمع ہو جانے کی صورت میں کچھ اور منصوبہ تھان رکھا تھا، یہ سب اُٹھکے حاصل نہونے کے اند کے شکستہ خاطر ہو اپنے ساتھ ہی کے سپاہیوں سے حملہ کر لال باغ کا مورچہ لے لینے کے بعد قلعے کا عزم کیا تھا کہ کرنیل ماسول بھی گنجام مفتوح کر گورد نر مدوح کے جلو کی ہلتن میں آما، اُس شہر کے لوٹ سے بحساب اسباب اور لال باغ کے مورچے سے پچھتر ضرب بری بری توپیں سپاہ انگریز کے ہاتھ آئیں،

بیت

بہت خاصہ کے لگا ہاتھ زر

تو نگر ہوئی وہ سپہ سر

اب میں دونوں فوج گورد نر و کرنیل کی اکٹھی ہو قلعہ دھاگرانے کے ارادے چلیں، چونکہ ہزرت خوردون نے قلعے میں آہناہ لیا تھا بھور ہونے ہی انہیں سے ایک جم غفیر کے جنگھت نے اُقلوا الکفار پکارتے توارین کھینچ کھینچ فوج انگریزی پر آکر ایسا قتل و خون کا ہنگامہ برپا کیا جس کا بیان نہیں ہو سکتا، اور قلعے پر سے خود سلطان بھی توپ و تفنگ اندازی کی اہتمام میں سرگرم ہو توپیں سرگردانا تھا،

بیت

برستے تھے وان گولے یوں بے شمار

یرتین جیسے اُولے بفصل بہار

یہاں تک کہ سلطانوں کے غلبے اور دستبرد کے سبب انگریزی بہادر وں کے آگے برہمنے کی راہ ماری گئی، بناچار دے پھلے پیر وں رجعت کر مورچے میں پھر آئے،

ف

(۶۳۲)

تب لا رد صاحب نے اس نظر سے کہ ساری فوج رات بھر کی راہ روی اور میدان کی سختی و اذیت کی جہت سے تھک کر چور ہو رہی تھی، اس واسطے سپاہیوں کے ضائع ہونے کو مقتضای وقت نجان کر، لال باغ کے مورچے میں گورون کی ایک پلٹن رکھ دین سے مراجعت کر دیا ہمار ایک کو س تفاوت جا مقام کیا، اسی طرح کرنیل مکسول بہادر جب گنجام تک لڑنا بھرتا آچھنچا تو اُس نے بھی شہر پناہ کے دروازے پر کتنے سپاہی تعینات کر اپنے ساتھ یون سمیت پھر کر یگت کی دیول کے متصل دیرادالا، سپاہ عظامانی نے اُس پلٹن کے نکالنے اور لال باغ کا مورچالینے کو حملے پر حملہ کیا پر کچھ پیش رفت نہوا اور اُن لوگوں نے گنجام کے پھیر لینے کو بھی اُٹھکی شہر پناہ کی طرف ہجوم کر حرب کے اقسام طرح کے حیلے کیے پر کچھ نہ بن پڑا، دو پہر تک جنگ کر قلعہ کو پھر گئے، اُس کے دوسرے دن سلطان عالیجہا نے ایک نامہ محبت انجام اور آشتی کا پیام انگریزوں کے پاس بھیج کر اپنی فوج کے سرداروں کے ساتھ یہ صلاح تھہرائی کہ کلاہ البتہ جنریل ابر کر نبی بہادر اور ہر سرام بہادر کے لشکر کے ساتھ لڑ بھڑ کر اُس محاصرے کو دفع کیا چاہیئے چنانچہ اسی منصوبے پر کل سپاہیوں نے تر کے ہی جبری صاحب بہادر اور بھاؤ صاحب کہ سپاہ پر توت کر ایسی سعی و کوشش نمایان کی کہ پہلے ہی حملے میں جنریل مذکور کی پلٹن پر غلبہ کر لشکر کو اُس کے پڑاؤ کی جگہ سے ہٹا دیا تب لشکر انگریز کا دھانسے دیر تھ کو س پیچھے ہٹ کر ایک نالے کے کنارے آ آ ترا مگر سلطان سپاہ سے خطا بہ واقع ہوئی کہ کچھ بھنی اسخکام اُس مقام کا نکر کے فقط تھوڑے سے سوار اور پیدل کا جماد و دن رکھ شام ہونے ہی قلعے میں داخل ہو گئی،

بیت

غرض مہر نابان ہو ا جب نہان
گیئے قلعے کو سارے جنگ آور ان

ادھر سے بہادران انگریز اُن کے جانے ہی اُس موضع کے قریب پہنچ کر غفلت کا وقت ناک اُن اجل گر فہون پر جو دہان کی پاسبانی میں مقرر ہوئے تھے یہاں تک شلکین مار بن کر اکثر تو زخمی ہو خاک پر لوٹتے رہے اور بعض قلعے کی جانب بھاگ نکلے ، سپاہ انگریز نے اُس مقام پر قیام کر اسکا ایسا استحکام کیا کہ صبح کو سلطان ممدوج کے جوان بہتیرا سر پتاک رہے کچھ نہوسکا جناب گورنر بہادر نے دو دن کے بعد جواب سلطان کے مکتوب کا دوستی کے اسلوب پر لکھ کر روانہ کیا ، اس اثنا میں سلطانی سپاہ تین دن تک چیری صاحب کی فوج سے لڑ کر آخر قلعہ گیر ہوئی ادھر لال باغ کی طرف فوج انگریز بہادر نے مورچہ بنانے کے لئے سرد و شمشاد کے درخت کات اُن کی جڑ اور ڈال پال سے دم دمے پھرتی برتی تین توپ اُن پر لگا صبح ہونے ہی قلعے کی طرف سر کیا چنانچہ ایک گولا تو سلطان موصوف کے محلہ را اور دوسرا مسجد کے صحن میں اور تیسرا نشان کے برج پر جہان خود بدولت سلطان بھی کھرا تھا جاگرا ، اُسی شب کو سلطان نے کیا صلاح و مشورت کی کسی کو معاوم نہیں پر جب رات آخر ہوئی سلطان نے ایک نامہ ہری ہندت تانیا اور گورنر جنریل کے نام سے ، جواب میں خط محبت نمط کے مدامی میل ملاپ کے واسطے اور مستند لوگوں کے بھیجنے کے باب میں لکھ سردار ہرکارے کی معرفت ہری ہندت تانیا کے لشکر میں بھیج دیا ، ہرکارہ دہان پہنچ اپنا کام انجام کر پھر آیا اور تمام مراتب خلوت میں سلطان ممدوج سے عرض کیا ، سلطان نے پھر اُسی وقت دو خط نواب مشیر الملک

وقت

(۶۲۰)

اور ہندوت مذکور کے نام پر متعین اس مضمون کے کہ اپنے اور تینوں سرکاروں کے درمیان آشتی دایمی رہے ارقام فرما دیا، ہری ہندت خط پالنے ہی ات کو مشیر الملک کے ذریعے میں گیا اور دونوں نے باہم صلاح مشورت کر صورت مصالح کی اس دول پر کہ گورنر جنرل بہادر کے نزدیک مقبول ہو ہر اصبح کے وقت میر عالم بہادر اور بجاجی ہندت کو گورنر کی خدمت میں ستراج کے لئے بھیجا، نب جناب جیری صاحب بہادر قائم جنگ نے سلطان کے پیغام کی بابتنگی و شابتنگی کو اس فصاحت و خوبی سے محل مرض میں جلوہ دیا کہ گورنر کو خواہی نخواہی اسکا ماننا پڑا، مگر چونکہ اس جنگ میں مبالغہ خطیر سرکار کنپنی کے خرچ ہوئے تھے اسلئے نہ ارک کے لئے زبان مبارک سے کچھ کنایتہ ارشاد فرمایا، اُن دونوں پر کار و کیلون نے جب بہر حال دریافت کیا تو تمہید سرشتہ سخن کی بوجہ احسن کر کے اس انداز سے سلطان کے ذمے، تینوں سرکاروں کے خالص و نقصان کے لئے کچھ روپی لازم الادا تھہر ایا کہ سلطان کی رضا مندی اور اُن سرکاروں کی لقابت و بہبودی کا باعث ہو، چنانچہ گورنر صاحب نے شروع ار اُن مراتب و سلطان موصوف کے خط کے مطالب دریافت کر اقبال صلح کو صلاح و اح جان سلطان معتمدون کے آلے کی پروا لگی دی، جب وے عید گاہ میں آکر وارد ہوئے، نب گورنر بہادر نے سلطان کے دلی ادا دے کے معلوم کرنے کے اسطے بہر تجویز کی کہ اب چاہئے کہ تینوں سرکار سے معتد لوگ جا کر اُنکا بغام سن کے عرض کریں، چنانچہ سرکار کنپنی کی جانب سے اس مطلب کا سوال جواب پیر خان کنیو دلا اور جنگ بہادر کی وکالت پر متعلق ہوا اور فبروری مہینے کی چودھویں کو اور خبر کا کی سرکاروں سے بھی وکلا

حاضر ہو کر سلطان ممدوح کے فرستادوں کے ہالے کو ہر گارے پہنچے چنانچہ
 دکانے سلطان دیرے میں پیرخان دلاور جنگ کے شریف لائے، تب خود
 دلاور جنگ و مہر عالم بہادر اور بجاجی نہت نے جلو خانے کے صحن تک
 استقبال کو جا کر انہیں برسی نپاک و توقیر سے اٹھ پکڑ خیمے کے اندر لیجا مسند پر
 بیٹھنا یا سلطانی معتمدون کے درمیان سید غلام علی خان ایک شخص برآذی رتبہ
 و عالی خانہ ان تھا جو زمان سابق میں سلطان کی طرف سے سلطان روم کی
 سفارت کو برسی دانشمندی سے بجالایا جب وہ راہ میں جہاز پر بہ سبب
 شہنچ کی بیماری کے چلنے پھرنے سے مجبور ہو گیا تب اُس نے اپنی چالاکی و ذوق فنی
 سے سونے کی ایک چوکی بنوایا جس پر بیٹھ کر سلطان روم کی بارگاہ میں
 پائے تخت تک پہنچ مہر حاصل کیا اور کمال زبان آوری اور فصیح البیانی سے
 اپنے موکل کی بینکامی و قدردانی کو حضور اقدس میں کرسی نشین کر ایک
 فرمان مرحمت نشان سلطان ممدوح کے نام کا دستیاب کر لائے چنانچہ اس تقریب
 سے خان معزالیہ سلطان کے نزدیک درجے اور تقرب میں بہ نسبت اور
 امیر دن کے زیادہ محترم و معتمد ہوا تھا لہذا ان دنوں سلطان نے اُسی کو
 صلح کے بند و بست اور اس برے کام کے انجام کرنے کے قابل جان کر علی رضا
 خطیب کو کہ وہ بھی ہر ایک قسم کے معاملے خصوصاً ایلچی گری میں نہایت سلیقہ
 رکھتا تھا خان مذکور کے ہمراہ اپنا سفیر کر بھیجا، چنانچہ خان موصوف اُسی
 حذر لنگ کے ہمانے مسند پر پانوپھیلا بیٹھا اور ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا، حضار
 محفل نے اُسکی طلاقت اور بلاغت سے کہنے کی حالت میں آعش عش کیا،
 اور بعد اُسکے کہ ہر طرف سے بہت سی گفت و شنود درمیان آئی اور باہم
 کارون سرکارون کے وکیلون میں انواع طرح کی رد و بدل ہوئی، معاملہ صلح تین

دوسرا

(۶۳۵)

کر دو روپیہ کی تحصیل کا ملک سلطان کے ممالک محدود سر سے محمود ذیلے اور نقد
تین کروڑ روپیہ بے عوض اُن اخراجات کے جو منشا رک سرکاروں کی اخراجات
کشی میں خرچ ہو اتحاد اکر نے پر ان شرطوں سے فیصلہ ہوا کہ طرفین کے
جتنے آدمی اس لڑائی کی ابتدا سے اسیر ہوئے ہیں اور بھی دے لوگ جو
نواب منظور علی خان بہادر کے زمانے سے قید ہیں خلاص کیے جائیں اور
زر مصالحہ نصف سہ دست، اور نصف موافق میعاد کے ادا کیا جائے اور
ممالک مقومہ کے دغل پانے اور صلح کے باقی روپیہ قسط بندہ کی موافق
ادا ہونے تک دو شاہزادے والا گھر سرکار کپہنی کے لشکر میں تشریف
رکھیں، الفصہ اسی قول قرار پر دے دونوں معتمد بنیاد آشتی کو محکمہ کر عہد
و پیمان کی مجملہ شرطوں سے ایک صاحب نام لکھ سلطان کے حضور میں گئے
نا جمیع مراتب عرض کریں اور پھر لکھ اُن محالوں کے کاغذات مصمیت
حاضر ہوں ناحصہ بخرا ملک کا برابر کیا جائے اور تا وقتیکہ یہ تقسیم وقوع
میں آئے مصالحہ کے نصف روپیہ بھی تین چار دن کے عرصے میں داخل کر
لیے جائیں اور بتفصیل عہد نامہ لکھ دینے کی طیاری کی جائے، اور جب عہد نامہ
طرفین کی مہر و دستخط سے مزین ہو کر ایک دوسرے کو دیا جائیگا چاہیئے کہ
دونوں شاہزادے بھی سرکار کے شکر میں رونق افزا ہوں، خیر بعد جانے اُن
و معتمدوں کے دلاور جنگ حضور میں گورنر جنرل کے حاضر ہو کر جواب و سوال
کا مشروحوال احوال گزارش کر کے اپنے دیرے کو سدھارا، دوسرے
ن گورنر نے ترکے ہی ستر چیری صاحب بہادر کو حکم دیا کہ تم بھی منشی
مصیت تقرر مصالحہ کی محفل میں حاضر رہو، شہزادی سے طرف ثانی کے
کیلون کے دو برو دوستی کے قول قرار کو لکھو انا، چنانچہ آقاے مدوح بنے۔

ضد ہی کو بلوا کر فرمایا کہ ہم دلاور جنگ کے دیرے میں جانے نہیں تم بھی چلو، تب
 ضد ہی صاحب الحکم وہاں حاضر ہو کر کاغذات ملکی کی تفصیل اور تینوں حصوں
 کے متعلق موضوعوں کی تحصیل کے لکھنے میں سرگرم ہوا، اور سلطان کے
 وکیلوں نے تینوں برابر حصوں کا خاکا بموجب ضابطے دفتر کے طیار کر
 جناب خدایگانہ کے ذریعے سے حضور میں گورنر جنریل کے پیش کیا، گورنر
 مدد و ح نے اسے ملاحظہ اور مہر و دستخط کر فروری مہینے کی چوبیسویں
 تاریخ کو ترائی موقوف کرنے کے باب میں حکم صادر کیا اور چھبیسویں کو
 جب دے دونوں معتمد بموجب قول قرار اس عہد نامے کے شاہزادہ
 سلطان عبدالخالق اور سلطان معزالدین کو سوار و پیدل وغیرہ کا غول
 ہر ایک بڑے بڑے فلک شکوہ ہاتھیوں پر جن کے اوپر سنہری عماریان
 مربع کار بندھی اور منرق کار چوبی جھولیں پڑی تھیں چڑھائے نہایت حشمت
 و دہ بے کے ساتھ قلعے سے لے آئے تھے یہ خبر سنکر دربار کے کنارے تک انکے
 استقبال کے واسطے ستر چتری صاحب بہادر اور دلاور جنگ اور چند مساحب
 کو بھیج اس کے پیچھے ایک عمدہ گاڑی حضور سے روانہ کیا اور یہاں صاحب الحکم
 رستے کے دونوں طرف گوردون کی پلٹ اور ترک سوار و نکلے زسائے پر اباندہ
 کھڑے ہوئے خیمے کے اندر فرش فرش اور ستھری چاندیان جن پر سنہری
 کرسیاں لگائی گئیں تھیں چھائی گئیں، اور گوردون خود بدولت و اقبال بھی انتظار کر
 رہا تھا کہ اس مابین میں جنریل مینڈوس بہادر نے وہاں آکر گوردون سے کیا کیا باتیں
 کہیں کوئی معلوم نہ کر سکا لیکن جنریل مذکور کچھ غصے میں ہو نکلے کاتتا ہوا نکلا اور اپنے
 دیرے میں جا بسنول بھر کر اپنے پیٹ پر مارا، پر خیریت گزری کہ گولی اسکی
 بائیں پسلی سے نھو آ رہا ہوسٹ خراش کر نکل گئی اور وہ بیہوش ہو گر ہوا،

قصہ

(۶۳۶)

لوہ زرافش کی اس مادی کی حرکت سے رنجیدہ خاطر ہوا چار ظاہر والہی
لی راہ سے جبراً قہراً اکثریت اور کبطان مارٹن کو جنرل مذکور کی تیمارداری
کے لیے بھیج آپ شاہزادوں کے تشریف لانے کا مستظر رہا، جب انکی سواری
ریا کے اس پار آئی تو دلاور جنگ اور چیری صاحب وغیرہ استقبال کو
انکی جلو میں پہنچے اور ہراہ ہو خیمے تک لے آئے شاہزادوں کے پہنچتے ہی ان سب
سپاہیوں نے سلامی کے قواعد سے بند و قین زمین پر رکھ پھر جلد ہی سے اُتھا بارہا
اغین اور سلامی کی توہین بھی سر ہو میں شاہزادے کہ ابھی باغ سلطنت کے فونہاں
تھے ہر حال دیکھ سہم گئے، میر علی رضا خان وکیل جو خواصی میں بیٹھا تھا انھیں تسلی
دے کر ہاتھیوں کو خیمے کے پاس لا بیٹھا یا پھر دوبارہ توہین وغین نب گورنر نے
کے برہہ دونوں شہزادوں کو ہاتھی پر سے اتار پکڑا اور معانقہ کر خیمے
بن لیسما اپنے دہنے بائیں کرسیوں پر بیٹھلا برسی محبت و مرحمت سے مزاج کی
برو عافیت ہو چھی، تب سید غلام علی خان اور میر علی رضا خان نے عرض کیا کہ
ماطمان نے حضور کا لطف و احسان سن لے دو فرزند ارجمند کو سایہ مرحمت
بن تربیت کے لیے حوالے کیا ہی، آپ ان کے حال ہر باپ سے زیادہ اشتاق
رگاہہ بند دل فرمایا، اتنا کہ کے علی رضا خان نے اُتھکر دونوں شہزادوں کو
ست بدست گورنر بہادر کے سپرد کیا، لارڈ صاحب نے ان کے ہاتھ کو
پینے سینے پر رکھ فرمایا، چشم مار و شن ہماری عین خوشی ہی کہ اللہ تعالیٰ
ہمیشہ انھیں خرم و کامیاب رکھے،

بیت

دیکھ لائے اقبال و دولت قرین
نگہبان دیکھ لائے جان آفرین

ہم ہمارے نبیوں کے نارے اور ہمارے فرزند سے زیادہ محبوب و پیارے ہیں؟ اور عزت و حرمت میں بزرگوں سے زیادہ ہم سے حتی المقدور انکی خدمت گزار سی اور خاطر داری میں تصور نہیں ہونے کا، تم لوگ ہماری طرف سے اچھی طرح ان مراتب کو سلطان موصوف کے خاطر نشین کرو، الغرض ایک ساعت تک ایسے ایسے نسلی آمیز کلمے ارشاد کر کے عطر بان کی تواضع کر رخصت فرمایا، جب شاہزادے وہاں سے برخاست ہو کر چلے تو سلامی کی توہین پھر چلین بعد اسکے وے بسعدات و اقبال اپنے خیمے میں جو انکے واسطے کھراکیا گیا تھا داخل ہوئے، لارڈ صاحب اسکی صبح کو شاہزادوں کے خیمے میں ملاقات کو تشریف لیگئے، انکے پیچھے سیر عالم بہادر اور سماجی بندت بھی وہاں حاضر ہوئے دوپہر تک نشست رہی جب لارڈ صاحب اپنے دیرے کو آگے لگے تو سریر نگہیں کے قلعے پر سے خوشی کی باتیں دغس، دوسرے دن نواب مشیر الملک شاہزادوں کے حضور میں حاضر ہو کر انہیں نواب سکندر جاہ بہادر کے دیرے میں ملاقات کے لئے لیگیا، چنانچہ نواب موصوف بعد استقبال کے کمال تکریم و توقیر سے معاف کر اپنی مندر پر ہاتھ انواع طرح سے انکے ساتھ پیارا خلاص کی باتیں کیں اور رخصت کے وقت شاہزادوں کو جواہر کے خوان اور سترہ پارچے کا خلعت مع سپر و شمشیر و اسپ و فیل اور سنہری عماری ہر ایک کو پیش کش دیا اور ان دونوں مستند کو چھ پارچے کا خلعت مع جینہ و سرپیچ اور سلک مردارید وغیرہ تواضع کیا تب نواب مشیر الملک بہادر نے انکو اپنے دیرے میں لیجا کر خلعت و جواہر کے خوان اور اسپ و فیل اپنی طرف سے نذر دے رخصت کیا، شاہزادے ادھر سے پھرتے وقت تانیا صاحب کے دیرے میں تشریف لیگئے وہاں بھی ایک لمحظہ بیٹھہ بیش قیمہ خلعت اور جواہر کے ہارے لے اپنے خیمے میں داخل ہوئے، ہنوز عہد نامہ سلطان کی طرف سے

قصہ

۲۳۱

ہر وہ دستخط ہو کر امیران ہمسہ کی سرکاروں میں داخل نہیں ہوا تھا کہ تینوں
سرکاروں کے حقون کی سرحد تھہرانے میں سلطان اہلکاروں کے ساتھ کچھ
بہادری میں آیا (میر صادق ملعون کہ غمنازی اور بد صلاحی کی سبب سے)
سلطان نے اس مطارحے سے برہم ہو کر اگرچہ شہزادوں کو بخوشی و
رضامندی عہد نامہ اول کی شرطوں سے سرکار کنہی کی مرحمت کے اعتماد پر
ارد صاحب بہادر کی حفاظت میں موپنا تھا، خشم و تندی کی رائے سے عہد محبت
کو توڑ سرکاری فوج پر شہنوں کے ارادے سواران فوجوار کا دستہ تعینات
کیا، ان سواروں نے چونکہ ہر وہ پہاڑ کے پیچھے سے بری مسافت ملی کر
افواج سرکار کی پشت پر شہنوں مارنے کا قصد کیا اور بسبب قاصد کے بروقت
نزل مقصود کو نہ پہنچ صبح ہونے ہونے ابکا ایک جودقت کہ ادھر کے لشکر
والے صلح کے خیال اور بھی اس نظر سے کہ شاہزادے قابو میں انگہ بز
بہادر نے آجکے میں جو کی ہرے سے غافل تھے سرکاری توپخانے ہر وقت زد و ضرب
بجادی، تو بھی توپخانے کے سردار نے گھوڑوں کے سہم کی آہستہ پا کر بری
چالاکی سے ان سواروں پر کئی توپ جو پہلے سے بھر کر طیارہ کھانچا سر کیا جن سے
قرب سے سواروں کے گھوڑوں سمیت کھیت آئے، ہر ماہر ادبکھ بافی سوار
باکین موڑ بھاگ نکلے، لارہ صاحب نے اس خبر سے تعجب کر شاہزادوں کا
خیمہ قلب لشکر میں لانے کے واسطے گوردے سپاہیوں کی ہلتنین تعینات
کیں اور ان کے سرداروں کو حکم دیا کہ شاہزادوں کو ہالکیوں میں بٹھلا بری
خبر داری سے لا کر رکھو، تب ان سرداروں نے حکم بموجب معہ ہلچل شاہزادوں کے
دیرے کے نزدیک جاؤں گھبرایا اور شاہزادوں کو ہالکی بری بٹھلانی اور
خبر گیری سے فوج نصرت موج کے درمیان خیمے میں لا کر اُسکے گرد بگرو

جو کئی پہرا کھترا کر دیا اور سوہرے کی طیاری کو بھی حکم دیا گیا، الغرض کئی دن تک بہر
مجموعہ مجار ۱۶، آخر ہری پندت تانیا بہادر کے حسن تدبیر کے سبب طرفین سے بہر
قصیدہ فیصل ہوا، اور مارچ مہینے کی انیسویں تاریخ عہد نامہ سلطان کی مہر و
دستخط ہو کر شاہزادوں کے پاس پہنچا، تب انھوں نے گورنر کی خدمت میں
جا کر بہت ساعذر و معذرت کر کے اُس عہد نامے کو گزرا نا، لارڈ صاحب نے
سرد و قد آتھما کر برے شاہزادے سلطان عبدالخالق کے ہاتھ سے عہد نامہ لے
دست بسر ہو سلامی کی توہین سر کرنے کو حکم دیا، بعد اسکے شاہزادے سب
رخصت ہو کر اپنے خیمے کو گئے، اُسی دن دو پہر دو گھنٹہ کی وقت گورنر کی
ضیافت کے طور پر الوان و اقسام طعام کے خوان سلطان عالیشان کے بھیجے
ہوئے محمد علی چوہدری کی معرفت پہنچے لارڈ صاحب نے خوشی دل سے ضیافت قبول
کر چوہدری کو ایک دو شالہ اور نقد دوسری روپی انعام دیا اور اُن الوان
نعمت میں سے کچھ فوج کے سرداروں پر تقسیم کروا باقی کھانا خاص باورچیخانے
میں لیجانے اور کھانے کے وقت میز پر لانے کو فرمایا، چوہدری مذکور دو پہر رات
تک راقم اوراق کے دیرے میں تھا بعد اسکے لارڈ صاحب، سرکار کنپنی کے
عہد نامے پر اپنی مہر و دستخط کر پہلے دلاور جنگ کے دیرے کو تشریف
فرما ہوئے، ایک گھنٹے دہان پتھ میر عالم بہادر اور بجاجی پندت کو پیشتر
شاہزادوں کو خبر کرنے کے لئے بھیج آپ بعد ایک لمحے کے پایادہ اُنکے
دیرے میں تشریف لے گئے، شاہزادے استقبال کر گورنر بہادر کو خیمے کے
اندر لائے اور گفت و شنود دلبند سے لوازم اتحاد و دوستی بجالائے،
بندہ درگاہ بھی عہد نامہ ہاتھ میں لے وٹن حاضر تھا لارڈ صاحب نے فدوی سے وہ
عہد نامہ لے شاہزادہ کلان سلطان عبدالخالق کے ہاتھ میں دے مبارکبادیاں دیں،

رفت

(۶۲۲)

یہ آجس میں بہان نہایت خوشی و فرحتی کے ساتھ بیٹھے ہی تھے کہ گورنر کے تشریف لانے اور شاہزادہ کو عہد نامہ دینے کی تقریب پر سریر نگہبختن کے قلعہ پر سے تہنیت کی توہین چلنے لگیں، لارڈ صاحب ان شاگون کو سن کر کچھ متردد ہوئے تب سید غلام علی خان بہادر نے عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے کی جہت سے خوشی کی توہین قلعہ پر سر ہوتی ہیں، لارڈ صاحب اس حال سے مطلع ہو مراتب شکر و سلام ادا کر خوشی خوشی شاہزادہ کو کے ساتھ معافہ کرنے کے بعد واپس اپنے ڈیرے کو تشریف لائے، اُسی دن سے سب کے دل کو یقین ہو گیا کہ الحمد للہ و اہب للہ مت نے خلق اللہ کے حال پر رحم کیا کہ وہ اس رات دن کے دغدغے اور کھٹکے سے چھو گئے۔ مارچ کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۱۷۹۲ میں زر مصالحہ اقرار کے موافق سلطان کی طرف سے تینوں سرکار میں داخل کر دیئے گئے جو انواع طرح کے ہون، کاس، فلم، چکاری وغیرہ (سو نے چاندی کے بنے ہوئے) اکثر ناقص عبارت تھے اور سوائے سریر نگہبختن اور اُسکی اطراف کے اور کہیں اُن کا رواج نہ تھا، اس لیے صرافوں نے اُنکے پر کھنے سے حیران ہو کر عرض کیا کہ ایسے سکون کے لینے میں سرکار کا بر نقصان ہی مگر حیدری اشرفیون اور اُس منفور کے نام کے کاس، فلم اور روپیہ سب کے سب کا طلا نقرہ دونوں کھراہی اور اُن کا وزن بھی چینا پتن، حیدر آباد، پونان وغیرہ کے ہون و روپیہ، فلم و کاس سے کئی ماشہ کئی جو زیادہ ہی، اُنکا لینا بازار کے بھاؤ سے کہ ہون پیچھے سکے ساتھ چلے روپیہ ہی مضائقہ نہیں اور کم وزن سکون کو بھگا کر جس قدر اُن میں سے خالص سونا چاندی نکالے اُس کا حساب کیا چاہیے، لارڈ صاحب نے اس بات پر راضی ہو کر سلطان کے معتدوبن کو شرحوار حالات کہلا بھیجا، تب اُن لوگوں نے اس امر کا اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ سلطان کے حضور میں نمونہ ہزبان

رقم سے لے سولے چاندی کا جو گلانے کے بعد معلوم ہو گا کہ اُنکے وزن میں
 کس قدر کمی ہے اس کی فرد کیفیت کے بھیج جواب منگا کر یہد بکھیرا بھی
 ستادینگے، التقدہ ایک ہفتے میں سرکاری صرافوں کی جنچائی کے موافق طرفین سے
 نزاع رفع ہو گئی اور خسارے کے بدلے زر خالص کئی اونٹ پر بار ہو کر سرکار
 کتنپنی کے خزانے میں آ داخل ہوا، رسید اُس کی گورنر کی مہر و دستخط سے
 سلطان کے حضور میں بھیج دی گئی اور دوسری سرکاروں سے بھی رسید بن مہر
 و دستخط ہو کر داخل سر دشت ہوئیں، اُس کی صبح کو اُس مقام سے فوج انگریزی
 کے کوچ کا دن تھہرا، سلطان نے وفور دوستی و یکجہتی کی راہ سے، لارہ صاحب کی
 ضیافت کے طور پر پان سی اکاد ن بری دیگین الوان و اقسام طعام کی اور
 آتھ سو نوے پتیلے قلیے و قورمے و غیرہ کے، علاوہ اسکے سات سو
 خوان ستھائی حوالو زیات و غیرہ اور پھول کی طلائی جو اہر نگار کتنپنی چنگیر بان محمد علی
 چوہدرار اور غلام قادر خان سامان کی معرفت سے ایک نیاز نامہ مشتمل اس مضمون
 پر کہ باعتماد محبت و اتحاد یہد یہ محض بھیجا گیا ہی گورنر موصوف نے ضیافت
 شاہی کا سامان و لوازم دیکھ کر بری خوشی و نشاط سے کچھ کچھ تناول فرما
 چارسی روپی نقد و دو جفت شال اور خط کا جواب اُن دونوں لانے والوں کو
 دے کر رخصت کر خود بدولت و اقبال شاہزادوں سمیت خوشی خوشی ہر دو
 پہاڑ سے دو کوس اس طرف آ کر اقامت کیا، اس مقام میں قوم انگریز کے دے
 اسپر جیشتر نواب حیدر علی خان بہادر کی لڑائی بھڑائی کے وقت اور جو لوگ
 بالفعل سنی منگل و غیرہ کی لڑائیوں میں گرفتار ہوئے تھے سب کے سب خراب
 خستہ گورنر بہادر کی بارگاہ میں آ پہنچے، احوال ان مصیبت زدوں کا کیا کہیے کہ صرف
 ہڈی و جمر اور زشتہ جیات ہی کا اُن میں باقی تھا، عند التحقین معلوم ہوا کہ سلطان

قصہ

(۶۴۵)

انلو پا بز جبر کر مٹی کا پتے کے کام میں رکھا تھا، خیر اب لار و صاحب نے سلطانانی اسبرون کی رائی کے واسطے جو قلعہ بنگلو زمین موافق اپنے رہنے کے سرکار عالی سے رانب روز نہ پاتے اور آرام سے رہتے تھے ایک چتھی نام پر کرنیل کے جو اُس قلعے پر متعین تھا لکھی، تب دے لوگ بھی ہو جب امر والا کے مخلصی پا کر سریر نگہبش کو روانہ ہوئے، بعد اُسکے سریر نگہبش کے متعلق قلعجات بنگلو، تندی درگ، ماکری وغیرہ چھوڑ دینے کے باب میں اُن حصاروں کے متعین سرداروں کے نام پر اس مضمون کے پروانے صادر ہوئے، کہ تم نے جہد و جنگی سامان کہ سلطانانی سرداروں کے دخل سے اُن قلعوں کے لینے کے وقت اُن میں پایا ہی اور لحاظ سے اس طول ایام عرب کے جتنا اسباب و آذوقہ وغیرہ اپنی جہد و کوشش سے قلعوں میں جمع کیا ہو چاہئے کہ اُن سب کا تعلیفہ کر کے افواج قاہرہ کے دہان پہنچنے کے منتظر ہونا کہ جب لشکر انگریزی اُن قلعوں کی نواح میں پہنچے تو قلعہ سلطان کے کارپردازوں کے حوالہ کرنے میں کسی طرح کا خرشہ باقی نہ رہے، چنانچہ جو نہیں افواج دریا موج دہان پہنچی تو سرکار کے سردار حاضر ہو کر تعلیفے کی فرد قلعے کی کبھی سمیت سلطانانی اہل کاروں کے سپرد کر کے مدد اپنی جمعیت، لشکر نصرت اثر میں آن پائے، اور اسی مضمون کے انگریزی پروانے بھی جو سلطانانی دہات چھوڑ دینے کے باب میں لکھے گئے تھے اور گورنری مہر و دستخط سے مزین تھے سلطان کے منہ و ن سید غلام علی خان وغیرہ کے حوالے کئے گئے، تب دہان سے کوچ در کوچ ماکری کے قلعے کی اطراف میں مقام ہوا یہاں کے قلعہ دار نے بھی اُسی وقت کہ افواج منصورہ اُس نواح میں پہنچی، اپنی جمعیت سمیت ملازمت حاصل کر قلعے کی قبضہ الوصول اور جنسوں کی فہرست جو سلطانانی کار گزاروں سے لی تھیں حضور میں

داخل کیں اسی طرح ہوا کا قلعہ اور بھی غلے اور دوسری جنسوں کا ذخیرہ قلعے کی کنبھی سمیت سلطان کے کارپرداروں کو دے اُسے رسید لیکر لشکر ظفر پیکر میں آلا، نب یہاں سے کوچ کر بعد چند روز کے مقام کونکل میں دیرا ہوا اپریل کی پانچویں کو لارڈ صاحب اپنے رفقا سمیت بموجب ناتیا صاحب کی استدعا کے برسی خوشی سے انکی محفل ضیافت میں کھانے کے شریک ہو کر گرم صحبت ہوئے اور رخصت کے وقت خلعت و جواہر، اسپ و فیل، عطر و پان کی تواضع قبول کر اپنے دیرے میں تشریف لائے، ہری پندت ناتیا اپنے ساتھ کے سرداروں سمیت اُسی مقام سے رخصت کے لئے گورنر کے خیمے میں آکر طالب رخصت ہوا، تب گورنر بہادر نے بطور رسم ہندوستان کے پیش قیمتی خلعت و جینہ و سر پیچ اور موتی کا ہار، دھال تلوار، ہاتھی گھوڑا، عراؤ مینا کار ساز سمیت، جھلا بور منرق پالکی و غیرہ تعظیم و تکریم کا لوازمہ ناتیا صاحب اور انکی ہمراہی کے سرداروں کو تواضع کر رخصت کیا، اسکے دس دن مرہتے کی فوج لشکر ظفر پیکر سے یونان کی جانب روانہ ہوئی، ساتویں کو جب لارڈ صاحب نواب سکندر جاہ کے دیرے میں رونق افرا ہو کر خلعت اور جواہر اسپ و فیل پیشکش لیکے وہاں سے رخصت ہو آئے، تو نواب سکندر جاہ و اعظم الامراء و سبف الملک و راءے رایان و راءے شام لعل ہادر گورنر کے خیمے میں رخصت ہو نیکو تشریف لائے اس طرف سے بھی سب داب و مراہم بترتیب مراتب ادا کئے گئے، بعد اسکے فریقین ایک دس دس رخصت ہوئے تب لارڈ صاحب وہاں سے شاہزادوں سمیت کوچ و مقام کرنے ہوئے مے مہینے کی سولہویں کو انہوں نے گڑھ کے نزدیک پنج اقامت گزین ہوئے، راقم اوراق اُسکی صہم کو اپنے کئی رفیقوں سمیت

قصہ

(۶۲۷)

جنسے اکثر وہیں کے رہنے والے تھے قلعہ دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ بانی اس قلعے کا پادشاہ کی اولاد سے ایک راجا برا صاحبِ حشمت و شوکت تھا کہ کرناٹک کا تمام ملک باغ ارام کی سرحد سے لیکر سیت بند را میشر تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور چونکہ ملک بالا گھات کا ایک اور برا از بردست راجا نائیک کی قوم سے پائیں گھات کے مستخر کرنے کا قصد رکھتا تھا اس لئے نت ۱۸ دنوں میں لڑائی بھڑائی مچی رہتی، بناچار کرناٹک کے راجا نے اپنے ملک کے بچاؤ کے واسطے وہ قلعہ بنایا تھا حصانٹ اور متانت اس حصن کی اسی سے سمجھ لیا جاتے کہ اُسکی تعمیر پر قریب ہزار برس کے گذرا ہوا اُسکے مکانات کا بہرہ عالم ہی گویا ابھی بننے میں کہیں فرمت کی حاجت نہیں، اگر مارٹن ران کے ڈیڑوئیں کے ساتھ اُسکو نشہ دیتے تو مرزاوار ہی، الحاصل احقر العباد اُن مکانوں کی سیر کرنا ہوا قلعے کے اندر جا پہنچا، چونکہ اُسٹواری و نادرہ کاری اسکے در و دیوار اور عمارتوں کے چھتوں کی حیثیت سے باہر ہی معمہ خامہ کو اُسکی تحریر سے روک مطلب کے میدان میں جولان دیتا ہی یعنی جب لارڈ صاحب مے مہینے کی یسویں تاریخ وہاں سے روانہ ہو کر کوچ در کوچ اتیسویں کو شہر چینا پتن میں پہنچ کر امیر باغ کی جانب جو بنایا ہوا نواب والا جاہ بہادر کا ہی چلے دھڑے نواب والا جاہ اور عمدۃ الامرا بہادر نے بھی جو اپنا حشم خدم لئے قدم ہیمنت لزوم کے منتظر تھے، سو ادنیٰ خاص کے وہاں پہنچتے ہی استقبال کے واسطے کرگورنر بہادر سے مصافحہ و معانقہ کر کے اُس مکان کو زینت بخشا شاہزادوں کے واسطے قلعے کے اندر ایک مکان عالیشان مقرر کیا گیا، شکر شہر میں داخل ہوئے لگا، اس وقت شہر کے باہر دو قطار چھوٹے برے خاص و عام تماشا بیوں کی بھیر مارتا اور اُنکا رنگ پرنگ کا لباس، طرح بطرح کا ساز و اسباب عجب مانع

کھلاتا تھا، اہل سواری ستھرے ستھرے گھوڑوں پر سہمی زمین باندھے۔
 اختیار نگاہے اُدھر اُدھر جلوہ گر اور ہالکی نشین برہی برہی طیاری سے بطور
 استقبال کے جھرنہ ہر روان، ستورات بھی مارے اشتیاق کے
 چھتون پر اور دیواروں کے سوراخ سے اس مشیت الہی کی نظارہ بازی میں
 مصروف کہ سبحان اللہ کیا اسکی شان ہی جس نے اپنے بندگان مخلص کو اس طرح
 فیروزی و ظفر کے ساتھ قحط و حرب کی بلا سے بچا پھر بخیر و عافیت اس
 ملک میں لایا، گویا جان تن میں اور روح جسم میں آئی، بازاد میں ہر ایک
 پیشے کے دوکاندار دورستہ دوکانین ہر رقم کی اجناس و اشیاء کی نگاہے،
 خریدار مول تول کر رہے تھے، ناظرین اور تلاشایو نگاہر تھت لگانھا کہ لوگوں کو دیدار
 فرحت آثار اُن یوسفان دیار ہجرت و غربت و عزیزان مصر عزت و رتبت
 یعنی شہزادگان عالی تبار کی کہ ہمراہ لشکر نصرت اثر کے تھے کم نصیب ہوئی،
 القحطہ شاہزادے بصحت و کامرانی چیناپتن کے قلعے میں داخل ہوئے سلامی کی شلگین
 و غنیمت، لارڈ صاحب جبتک وہاں رونق افزا تھے ایک دن بعد ہمیشہ اُنکے
 دیکھنے کو تشریف لیجائے، بعد چند روز کے شاہزادوں کے ملاں خاطر کے باعث اس
 لحاظ سے کہ طبیعت بشری کا غاصہ ہی کہ سدایا کہی جگہ رہنے سے ہر چند گلشن جنت
 کیون نہو اُچات ہو جاتی ہی اُس قلعے کے نزدیک ایک خوش قطع زمین پر
 از گل و ریاحین، حسین مکانات اچھے خوش فضا دلچسپ تھے شہزادوں کی
 سیر و تفریح کے واسطے تھہرائی گئی، اور اس نظر سے کہ نوجوانوں کی طبیعتیں
 از بس کہ باغ و بہتان کے گلگشت اور لہو و لعب کی مائل ہوتی ہیں مقررہ
 ہو کہ شاہزادے دن کے وقت جب چاہیں قلعے سے منہ اپنے انالین و منلم کے
 منانہ جنہیں سلطان والا شان نے اُنکے ہمراہ متعین کیا تھا اُس گلستان کی سیر

وقت

(۶۲۹)

تماشے کو جایا اور رات کو قلعے کے اندر آکر آسائش و آرام کیا کریں
اور جس وقت شاہزادے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے دو ہالکی بارہ ہزار
دوہی کے طیاری کی کلکتہ میں اس وقت کہنی کاری ساز کے کارخانے سے
طیار کروا کر سہ نواریں اور بندوقین و گھڑیان اور اقسام طرح کے تحفے تحائف
دلائی سرکار کہنی بہادر کے طرف سے پیشکش کیا گیا

روایات منشی حمید خان کی جو ہمراہ کورنر جنرل
لارڈ کارنوالس بہادر کے اس مہم میں حاضر تھا تمام ہوئیں،

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ تیبو
سلطان کا اور اُسکی تعلیم و تربیت کا

اختر طالع خسرو مالک ستان تیبو سلطان کا شہر ذبحجو کی بیسویں سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں
موافق سترہ سو انچاس عیسوی کے اُفق اقبال سے طلوع ہوا جسے خاندان جداری
نے نور و فروغ پایا والدہ ماجدہ اُسکی نواب میر معین الدین کی بیٹی تھی، کہتے ہیں کہ بہر
خاتون عقیقہ حالت بارداری میں ہندستان کی عادت و اعتقاد کے موافق خدمت
فیض رجت میں تیبوستان نام درویش کے جکی کرامت اور اجابت دعوت کا
دکھن میں شہر تھا حاضر ہو کر امید کے باب میں اُس صاحب دل سے دعای خیر کی استدعا کی
تب اُس پاک طینت نے اُسے بہر خوشخبری دی کہ بقضہ تعالیٰ فرزند تیرا بادشاہ
مذبیع القدر ہوگا اُس کا نام تیبو رکھنا چنانچہ اُس درویش کامل کے فرمانے

سے نام اُسکا پیو رکھا گیا اسکے پدر جلیل القدر نے اکثر ملکوں سے ہر ایک علم و
ہنر کے برے برے عالم و فاضل و اہل کمال و ہنر بلوا کر بری نقید سے اُسے
تحصیل علم و ہنر میں مشغول کیا چنانچہ پیو سلطان نے ہر ایک علم میں مہارت کامل
حاصل کی اور درازش سپہگرمی و کشتی گیری اور تیر اندازی و گوی بازی
اور اسپ تازی وغیرہ میں بھی کم سنی ہی میں کمال مشق بہم پہنچائی اور ایام
شباب میں حرب و ضرب کے قانون اور رزم و جنگ فرنگ کے قاعدے
خوب اخذ کیے سنہ ۱۷۷۷ اور ۱۷۷۸ ع میں جب نواب حیدر علی خان
کرناتک کی ناخت ناداج پر متوجہ تھا، سلطان اُنیس ہی برس کی عمر میں
چابک و جری سواروں کی ایک بری فوج کی سپہسالاری رکھتا تھا پہلی بار
اُس نے اپنی سپہگرمی اور معرکہ آرائی کا ہر جوہر دکھلایا کہ نواج مدد اس کی
سرخدوں کو در دست مہار و تباہ کیا سارے اہل سیف و اہل قلم اُسکے
آثار و اطوار خورد سالی کو دیکھ اُسکے ایام سلطنت کے بد بے اور طغیانی کی
پیشیں بینی کرتے تھے جن دنوں سنہ ۱۷۸۰ کے جولائی مہینے میں حیدر علی خان کی
انواج بحر موآج کی طرح کرناتک کی سرسبز سرزمینوں پر آہرتی تھی سلطان ہی
دہیے کی فوج کا جن میں بارہ ہزار سوار و فوخوا اور چھ ہزار پیادہ جوار کی جمعیت اور
بارہ ضرب میدانی یا جلوی توپ تھی سرشکر ہو کر شمالی سرکار و نئے محالوں کی تسخیر
کو متعین ہوا تھا چنانچہ اُس نے جمعیت مذکور سے سپہنبر کی چھٹی کوسہ اور آٹھ ہزار جوانوں کے
اُسکے مانمون میر علی رضا خان کے ہمراہ ملک کے اُسے جا ملے تھے ہر باہا لم کے
گرد و نواج میں کرنیل یلی کی فوج پر حمایہ کر اور برے محار بے کے بعد اُنکا تمام ذخیرہ
و ہنگاہ لوٹ ہات کر اُنھیں شکست کا مزہ خوب ہی چکھایا، اور اُس مہینے کی دسویں تاریخ
جو آرائی ہوئی اس میں انگریزوں کے بالکل شکر کو مار لیا اور جب کرنیل یلی کی

مفت

(۶۰۱)

بہاروت والی پیٹیون لو جلا لہر خاک سببہ اور اپنے سواروں سمیت آگے بڑھ
انگریزی ہلٹن پر ناخت کر انھیں منتشر و تباہ کر دیا تب تو وہ اپنے والد بزرگوار کے
حضور میں نہایت مرتبہ میں شایستہ تحسین و آفرین ہوا چنانچہ اسی دن سے
نواب فلک جناب اپنے فرزند ارجمند کو عیدہ سر لشکر اور سپہدار ہاتھوں سمجھا
اور جس ایام میں کہ نواب بہادر نے آرکات کو محصور اور قلعہ والو کو اُسکے چھوڑ
دینے کے لئے ننگ و مجبور کیا تھا تیپو سلطان بھی وہاں موجود اور قلعے کی تسخیر کے
طریقے اور جیلے دیکھنے میں جو اُس وقت کمال جا بکی و چوکی سے عمل میں آنے
تھے مصروف تھا بعد اُسکے خود بذات خاص دہلور و چنگلیپت اور دندوواش کے
محاصرہ کرنے میں متوجہ ہوا اور سنہ ۱۷۸۱ء میں جب نواب بہادر اپنی فوج سمیت
ترچناپلی پر چڑائی کرنے کے ارادے جنوب کی جانب روانہ ہوا تھا تو تیپو سلطان
کو اُسکی جمعیت کے ساتھ واسطے محاصرے دہلور اور دندوواش کے
پیچھے چھوڑ گیا تھا مگر پورٹونو میں جرنیل سر نیلری کو طے کے فتح ہونے کی جب اُسے
خبر پہنچی تو بناچار اُس مہم سے دست بردار ہو باپ بیٹے دونوں ملکر نئی فوج نگاہداشت
کرنے اور اس لڑائی کی جو کھم مٹانے میں مرگرم ہوئے، بعد اُسکے تیپو سلطان سے
کارنامہ رستم دستان کا وقوع میں آیا کہ فیروزی مہینے کی اتھار ہو بن سنہ ۱۷۸۲
میں کولبرن نامے مذہبی کے کنارے اُسنے کرنیل بریتھو بط سے سردار کو اُسکی
بالکل فوج سمیت مار گراہند دستان میں جو اندری کے موئے نام کو زندہ کیا، پر
مشہور ہی کہ جیسا دوست دشمن اُسکی ہمت و شجاعت کے قائل ہیں وہی جباری
و سنگدلی کے بھی ناقل ہیں، اگر اُنس فتح کے بعد فرانسیسوں میں سے جرنیل
موشیراللی اور دوسرے عہدہ دار لوگ دشمن کے اسیروں کی جان بخشی کے لیے
درمیان میں نہرتے تو سیکے سب انگریز ہزیمت خوردے مارے جاتے اکثر انگریزی

عہدہ دار جو زخمی ہوئے تھے سربرنگہشت بھیج دیئے گئے وہاں اُن مصیبت زدے گرفتار دہکا مال بہر تھا کہ دن بھر تو دھوپ میں جلتے رہتے اور رات کو ایک چھوٹی بال میں ہیرتی بکری کی طرح بند کیے جانے، بعد اس روداد کے انگریزوں نے مرہوئیکے ساتھ مصالحہ کر اباقتدار بہم پہنچایا کہ اپنی افواج کو ناکہ پر بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ اگست مہینے میں کرنیل ہنبرٹن کے ہمراہ ایک بری جمعیّت بنائی سے دریا کی راہ جو کرلیبار کی سرزمین پر جڑھائی کرنے کے ارادے بھیجی گئی، کرنیل مذکور نے کلیکوت میں اتر کر تھوڑے ہی عرصے میں اُسے فتح کیا اس فتح کے سبب اُسے بہجرات ہوئی کہ کرلیبار کے درمیان میں بھی تھوڑا نوں پھیلا، مالیکاہری کا دستا لیا اور پانیاری رام گرہی منگاری کوتہ کے قلعے سے اور سخت و قاب جگہوں کے (جو متصل اُس شاہراہ کے ہیں جس کے سوا اور کوئی راہ شکر کے جانے کی نہیں) لیکر تنجاوڑ اور مالوہ کے سبب حاصل محالوں کو اُس نقصان و ضرر سے جو تاخت و فوجش کے ہنگام میں واقع ہو ناہی بچا لیا، سلطان بھی کرنیل کے دھاوا مارنے اور جڑھائی کرنے سے خبردار ہو ترنت اپنی فوج دریا موج صمیت اس ارادے سے کہ اُن لٹیروں کو مار بھگائے پراہانگریزی ہلتن اکتوبر مہینے کی فوج کو شہر پالیکاہری کے گرد و فواح میں پہنچی لیکن کرنیل ہنبرٹن چونکہ اُس مکان کو برخلاف اپنے گمان کے نہایت محکم پایا اور اسلئے کہ عوام میں بہ بھی افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک بری بھاری فوج حیدری اس کے پیچھے لگی چلی آتی ہے وہاں کارہنہا مناسب بنان کر کوچ کیا، پھر پہلے ہی منزل میں اس قلعے کے نگہبان سپاہیوں اور ایک برے غول نے سلطان سواروں کے فوجیوں کی ہلتن سے قبل آہنچے تھے انکا پیچھا کر بہت سا اسباب و آذوقہ لوٹ لیا، ورنہ سلطان کا ارادہ بہر تھا کہ جس طرح ہو سکے اسکی فوجیں دریا کے ساحل اور

مفت

(۶۰۳)

بشکر انگریزی کے مابین حائل زمینیں تانکے پھاوا اور بھاگنے کی راہ بند ہو جائے اسلئے اس سپہدار حالی و قار نے ہر چند اس بات میں برتری ہو شکاری و چالاکی کو کام فرمایا تھا لیکن کرنیل ہنبرٹن کی نیت جو کسی اور دور اندیشی کی جہت سے منصوبہ اس کا تھیک نہ تھا اور انگریز کا لشکر کہ سلطانی سواروں کے حملوں اور نعاقب کے سب سے خاص کر اُسکے کوچ کے پچھلے دودن انواع طرح کی اذیت و مصیبت میں پہنچا تھا وہاں سے بچ کر نو نبر کی سیوین کو بخیریت پانیاری میں داخل ہوا، قلعہ یہان کا نزدیک ایک برتری ندی کے مہانے پر دریائے شور کے کنارے کلیکوت سے انگریزی چالیس مہل کے فاصلے پر واقع تھی، اس مقام میں کرنیل مکلوڈ جو قدامت کی راہ سے کرنیل ہنبرٹن پر فوقیت رکھتا تھا کچھ فوج لیکر مدد کو اُسے آگیا، لہذا فوج کی سرداری اُسی کے ذمے ہوئی تب اُس نے جھت پت دریا کنارے موقع کی جگہوں پر درمہ اور پستہ بنا اپنی فوجوں سے بسرہ سیمہ، مقدمہ آراستہ کیا اور چونو و پنڈ پجیری نام دو بادشاہی جہازوں کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے تم کنارے ہی کی طرف لنگر کر کے اپنی توپوں سے لشکر گاہ کی پشتی میں سرگرم رہو، یاد دہر تو یہ بندوبست ہو رہا تھا کہ سلطان کی فوج، حسین آتھ ہزار پیدل، چار سسی فرنگی جوان، دس ہزار سوار اور بہت سے سواران غارتگر مجتمع تھے انگریزی لشکر کے سامنے اُنہر کرکسی خون تک تو پس مارتی رہی، آخر کو سلطان نے اپنے پیادوں کی تین تولیاں بنائیں ایک تولی میں جرنیل مو شبر لالی اپنے ملک کے جوانوں ممیت برتری دلیری و ہمت کی راہ سے انگریزی فوجوں پر کئی بار چڑھ گیا، لیکن بے نیل مرام، سلطانی فوج کے دوسری آدمی کھیت آئے تب لشکر انگریز نے پانیاری ندی کے پار جا کر دیر کیا اور اُسی مابین میں دس سبر مہنے کی گیارہویں شب کو قاصدوں نے سلطان کے

حضور میں آکر اُسکے والد ماجد کے رحلت فرمانے کی خبر گزارش کی تب وہ
بضرورت جلد ہی سے سریر نگہداشت کی جانب روانہ ہوا اولاً بیسویں تاریخ اُسی
مہینے کی سنہ ۱۷۸۲ء میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور جب ماتم اداری کے رسومات اور
ملکہ اداری کے ضروری امور ات سے فارغ ہو چکا تو آرکات کے ملکوں کی طرف پھر کر
فوجوں کی سپہ سالاری کے سہما ت میں مشغول ہوا لیکن جنریل میتھوس نے
جو ادنور کی تسخیر کی اور بدنور و ساحل ملیبار کے آس پاس جو انگریزوں کی فتح ہوئی
تھی یہ خبر متواتر پہنچ چکی تھی پس سلطان کا ارادہ یہ ہوا کہ حال کی بالکل سمجھوں اور
آرکات کی آئندہ فتحوں سے جن کی امید تھی باز آئے اور اپنے ممالک محروسہ
کی پشتی و حمایت کے لئے جو اُسکے نزدیک سب پر ترجیح رکھتی تھی روانہ ہوئے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مارچ کے پہلے ہی دنوں میں سلطان فوجیں چنگامہ کی راہ ہو کر
کوچ کرنے لگیں بھانٹاک کہ مہینہ تمام ہوتے ہوئے ایک شخص بھی آرکات میں
نہ آیا، الغرض سلطان مدد و جبری بھیج کر فوجوں کی ساندہ لئے شتاب بدنور کی جانب
ردانہ ہوا اپریل کے اوائل میں وہاں جا پہنچا، جنریل میتھوس سے اُس مہم میں
بالکل سہوا اور غفلت ہی وقوع میں آئی اُسکو لایق تھا کہ ایسی حصین و محکم جگہ کو
پہاڑ کی کسی چھوٹی گھاٹی میں پناہ کے لئے اختیار کرنا جہاں سے ضرورت و مجبوری
کے وقت ادنور یا اور کسی مضبوط و استوار قلعے کو بھی جاسکتا اور جہاں
ہر طرح کی مدد اور رسد بھی دریا کی راہ سے اُسکو ملتی و لیکن وہ برخلاف اُسکے
شہر بدنور میں جہاں کوئی ایسی پناہ گاہ نہ تھی میسور کی ساری افواج بحر اواج
کے سامنے جسکی سپہ سالاری خاص سلطان عالی منش کی ذات سے متعلق
تھی آکر مقابل ہوا آخر لاچار اور بے بس ہو کے محصور ہو گیا جو صلہ تو اُسکا دیکھا
چاہئے کہ فقط چھ سو فرنگی جوان اور دو ہزار ہندوستانی سپاہی سے وہ بے دھڑک

قصہ

(۶۰۰)

سلطان نے اپنے اس بڑے لشکر کے حسین لاکھ آدمی کا جماد تھا مقابلہ و مدافعت کرنے کو آمادہ ہوا، مگر اُس نے باکی و تہور کا خمیازہ بھی اُسے دیا ہی ملا کہ بن سہی اپنے چیدہ سپاہیوں کو کتوا شہر حریف غالب پر چھوڑ کر شتاب بقدم اضطراب و امان سے بھاگ نکلا اور بناچار ایک حصار میں آکر قلعہ بند ہوا، تب سلطان نے اپنے کتنے دلاور سپاہی کو قلعہ محاصرہ کرنے پر تعینات کیا اور ایک بھاری جمعیت اُنکی شاہراہ کی طرف بھی روانہ کر دی تائے امان آمادہ جنگ اور دشمنوں کی گھات کی جگہ سے چوکس رہیں، جب اس دھپ سے ناکہ بندی اور قلعہ والوں کے پھر جانے کی راہ سدود ہو گئی تو سترہ دن بعد بد نور کی سب محصور مجبور ہو کر اپنی اسیری پر راضی ہوئے، قول قرار اُنسے ہر ہوا کہ عزت و آبرو اہل حصار کی بحال رکھی جاگی پر ہتھیار دنا اُنکے البتہ قلعے کے پشتے پر دھیر کر دیا جاوگا، اور اُنکو چاہئے کہ اپنی خج کی چیز بست پاس رکھ لیں اور جو کچھ سرکار کینہی کا مال ہی سو حوالہ کر دیں اور نہایت نزدیک کے رہتے ہو کر ساحل تک پھر و امان سے جہاز پر چڑھ بنی کو روانہ ہو جائیں راہ میں رسد اور منزل گاہ کی ضرورتوں کی اہتمام سرکار سے کی جاگی اور سو سپاہی سپاہیوں سے جنریل کے اپنے سلاح ساتھ اُمکی پاسداری میں مشغول رہیں سنہ ۱۷۸۳ء کے اپریل کی اتھائیسویں کو اس سپاہ محصور نے قلعے سے نکل کر اپنے ہتھیاروں کا دھیرنگا دیا اور جب بد نور سے ایک میل کے فاصلے پر جا کے مقام کیا تو اُنکے گرد بگرد سلطان کی فوج آکر محیط ہو گئی، دوسرے دن جنریل کو اپنے نشان برداروں سمیت جصور میں حاضر ہونے کا فرمان گیا اور جب دے ملازمت میں پہنچے تو بعد باز جست اور تلاشی کے قید شدید میں مقید ہوئے، پھر دودن پیچھے لشکر کے دوسرے عہدہ دار و داروغہ لوگ اور فوج کا بخشی سبکے سب

طلب ہوئے و مقتید رکھے گئے مگر بخشی منزل گاہ کو پھر گیا باقی سر دارون کی یہ خرابی ہوئی کہ ننگے کپے اور تلاشے لٹے گئے اُنکے پاس سے بہت سا زر نکلا بعد اُسکے اُن لوگوں کو سو کہ دن کی راہ دھوپ میں ننگے بدن با بزنجیر قلعوں میں لے گئے۔ اسمیں تو کچھ شک نہیں کہ جنریل بری تکلیف سے مواہر یہ نہیں معلوم کہ کون سا خاص صدمہ اُسکے مرنے کا باعث ہوا، گمان غالب ہی کہ بری سیاست سے اُسکے سر کو تن سے جدا کیا ہو گا دوسرے سر دارون نے بھی یہی نتائجے جانگداز چکھے سلطان نے اُن قلعے دارون کو بھی جنھوں نے سر تسلیم جھکا یا تھا برخلاف شرط معہود کے ویسا ہی سخت عذاب کیا اس جہت سے کہ جنریل میستھوس کے پاس بد نور میں چوری کا کچھ مال و اسباب پایا گیا اور اُسکی سپاہ نے بھی ممالک محروسہ کے بعضے محال پر بری لالچ سے چڑھائی کر اُنھیں لے لیا تھا چنانچہ سلطان خود ان باتوں کو بیان کرتا تھا، بہر تقدیر چون اُسکے قلمرو میں انگریز کی اُس فوج نے لوٹ پات چھائی تھی جسکے سبب وہ ملک آرکات کی تسخیر پر قادر نہوا یہ بھی ایک وجہ قریب الفہم ہی کہ اُس نے بطور انتقام کے اس طرح اُنکی سیاست و تعزیر کرنے میں اقدام کیا، القصد بد نور مفتوح ہو جانے بعد سلطان مدد و لشکر قہار اور بری بھیر بھارت ساتھ لے منگوار کی طرف روانہ ہوا، چون یہ ممالک محروسہ کے نامی بندرون سے تھا اُسکا لینا بھی خاص کر اُسے اہم ہوا، چونکہ وہ ان کی حفاظت و پاسبانی کے لئے میجر کنہل کی سرکردگی میں یالیوان سالہ اور ہندوستانی سپاہیوں کی کئی پلٹن بری چوکسی سے رہتی تھی، اگرچہ سلطان کے ساتھ بھی بری جمعیت تھی تاہم محاصرہ اور قلعہ سر کرنے کے بالکل کام کا علاقہ فرانسیس کی فوج سے جو سلطان کی ملازم تھی متعلق تھا، چنانچہ یہی لوگ مورچہ اور مددہ بنانے میں سرگرم ہوئے اور اُنھیں کے تردد

و

(۶۵۷)

و کوشش کی جہت سے جولائی مہینے کی ابتدا میں قلعے کے درمیان ایسی ہل چل پڑ رہی تھی کہ محصوروں کے دلوں میں حریف کی ناخست و پرتھائی کا انت ایک نیا کھٹکا لگا ہی رہتا تھا، انھیں دنوں فرنگستان سے فیما بین انگریزوں اور فرانسیسوں کے میل ملاپ ہونے کی خبر سلطان کی شکرگاہ میں پہنچی، تب سلطان سرکار کے ملازم فرانسیسوں نے یہ خبر سنتے ہی انگریزوں کے ساتھ لڑنے سے صاف پہلو تہی کیا، سلطان فرانسس کی جمعیت پر انکی اُس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا لیکن چونکہ جاتا تھا کہ اُسکے ہندوستانی سپاہیوں میں اتادم نہیں جو اُس مہم کو سر کرین بنا چار انھیں فرانسیسوں کو کبھی تو مصلحتہ استمالت اور دلہ ہی کی راہ سے اور کبھی تہدید و تنبیہ کر کے پھر اپنے کام میں مرگرم کر نیکا قصد کرنا رہا لیکن کچھ ثمرہ بخشا اور آخر کار فرانسس لوگ اُسکی شکرگاہ سے چلے گئے، اب منگلور کے محصوروں کے آنے جانے کی راہ بند کی گئی اسے شکر انگریزی میں نہایت تنگی و تکلیف گزرنے لگی اور غلے وغیرہ کی نایابی کے سبب سے اور بھی دے مجبور و عاجز ہوئے بہا تک کہ سلطان کو گمان غالب یہ تھا کہ اب کئی دنوں میں وہ مکان ہاتھ آجایگا لیکن جنرل منگلور کے پہنچنے کی جہت سے جو بدبئی سے تری کے رستے برسی جمعیت اور افراط سے سد لیکر روانہ کیا گیا تھا، وہ امید بر نہ آئی اور صلح کا پیغام درمیان آیا جو سلطان نے قبول کیا، تب سنہ ۱۷۸۲ کی ابتدا میں سر جارج اسٹانٹن اور دوسرا سردار مدد اس سے سلطان کے لشکر میں بعنوان سفارت آئے مارچ کی گیارہویں کو قول قرار مصالحے کا منعقد ہوا اس شرط پر کہ جانبین سے سبکے سب اسیر اور دے محلات جو جنگ و جدال کے زمانے میں طرفین کے عمل دخل میں آگئے ہیں چھوڑ دئے جائیں چنانچہ انگریزوں نے منگلور، آنور اور دوسرے قلعے جو انکے قبضے میں آگئے تھے خالی کر دیا،

ہر چند قلعے اور محلات کے حوالے کر دینے میں طرفین سے سہل و بیدمان کی رعایت عمل میں آئی مگر دوسری شرط یعنی اسیروں کی رائی ہرگز سلطان کی جانب سے ظہور میں نہ آئی، چونکہ انگریزوں کے ساتھ عہد و پیمان ہونے سے کچھ دن آگے مرہٹوں کی بدسلوکی کے سبب سلطان برہم ہو رہا تھا اور ان دنوں لشکر فہار اُسکے تابع اور زمانہ بھی موافق تھا پس فرصت کو غنیمت جان کے اُس نے بہر قصد کیا کہ اپنی تلوار آبداد کے زور سے اُس قوم بنگاگر کی آتش فتنہ انگیزی کو فرو کرے، چنانچہ وہ اُسی عزم پر ملیبار سے بدنور کے رستے ہو کر شانور کی سرزمین سیر حاصل میں آ پہنچا، بہر خطہ قدیم سے نواب عبداللہکیم خان کے بزرگواروں کے قبضے میں تھا جسکا جو تھہ خراج مرہٹوں کی سرکار میں داخل ہوتا تھا، سنہ ۱۷۷۷ء میں حیدر علی خان بہادر نے اس ملک پر تاخت کر بہان کے نواب سے نعلبندی مقرر کی اور اُسکی لڑکی کو اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کے ازدواج میں لی تھی ہر چند شانور کے نواب کو خاندان حیدری میں اسطرح کا ناما رشتہ تھا باوجود اسکے وہ سلطان کے دُعا آنے اور اسکے ملاقات کرنے کو پسند نہ کر مرہٹوں کے پاس چلا گیا، سلطان کی طبیعت پر اُسکی بہر حرکت شاق گذری تب اُس نے سراسر وہ سرزمین کو لوٹ لیا، و نواب کے محاصرہ کو سہارا کیا، بنکا پور کے قلعے کو آگ لگا دیا، اور شانور سے حملہ کر دھاڑا اور بادامی دونوں قلعے لے لے اُن دونوں کے ستھر ہونے سے حوزہ اُس ملک کا سرتا سر دکھن کے اُن محالوں تک جو مرہٹوں کے عمل دخل اور کپڑا یا د کشتنا مذہبون کے بیچ میں ہمیں فراخ ہو گیا ایسی فتوح کی تقویت سے اُدھر تو وہ کشتنا ہی پار ہو بنے اور مرہٹوں کے ملکوں پر فوج کشی کرنے کا عزم ہوا اُدھر یونان کے کارہزادوں نے اس حال سے واقف و غائف ہو زبان آدرا ایلیچون کو بھیج کر

مفت

(۶۰۹)

ماہ کہ سلطان کے شعلہ فہر کو فرو کر قول قرار آشتی کا درمیان لائیں چنانچہ
 سنہ ۱۷۵۴ کے آخر میں باہم میل ملاپ کا عہد و بیمان محکم ہوا اس قرار سے
 کہ سلطان مدد و روح حال کے اپنے تمام ممالک مفتوحہ پر قابض و دخیل رہے مگر شانور
 و ان کے نواب کے حوالے کر دے اس شرط پر کہ وہ اُس کے محاصل سے چوتھ
 مرہون کے پیشوا کو دیا کرے خیر جب سلطان نے اُس طرح سے اپنے تمام
 ریہون کے ساتھ صلح غالبانہ کی بفتح و نصرت میسور کے دارالملک سریرنگاپتن
 کے طرف کوچ کیا، چونکہ اُن دنوں حکومت و سلطنت میں اُس کے خوب استعلاال
 پیدا ہوا اور ممالک محروسہ کے بالکل رعایا اور اطراف کے نواب صوبے
 سب اُس کے منقاد و فرمان بردار ہوئے اُس نے سعادت و کامرانی تحت
 نمرانی پر جلوس فرمایا، اور سنہ ۱۷۸۵ میں خطم ادھونی کو جو جاگیر نواب نظام علی
 مان کے بھانجے مہابت جنگ کی تھی بزور سر کیا، علاوہ کرنول اور کرپے کے نواب
 کی بھی باقی ماندہ ریاست پر جس کے اکثر محلات کو اُس کے پدر بزرگوار نے
 سنہ ۱۷۷۸ اور ۱۷۷۹ کے درمیان اپنے ممالک محروسہ کے متضاف کیا
 تھا مضرت ہوا امتیاز گڑھ کا حصار کہ ہندوستان کے محکم و مشہور قلعوں میں
 شمار کیا جاتا ہی اور مدت تک اُس پر نواب حیدر علی خان مغفور اور مرہون کا
 انت تھا سلطان کے اختیار میں آیا بعد اُس کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ حال بھر تک
 اپنے عہد سلطنت کے سنہ ۱۷۸۶ میں خانگی امور ات کے بند و بست اور
 مالک محروسہ کے قلعجات کی تحقیق و تدارک اور غریبوں و ذخیروں کے تشخص ہی
 میں مشغول رہا، جب اُن مہمات ضروری کے انتظام و ضبط و ربط فراغت
 و منی تب حکم کیا کہ ہر طرح کی یاد شاہی اشیاء و جایداد کئی تعداد کو قلم بند کر کے الگ
 لگ اُنکی فرد بنائیں جو اہر و زیورات اور نضایس گران ہما کامیابہ نقید

قیمت طیار کرین چنانچہ سارا خزانہ چاندی سونے اوریشس قیمتی نفایس کا بعد
قیمت کرنے کے اسی کردار کا مال تھا اس کے سوا نو سو انہی چھ ہزار قطار شتر
تیس ہزار عربی گھوڑے چار لاکھ بیس لاکھ بھیس چھ لاکھ بھیر اور
نیں لاکھ توڑے دار اور نین لاکھ چماتی بدوق، دو لاکھ تلو اور بائیس ہزار
طرح بطرح کی توپ شمار میں آئیں اور بارود کے انبار، اور جنگی اسباب و
تھیاد شمار سے باہر تھے بے سب تو سرکار سلطانی کی اشیائے منقولہ تھیں
اور املاک غیر منقولہ جیسے عمارات و باغات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ
جن میں فقط باغات ہی سوا سی تھے اسی سے باقی ملکوں کو بھی یہ مضمون
اس مصرع پارسی کے ع قیاس کن زر گلستان من بہار مرا،

سمجھ لیا چاہئے، اور افواج برادر خونخوار سوار و پیدل کی مسلح و کمائل ایک لاکھ
چوبیس ہزار سوا اُنکے ایک لاکھ اسی ہزار سپاہی محالوں مخزنوں کی چوکی
پہرے کے واسطے جڑے جڑے تعینات تھے سلطان نے اپنے عمل میں افواج کے
دسویں کو بدل ڈالا یعنی نئے نئے نام شکر کی جڑی جڑی تو لیون کے واسطے
ایجاد کیا، اور وہ احکام جو لڑائی کے ہنگام میں سپاہیوں کو دینے میں قبل اسکے
انگریزی یا فرانسیسی زبان میں تھے اب اُنکی جگہ پر فارسی و ترکی الفاء
مقرر کیے اور سریرنگہتن کے انبار خانوں میں اس قدر غلّوں کا ذخیرہ جو سال بہ
ایک لاکھ فوج کو کفایت کرے جمع کرنے کا حکم دیا، سیطرح اور قلعوں میں بھی بقدر
ضرورت ذخیرہ و آذوقہ طیار رکھنے کو فرمایا بعد اسکے وہ دوسرے تک سنہ ۱۷۸۷
۱۰ اور ۱۷۸۸ میں کورس اور حدود ملیبار کے مستخر کرنے میں مشغول رہا کورس
باجا چار برس سلطان کی قید میں رہ کر زندان سے نکل بھاگا اور فتنہ و فساد
باعث ہو اگر ملیبار کے ماتر لوگ کتنے توجہ بنیاد سے متماصل اور اکثر مسلمان

قصہ

(۶۶۱)

لکھے باقی آن میں سے انگریزوں یا اپنی ذات قبیلوں کے ملکوں کو بکلی گئے،
 اور سلطان دین پناہ نے ستر ہزار نصرانیوں کو جنہیں ملیبار کی سرزمین میں
 بیکر کیا تھا ایک لاکھ ہندوؤں کے ساتھ خلعت اسلام پہنایا، اور اس وسیلے سے
 اس سلطان کی جو غلبہ اسلام اور کثرت ملازم و خدام کے باب میں تھی پوری ہوئی
 نہ کہ ان مصیبت زدہ مظلوموں کے مسلمان ہونے سے سلطان کے ممالک
 روسہ میں مسلمانوں کی جمعیت بہت سی بڑھ گئی سلطان کی حرص مسلمان
 ہونے کی صرف ملیبار کے باشندوں پر منحصر نہ تھی بلکہ کوئٹہ، تور کے رہنے والوں اور
 سرے ہندوؤں کے ساتھ بھی جو اُس کے محل عتاب میں پڑ جاتے تھے یہی
 لوگ ہوتا بہا تک کہ آخر کو اُس کے دیوان پور نیاتک بہت نوبت پہنچی تھی، اگر
 سلطان کی والدہ محترمہ کہ نہایت رحم دل تھیں اُسکی شفاعت نہ کرتیں تو وہ بھی
 ابھی نحو اہی مسلمان کیا جاتا، انھیں دنوں سلطان نے حکم قطعی دیا کہ ممالک
 روسہ کے بالکل بٹکانے اور دیول توڑ کر دھادین، اور باجو دیکہ نشے والی
 نرون میں کردار روپی سے زاید سالیانہ نفع سرکار کا تھا سلطان دین پناہ نے
 اس دین اسلام کے اپنے فائدہ کا مطلق لحاظ نہ کر خرید وخت اُن چیزوں کی
 لبارگی اُتھوادی اور تمام کھجور اور تار کے درختوں کو جڑ پیر سے اکھڑا
 الا اور آئندہ بھی ان درختوں کے گکانے کی مناہی رہی، اور کئی جہاز سرکار
 طانی سے عند اللہ مقرر کیے تھے کہ ہر سال حاجیوں و زواروں کو
 تانہ و کر بلا سے معاف کو لایا و لیجا یا کریں بعد اُس کے کہ انگریزوں کے ساتھ
 مدد و بیان ہو چکا تھا سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ء میں سید غلام علی خان اور دو
 دوسرے سفیر ہر مذہب کو ملک فرانسس کی طرف روانہ کیا تا وہاں
 میں باب میں مطاردہ کریں کہ اُنکی قوم نے انگریزوں کے ساتھ جو سلطان کے

میں مصلحت کیا اور اُسکے کارپردازوں کو انگریزوں سے
 یافت کرنے پر ترغیب و تحریض کرین بیش قیمتی نفایس و قابض اور
 سلطان روم اور بادشاہ فرانس کے نام کے مکتوب اُنکے ساتھ بھیجے گئے، چنانچہ
 سے تینوں سفیرانہ مذکور میں ہندوستان سے فرنگستان کی طرف روانہ ہو کر
 فسطاطیہ میں جا پہنچے، طالبان اخبار کو معلوم ہو گیا کہ یہ سید غلام علی خان دو مرتبہ
 برکار سلطانی سے دولت عثمانیہ کو بطریق سفارت گیا، ایک بار تو سلطان کے
 تحت سلطنت ہرجلو سے فرمانے کے زمانے میں یہاں سے عمدہ عمدہ ہدیے سلطان
 روم کے حضور میں لیا کر مورد الطاف سلطانی ہوا اور اُس ملک کے
 فیض نفیس تحفے شاہ روم سے بادشاہ دکن کے واسطے لیکر پھر آیا پھر دوسری
 دفعہ مکتوب محبت اسلوب لیکر گیا اور اُدھر سے سلطان روم کا نامہ جو اس
 کتاب میں داخل کیا گیا ہے لیتا آیا سلطان کو اپنے جلوس کے ایام سے لیکر ہنگام
 شہادت تک سدا ہندوستان سے انگریزوں کی ریاست اُتھالنے کی دھن تھی
 لیکن چونکہ اس مطلب کے پورے ہونے کی کوئی معقول مذہبیر اُسکے خیال
 میں نہیں گذرتی تھی مگر یہ کہ قوم فرانسیس کو جو ہندوستان میں انگریزوں کے ہمراہ اور
 ردائی و فطنت میں اُنکے برابر ہیں اپنے ساتھ موافق کر ہو جب اس مصرع کے
 نشاید کوفت آہن جزا ہوں، اس مہم کے انجام کرنے میں اہتمام کرے،
 سلیے جب سلطان کے ایلیچی ملک فرانس سے نیل مرام پھر آئے تب
 سنے چاہا کہ پھر دانشمند اور زبان آور ایلیچون کو فرانسیسون کے پاس بھیجے
 چنانچہ اپنے مقربان بارگاہ میں سے محمد درویش خان اور اکبر علی خان و محمد عثمان
 ان کو اس کام کے واسطے تجویز کر کے دارالملک فرانس کی طرف روانہ
 یا، چنانچہ دے جون مہینے کی نو بہن ۱۷۸۸ میں شہر طولان میں پہنچ کر جہاز سے



(۶۶۳)

۲۰ برے فرانسیسوں کے بادشاہ نے جو سو لہو ان لوئس کہلاتا تھا بری عزت و توقیر سے ان کی ملاقات کی، پھر تیسری آگسٹ کو ان سفیروں نے پروانگی باریابی کی پا کر انگریزوں کی قوم کو خطہ ہندوستان سے نکالنے کے باب میں سلطان کی طرف سے کمک و مدد کی استدعا کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ ان دونوں سرکاروں کی سعی و کوشش سے جتنے ملک مستحر ہو گئے اور ختمہ و غنیمت کا مال ہندو لگیگا با ہم دوستانہ حصہ برابر تقسیم کر لیا جائیگا، ہر چند یہ پیغام متضمن ترقی جادو حشمت فرانسیس کے بادشاہ کو نہایت خوشی کا باعث تھا پر وہ بالفعل اُن درخواستوں کے منظور کرنے میں بسبب قرضداری کے بار کے مجبور تھا با اینہم اُس نے اُن دوستانہ پیغاموں کے جواب میں سفیروں سے کہا کہ تم ہماری طرف سے بعد اظہار لوازم دوستی و محبت کے سلطان کے خدمت میں یوں ظاہر کرو کہ یہ مخلص خیر خواہ بمحرد فارغ ہونے اپنے خانگی امور ات اور ملکی مہمات سے سر و چشم امداد و کمک کے لئے آمادہ و مستعد ہو گا، خیر جب سلطانی سفیر کئی مہینے تک شہر فرانس میں رہے اور شہر طین مہمان نوازی کی برے برے تکلف سے اُنکے لئے عمل میں آئیں اسکے بعد دے توقیر و تکریم کے ساتھ فرانسیسی جہاز پر سوار ہو ہندوستان کے عازم ہوئے اور سنہ ۱۷۸۹ کے ۷ مہینے میں سریرنگپتن آ پہنچے، لیکن چون وے اس سفارت میں ناکام پھر آئے اور سلطان کا جو مرکز خاطر تھا حاصل نہوا تھا اس لئے بری بنے التفاتی سے اُنھوں نے حضور میں بار پایا، جب سلطان کو فرانسوں کی طرف سے اعانت کے باب میں مایوسی ہوئی تب ملک ستانی کے حوصلہ بلند سے کنگا توڑا اور جیاگوتتا ان دونوں قلعوں کے لینے کے قصد پر جنگ کی طیارہ کی، ان قلعوں میں پہلے دیرھ سو برس تک قوم دج کی عملہ اسی تھی سنہ ۱۷۷۹ میں نواب حیدر علی خان نے اُنھیں کے لیا تھا مگر

چونکہ دے لوگ اندھون میں کہ نواب بہادر اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہوئی
اُسکے شریک و مددگار ہوئے تھے، اس لئے نواب نے پھر وہ حصار اُنھیں کو
دے دالا تھا جسے قلعے تراون کور سے اُن کی طرف ہیں راجا بہان کا جو انگریزوں کے
ہواخواہوں سے تھا اُن حصاروں کے دخل کرنے کی بری تمنا رکھتا تھا چنانچہ وہ کئی بار
دُج کے کارپردازوں کے پاس اُنکی خریداری کا پیغام بھی بھیج چکا تھا، اور
یہی بات سلطان کی ناخوشی کا باعث ہو اکیونکہ وہ قلعے کو چین والے راجا کے
متعلقات سے ہیں جنگاخراج بطریق نعلبندی سرکار حیدری میں داخل ہوتا تھا پس
یہ دو قلعے بھی سلطانی قلمرو کے تحت میں تھے اور اس لئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ء
میں دُج کے کارپردازوں سے بھرا اُن حصاروں کو پھیر مانگا جس پر اُن لوگوں نے
سلطان کے رعب و دہشت کے سبب اُس راجا سے قلعوں کی فروخت کا معاملہ
پخت و پز کر کے جلد اُنھیں اُسکے کارپردازوں کے حوالے کر دیا، سلطان اُنکی
اس حرکت سے نہایت برہم ہو کر سنہ مذکور کے جون مہینے میں بری جمعیت
ہمراہ لے کر نگاٹور کی جانب تسخیر کے ارادے روانہ ہوا، تب تراون کور
کے راجا نے انگریزوں سے کمک مانگی، سلطان اس حال سے اور بھی آشفتمند
خاطر ہو کر اُسکے ملک پر لشکر جرار لے کر بڑھ گیا، اور اُن تیسویں دسمبر کو تراون کور پر
حملہ کر کے ناکام پھر آیا اور آدمی بھی اُسکی فوج کے اُس لڑائی میں بہت مارے
گئے، چونکہ سلطان کا بہرناخت کرنا برخلاف اُس مصالحے کے جس کا عہد و پیمان
بنگلور میں منعقد ہوا تھا اور راجا مذکور کے ملک کی حفاظت بھی اس صلح کی
شرطوں میں ایک بری شرط تھری تھی وقوع میں آیا اس جہت سے انگریزوں
نے ناخوش ہو کر راجا کی مدد کو کئی پادتن بھیج دی سپر بھی سلطان نے اپنی دھن
بخصوص آدمی اور دوبارہ مارچ کی چھٹی سنہ ۱۷۸۹ء میں اس پر چڑھائی کی اور



(۶۶۰)

پھر شکست اٹھائی، بعد اُس کے سر برنگپتن سے بھاری توپخانہ منگو کر ہندوستان
 ابریل کو ہٹا کر کے درو بست اُس سرحد پر داخل کر لیا راجا کی فوجیں وہاں سے
 مجبور ہو اپنے ملک کی طرف پھر گئیں، سلطان نے اُنکے تعاقب میں لشکر بھیجنا
 صلاح بنان کر نرنت کر بھاگتا تو درناخت کی اور برتی اہتمام سے محاصرہ کر کے
 جلد اُسکو بھی مفتوح کیا اور جیکوٹہ پار و کوڑیا پالی اور کئی قلعے سہج میں لے گئے
 جب تراونکوڑ کے اتر کی فوج سر ہو گئیں سلطان نے اُس سرحد کے ناخت
 ناراج کرنے کو حکم دیا، جبکہ سلطان کی اس جرات و سبقت کو انگریزوں نے
 خلاف عہد اور مقدمہ جنگ کا سمجھا تب اُنھوں نے راجا کی مدد کے لئے کرنیل ہرٹلی
 کو ایک برتی فوج کے ساتھ بھیجا اور بذہنی و مداراس کی افواج میں بھی اُنکے
 سپہ سالاروں کے نام پر جنگ و حرب کے آمادہ ہونے کو فرمان گئے اور اُسی
 عرصے میں مرہٹے اور نظام علی خان کے پاس بھی انگریزوں کی طرف سے آشتی
 کا پیغام بھیجا گیا تاہم لوگ اُن سے ملکر سلطان کے مقابلے کو اپنی اپنی فوج
 طیار کر رہے وے دونوں تو سلطان سے بدل عناد رکھتے ہی تھے اس پیغام کو جلد قبول
 کر لیا سلطان نے اس خبر سے تراونکوڑ کی فوجکشی موقوف کر کے سر برنگپتن کی
 جانب مراجعت کی اور مداراس کے کارپردازوں سے درخواست ایک ایپچی
 کے روانہ کرنیکی کی تا اُس کے ذریعے سے تراونکوڑ پر سلطان کے چڑھائی کرنے کی
 وجہ بخوبی اُنھیں معلوم ہو جائے، پر اس درخواست کو جنرل مینڈوس نے قبول
 نہ کیا اور کہا کہ بہر بات ظاہر ہی کہ سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ء کی شرطوں کے
 برعکس انگریزی اسیروں کے بھیجنے میں خلاف عہد کیا اور باوجود اس عہد و
 پیمان کے، سرکار انگریز کے خیر خواہ کی سرحدوں پر تعدی کا ہتھ پھیلا یا،
 القصد سنہ ۱۷۹۰ء کی ہندوستان میں جون کو جنرل مینڈوس نے ایک فوج جنگیں

کے ساتھ سلطان کے ممالک محمد سوم میں داخل ہو کر پہلے تو کرد کے قلعے میں
 عمل کر لیا پھر یہاں سے دارا پور ام اور کوئٹہ اور جا کر ان دونوں کو بھی سر کیا،
 اُدھر کرنیل اسٹوارڈ نے یگل اور ہلیکا پری پر قابض و مسخرت ہو گیا، اب
 جنرل مینڈوس نے ہر قصد کیا کہ انھیں گھات ہو کر مسور میں داخل ہو، اور
 جب تک یہاں انگریزی فوج کو نہ بتا تو میں آذوقہ جمع کرنے میں مصروف تھی
 اُدھر کرنیل فلانڈ اپنی پلٹن سمیت سٹیوننگل مسخر کرنے کو آگے بھیجا گیا، تب تو
 جنرل مذکور نے اس مہم کو بری آسانی سے سر کر لیا، جس عرصے میں کہ انگریزی
 فوجوں نے اب انڈیا و تصرف کیا شکر سلطانی کی طرف سے کسی طرح کا
 انکار افعہ و مقابلہ نہوا اگر فقط سید صاحب کے رسالے کے سوار اور کتنے ہندو
 لوگ ہی تو کبھی کبھی انکی ہنگامہ و سپاہ کا اسباب لوٹ تاراج کر پس ماندوں
 افوج کے بھولے بھٹکوں کو مار لیتے، چونکہ ان دونوں سلطان کے کوچ مقام کا کچھ بھی
 حال ظاہر نہ تھا، ہر گمان گذرنا تھا کہ اب تک وہ سریر بکپتن ہی کی اطراف میں ہی
 آگاہ سپٹنبر مہینے کی تیر ہو میں کو شکر سلطانی کے ہراول نمود ہوئے جنھیں کرنیل
 فلانڈ کے طلبہ داروں نے دیکھا، پھر کئی ساعت بعد سلطان کی فوج بھی حسین
 اور ہزار جوان مع ایک برے توپخانے کے تھے کار و آوار کے میدان میں آن پہنچی
 ہماروں نے پہنچنے کے ساتھ ہی انگریزی پلٹنوں پر گولے اور گولیوں کا سینہ ہر سایا دن
 سے تو طرفین سے بازار گشت و خون کا گرم ردا اور اکثر دیران طالب نام کام آئے، شام کے
 وقت دونوں شکر میدان جنگ سے تفاوت آکر اُترا، کرنیل فلانڈ مستعد تھا کہ انگریزی
 شکر سے جا ملے، پر بار برداری کے چار پایوں کے نہونے کی جہت سے آخر کو سمجھواری
 نت ساجھاری سامان و مرانجام اور توپخانہ پیچھے چھوڑ کر سپٹنبر کی جو دھو میں اپنی
 جمع سمیت روانہ ہوا، ساتھ ہی اُسکے سلطانی فوجین بھی وہاں جاہرین سارا دن تو



(۶۶۷)

طرفین کو دھور ہی دھور سے گولے مارنے لگا لیکن سہ پہر کو چار کے عمل میں جب عربی کا
شکر اپنی منزل نگاہ کو پہنچ چکا تھا بری لڑائی ہوئی اور تین گھنٹی تک قابم رہی،

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گیے تب سوئے خیمہ جنگ آوران

مذاں جب سلطان نے مراجعت کی تو انگریزی پلٹن بے کھتیکے ویلاڈی کی جانب
ٹل نکلی اور دوسرے دن وہاں جا پہنچی، اُدھر سے جنریل مینڈوس سلطان فوج
کے پہنچنے کی خبر پاتے ہی کرنیاں فلانہ کی مدد کو چلا، لیکن چونکہ اُسکے رہنما غلطی سے
سیرنگل کے رستے بجا کر اُسکو دامیکوٹے کو لیگئے، اس لئے جنریل اور کرنیاں سے
الاقات نہوئے پائی اور دونوں کی فوجیں بے دیکھنے ایک دوسرے کے آگے
سیچھے ہو گئیں، پر سلطان نے چون اپنے دل میں جنریل مذکور کی اس حرکت کو
ہموکھا سمجھا کہ وہ درپردہ یہ چاہتا ہی کہ اپنی فوج لیکر سریرنگپٹن اور اسکے شکر کے بیچ
اٹل جو لہذا وہاں سے معاودت کر پھر بوانی مذی کے پار جا اُسکے اُتر کے کنارے پر دیر کیا
نہتک اُدھر انگریز کی پلٹنیں آپس میں ملکر کوئٹا توڑ پھر گئیں، چونکہ سلطان کی سرکار میں
ار برداری کے چار پائے ہستایت سے اور شکر ہی اسباب و ذخیروں کے کہیں
بجانے میں شدت سے پھرتیلے تھے اور اُسکے غارتگر سوار بھی ہمیشہ اطراف
وج کی چوکی پہرے میں نہت چوکس اور ہشیار اور انگریزوں کے جاسوس سے
بردار رہا کرتے تھے بلکہ جب اُنہیں سے کسی کو پانے بے دھڑک مار ہی دالتے
تھے اور دمہ دم انگریزی پلٹنوں کی خبر میں سلطان کو پہنچایا کرتے اس جہت سے
مذہبوں کو تو سلطان کی روانگی کی اطلاع نہوتی اور سلطان کو اُن لوگوں کے
وج مقام کا حال خوب معلوم رہتا، القصہ جب اس کے کار برداروں نے جانا

کہ جنرل مینڈوس کی سپاہ اتنی نہیں تھی کہ اُسے عہدہ برائے جیسی چاہتے
 سلطان کے دیسے ابوہشکر کے سامنے ہو سکے، تب کرنیل مکسون کو حکم
 ہوا کہ وہ اپنی جمعیت سمیت کوئٹہ اور مین جنرل مذکور سے جا ملے، جاسوسوں نے
 خبر سلطان کو پہنچائی تب وہ جھڑپت کرنیل کے مقابلے کو روانہ ہو واپس
 جا پہنچا اور تین دن تک پیہم اُسکی فوج پر گولے مارتا رہا لیکن کرنیل اُسکے سامنے سے
 تپل کر جنرل مینڈوس اور اُسکے لشکر کے پہنچنے کا منتظر تھا، جب نوین نوہر میں
 سلطان کو جنرل کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو اُسے ترنت پولاسیتی کی طرف کوچ کر اپنی
 فوجوں کو حکم دیا نادے اعدا کے سناٹے نہ کر اُسے آمین، چونکہ اندون سلطان
 پر سمجھتا کہ اعدا کی افواج کا مدافعہ اُسے نہ ہو سکیگا، اپنے والد مغفور کے قدیم
 رویے کو اختیار کر ملاک محروسہ کی محافظت و پاسبانی چھوڑا اعدا کے ملاک
 و رعیت کو تباہ کرنے پر مستعد ہوا پس میسور کی طرف بھاگ کر شمالی اطراف
 کے دکھن روانہ ہوا اس ارادے سے کہ تنجور کی سرزمین ہو کر ایک ایک کی تر چنابی پر
 جا پڑے، مگر جب کلیرون نامے ندی کے کنارے پہنچا تو اُسکی طغیانی اور جوش
 و خروش دیکھ کر مجبور ہوا، کیونکہ اگرچہ عبور کرنا روکا ممکن تھا پر اعدا کی افواج
 چون اُسکے لوتنے کی راہ بند کرنے کے لئے تعاقب میں تھیں وہ بائیں ہاتھ کو مڑ کر رستے
 میں جتنے دھات اُسکے سامنے آئے سرتاسر لوت پات سے خاک سیاہ کیا پھر دستبر
 مہینے میں اُسے جا کر تھیا گڑھ کو گھیر لیا، پر کچھ فائدہ نہ ہوا، جب سترہ دن محاصرے
 کو گزرے تو ترنالی چٹاپت، دانت بواش کے رستے آگے کو کوچ کر راہ کے
 درمیان شہر وں کے اجارے برہمنوں، بتخانوں کے اسیر و پلید کرنے
 میں جو اُسکے معمولات سے بخدادریغ نکلیا، بعد اُسکے وہ پانچ پجیری کو روانہ ہوا
 اُنس امید پر کہ فرانسسوں سے کچھ مدد مانگے یا سرنو اُنکے شانہ دوستی و اتحاد کا عہد کرے،

و

(۶۶۹)

مگر اس جہت سے کہ اُنکے حاکم نے انگریزوں کے ساتھ ہر اقرار کیا تھا کہ وہ زہار
 طرفین جنگجو سے کسی کی کمک نہیں کرینکا سلطان نے بناچار وہاں سے ناکام پھر کر
 برما کایل کے قلعے کو سر، اور اُس لڑائی کے زمانے میں خوب ہی اپنی سرشکری
 کا جو ہر ظاہر کیا جنگ کے آلات اور سپہگرمی و دشمن سوزی کے دانو گھات کو
 ایسی ہشیاری اور ہردلی سے استعمال کیا کہ اُسکی چالاکی و جوانمردی نے انگریزوں
 کا سارا منصوبہ غلط کر دیا چنانچہ اب انھیں میسور کی برتری سرحدوں کا لینا تو دور کنار
 ایک اور نیا اندیشہ پیدا ہوا کہ سلطان کہیں مدراس کے آس پاس کی سرحدوں پر
 شکرکشی نہ کرے اور وہاں کے رہنے والوں کو طرح بطرح کے رنج و مصیبت میں
 نہ ڈالے، لیکن چونکہ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۱ سال میں بنگالے کی طرف سے ایک براسنگین
 شکر اور مبالغہ خطیر لیکر مدراس میں آ پہنچا اور مرہٹے اور نظام علی خان کی فوجیں
 بھی یونان و حیدرآباد سے انگریزوں کی مدد کو روانہ ہوئیں زمانے کا رنگ ہی
 اور ہو گیا تب سلطان نے کرناٹک کی اطراف سے اپنے ممالک محروسہ کی حفاظت
 و پستی کے لئے جلد کوچ کیا اُنتیسویں جنوری سنہ ۱۷۹۱ میں لارڈ کارنوالس مقام
 دہوت سے سپہسالاری کا عہدہ لیکر گیا رہو بن ضروری کو دیلور میں آ پہنچا سلطان
 نے یہ سمجھ کر کہ انگریزی ہڈتیں انبورا کے گزارے گھات ہو کر میسور کی سرحد
 میں داخل ہونگی اپنی فوج کو اُس اطراف میں جمع کیا لیکن لارڈ ممدوح دیلور چھوڑ کر
 اُتر کی جانب روانہ ہوا اور پہلے اُسکے کہ سلطان اُسکی اس روانگی سے خبردار ہو
 مگلی گھات میں داخل کر سلطان کے قلمرو میں داخل ہوا کو لارڈ اور ہسکوٹ کے
 باشندوں نے بے دونوں قلعے بننے مزاحمت و مقابلہ اُسکے حوالے کر دیا، پانچویں
 مارج کو لارڈ موصوف اپنی ہڈتوں حمیت بنگلو رکی نواح میں جا کر اور سلطان نے
 بھی اپنی فوجیں لیکر انگریز شکر گاہ کے مقابلے میں آدیرا کیا بنگلو ر کا قلعہ دونوں

شکر کے درمیان رہا، اُسیدن انگریزی سواروں نے جو تربت کے شکر کی کیفیت دریافت کرنیکو متعین ہوئے تھے افواج سلطانی کے ایک غول پر حملہ کیا، لیکن بری جہد و جہد کے بعد مجبوری کی حالت میں ناکام پھر گئے اور انکے شائع والے بہت سے مارے پرے شہر پنتنبہ تاخت کر غنیمت لے لیا میسور کے بہت جوان کھیت آئے اور قلعہ بھی اُسکا اکیسویں مارچ میں بلوے سے مستخر ہوا، قلعہ ار ہزار سپاہیوں سمیت مارا پرا باقی ماندہ سپاہ اسیر ہوئے ایسے واقعہ کے حادث ہونے سے سلطان نے پہلے تو لارڈ کارنوالس کو موقت صلح کے واسطے ایک نامہ لکھا مگر جب جواب اُسکا خاطر خواہ اُسکو غلامت اپنی فوج کی سرداری و خبرداری میں سپہسالاروں کو مقرر اور انھیں یہ تاکید کر کہ تم بہانہ اعدا کی تاخت سے ہٹیا رہنا، آپ سریرنگپتھن کی طرف روانہ ہو انا دوان جا کر پناہ کے سامان کو سرانجام کرے اٹھائیں کو اسی مہینے کی لارڈ مہدوچ اس ارادے بنگلور سے چلا کہ سپاہ نظام علی خان اور اُسکے ہمراہ کی فوج میں جو انور گڑھ سے چلی تھیں جاملے، اپریل کی تیر ہو میں کو انگریزی لشکر نظام علی خان کے فوج تک حسین پندرہ ہزار سوار تھے جا پہنچا، بعد اُسکے لارڈ موصوف اپریل مہینے میں ۱۷۹۱ کے بنگلور کو پھر آیا، پھر مہینے کی تیسری کو اُسے سریرنگپتھن کی طرف کوچ کرنا شروع کیا اور مقام اراگیری میں پہنچ کر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا سلطان نے اپنی فوج کو کاویری ندی کے اتر کنارے پر حکے سامنے چور بالو باد لہل تھی لڑائی کے واسطے طیار کین، پندرہویں کو لارڈ کارنوالس نے اُسپر حملہ کیا اور بری کشش و کشش کے بعد، بسبب لا چاری کے دوان سے نکل قلعے کی توہوں کی آرمین آکر مقام کیا، اُدھر سے بنی کی پلٹن بھی چکا جنریل ابرگر بھی سپہسالار تھا، بہانہ مہدوچ کی فوج کے پہنچنے سے کئی دن آگے ہی پہنچ چکی تھی،

و

(۶۷۱)

۱۰۔ لارڈ موصوف چاہتا تھا کہ ان دونوں پلٹنوں کو ایک ساتھ شامل کرے مگر چونکہ ایام بارش کے سبب نہ بیان جڑھی ہوئیں تھیں اس مطلب میں تاخیر واقع ہوئی، جب تو اُسے بھی اس راہ سے اور بھی دوسرے موانع کی جہت سے سریرنگپتھن کی جڑھائی، دوسری لڑائی پر موقوف رکھ جنریل ابرکرنہی کو ترنت مایبار کی جانب جانے کا حکم دیا، جنریل مذکور جون بار برداری کی ناداری کے سبب تو بچا نہ اور جنگ کا لوازمہ کچھ بھی ساتھ نہیں لے گیا تھا، باوجود اسکے سلطان غارتگر سواروں کے ہتھوں شدت سے تنگ کیا گیا، کیونکہ ان لوگوں نے کچھ شکاری ساز و سامان تو لوٹ لیا، سپاہیوں میں سے بعض بعض کو اسیر اور کتھن کو قتل کر دالا اور بالکل انباروں میں باروت کے جو پریاپتھن نامے بتانے کے درمیان دھیر کر رکھی گئی تھی سلطان کے حکم سے آگ لگا دی، الغرض کہ ان سواروں نے انگریزی شکر گاہ کے آس پاس کی سرحدوں میں تنکے بھر کی جیر بھی باقی نہیں چھوڑی تھی حریف کے آدھے سواروں کو پیادے چلنے کی نوبت آئی لارڈ کارنوالس کے شکر میں ہر روز مواشی جانور ہزاروں مرنے لگے، راسد کی راہ اس طور سے بند کی گئی تھی کہ غنیم کی فوج میں ایک میل چاول بھر کا بھی پہنچنا ممکن نہ تھا، اس طرح اخبار و نامہ پیام کی تمام راہیں یک لخت سد و د کردی گئی تھیں یہاں تک کہ خبر مرہٹوں کی افواج کی جن کے ہر سرام بھاوا اور ہری پندت مرغھہ اور سریرنگپتھن میں پہلے ہی انھیں پہنچنا ضرور تھا نہیں پہنچ سکتی تھی، ناچار لارڈ موصوف ایسی بے بسی و لاچارگی کی حالت میں اس درجے مجبور واکر خواہی نخواہی اُسے تمام ساز و سامان اپنے تو پخانے کا برباد کرنا گولوں کو دیبا میں دالنا، آلات شکر کشی کے بالکل چھکڑوں عربوں کو جلانا اور مے پینے کی چھبیسویں ہنگلوں کی جانب ناکام بھر جانا ضرور ہوا اور اُدھر اسی جہت سے

سربرنگپش کے قلعے سے مبارکباد کی باتیں دغے لگیں رات کے وقت سارے شہر میں اس خوشی سے روشنی کی گئی، درباریوں اور حضور کے مقربوں نے تہنیت کی رسمیں ادا کیں کہ الحمد للہ اسے قوی دست اعدائے دولت اس دوسری لڑائی میں شکست پا کر ناشاد نامراد بھرائے گئے باوجود اسکے سلطان کے دل پر چون روزمرہ اُسے فتح مندی کے ساتھ مرہٹوں کے آگے برہے آنے کی خبریں پہنچتی تھیں خوب اس بات کا نقش تھا کہ ہر چند افسون و عزیمت سے آسیب ان سفید دیوؤں کا دارالتسلط سے کچھ دور ہوا لیکن سنجیر اُنکی ہنوز قرار واقعی عمل میں نہیں آئی اس واسطے لارڈ کارنوالس کے پاس صلح کرنے کے باب میں ایک نامہ لکھا، جب اُسکے مضمون سے لارڈ موصوف نے معلوم کیا کہ انڈون جو انگریزوں اور اُنکے خیر خواہوں مرہٹے اور نظام علی خان میں باہم میل ملاپ کا عہد بیمان ہو اہی سلطان اس جتنے کے توڑنے اور فقط آپ ہی انگریزوں کے ساتھ اتفاق اور وفاق رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں، تب جواب میں یوں لکھا۔ بھیجا کہ میں آپ کا کی طرح کا پیام حسین خیر خواہان انگریز مرہٹے اور نظام علی خان شریک و متفق نہوں منظور نہیں کر سکتا، علاوہ طرفین سے کچھ عہد و پیمان قرار پانے کے پہلے یہ بات نہایت ضرور ہوں کہ آپ انگریز کے سارے اسیروں کو حوالے کر دیجئے، جس پر سلطان نے تھیک تھیک حقیقت حال بیان کیا کہ اُنکے اسیروں میں سے ایک بھی اُسکے بھان نہیں ہوں، اور چونکہ وہ یقیناً جان چکا تھا کہ لارڈ کارنوالس اپنے خواہوں کی عہد شکنی جائز نہیں رکھنیکا اس لئے دوسرے عہدوں کو اپنے ساتھ ملانے یا اُنھیں آپس کے معاہدے سے پھرانے اور اپنے تئیں انگریزوں کی دوسری لڑائی کے خطروں میں ڈالنے کے درپہی نہوا اب جو انگریزی لشکر گاہ میں مرہٹوں کے رسد لیکر پہنچنے

وہ

(۶۷۳)

مے تنگی مکی جگہ فراخی کا سامان پیدا ہوا جسے لارڈ کارنوالس کو کچھ دن
میرنگپٹن کے حوالی میں تھہرنا تو ممکن ہو اپر سردست دستیاب و درست ہونا
ان حربی اسباب و ہتھیاروں کا جنھیں اُس نے ابھی تباہ و برباد کیا دشوار تھا اور بے اسکے
محاصرے کا قصد کرنا بھی معلوم، تب اپنے شکریوں کو حکم دیا کہ کرناٹک اور میٹور
کے بیچ سے آنے والے کسی کوئی راہ دھونڈھ نکالیں جسے اسباب اور ذخیروں
کے لیجانے کی سہولت اور بنگلوں میں رسد و جنگی سامان کے جمع کرنے کی
صورت ہو، جون مہینے کی چھتھی تاریخ افواج متفقہ نامکنگل مولبد رگ اور اوتری
درگ کے رستے سے جولائی کی ساتویں کو بنگلوں کی نواح میں پہنچیں، تب
مرہٹوں کی فوجیں چیتل درگ کی جانب روانہ ہوئیں اور نظام علی خان کے
سوار لوگ کنجیکوٹے کی طرف گئے انگریزوں کی پلٹن نے بنگلوں کو کوچ کیا
جولائی مہینے میں انگریزوں کی فوج سے ایک غول نے اوسو کا حصار
سر کر لیا اتفاق سے وہاں ایک روز نامچہ اُنھیں ملا جسے معلوم ہوا کہ تین شخص
فرنگی جو اُس قلعے میں اسیر تھے سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے، انگریزوں کی پلٹن
ادسور کے گرد و نواح میں رہتی تھی کہ کرناٹک سے بھی ایک بری جمعیت وہیں
اُنکے ساتھ آئی، جب تو انگریزوں اور اُنکے خواہوں کی سپاہ نے آگٹ
سپٹمبر اکتوبر ۱۸۵۷ء میں مہینے کے درمیان کتنے ہی قلعے اور حصار جن میں سے
کئی انجینی درگم اور دیہ درگ راے کو تانندی درگ برے نامی اور مشہور
تھے اپنے تحت و تصرف میں کر لیا، اسی ایام میں جاسوسوں نے سلطان کے
گوش گزار کیا کہ کوئٹہ نوپڑ کی سرزمین جو انگریزوں کے دخل میں ہی اُسکے نگہبان
سہتا ہی تھوڑے سے مہینے میں سلطان نے ایسے قابو کے وقت کو غنیمت
مان کر اُسکے مستح کرنے کے لئے ایک فوج تعینات کی، پھر میر فرالدین خان سپہ سالار

کے ہر اہل بری ملک بھیجنے کے سبب سے وہ نعلیہ بھی سر ہو گیا اور لفظ نعلیہ
 کارلس اپنے ایک ہزار سپاہی سمیت اسیر ہو آیا، سلطان اسکے کچھ دنوں
 بعد ایک جماعت سپاہ کی جو بد نور سے آتی تھی اسکے مقابلے کے ارادے اس
 طرف روانہ ہوا، وہاں سلطان کے پہنچنے ہی مرہٹے کی فوج میں جو پرسرام بھاو
 کی اہتمام سے چیتل درگ کا قلعہ گھیرے پری تھی ہل چل پڑ گئی، لیکن سلطان
 اپنے کام کو انجام کر سریرنگپتن کا عازم ہوا اب لارڈ کارلوس جسے کرناٹک
 اور چند آباد کے درمیان آنے جانے کی راہ مل گئی تھی اس بات پر مستعد
 ہوا کہ بنگلور اور سریرنگپتن کے بیچ میں جو قلعے ہیں انھیں لے لے جنہیں سے
 ساوند رگ اور اُتری درگ لے دو توں ترے بھاری اور مشہور حصار ہیں،
 بلکہ ساوند رگ تو جمہور خلائق کے گمان کے موافق ان حصین و متین قلعوں میں
 محسوب ہی جنکے سر کرنے میں ترے ترے اولو العزمون کے بھی ہاتھ پانوں کا پتہ
 نہیں ہوا اسکے گرد و نواح کی اس درجہ رسی کہ اکثر طبیعتوں کو نا موافق
 پڑتی ہی اور اس لئے اسے مرت گری یا موت کا پہاڑ کہتے ہیں سلطان اس گڑھ کی
 استواری اور اُمکی ہوا کی ردا رت پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ جب گویندے اسکے
 پاس خبر لائے کہ انگریزوں نے اسکے مستخر کرنے کا قصد کیا ہی تب وہ نہایت
 خوش ہو کر فرمائے لگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ انکی آدھی فوج تو غازیوں کی نواہ
 آبدار سے زہرا بہ مرگ چکھیگی اور بقیۃ السیف ابکھی بادِ محمود کے جھونکے
 میں برباد ہوا جائیگی، القصہ سنہ ۱۷۹۱ کی دسویں دسمبر میں لارڈ کارلوس
 نے اس قلعہ حصار پر چڑھائی اور اس کا محاصرہ کر کے گیارہ دن کے عرصے میں
 اسے مستخر کر چوسوین کو اُتری درگ بھی سر کر لیا، افواجِ سلطانی کے لوگ
 انیسے رعب میں آگئے تھے کہ فرنگستانوں کو دیکھتے ہی قلعہ چھوڑ بھاگ نکلتے،

و

(۶۷۰)

دام گرتھ وغیرہ بھی تھے راج و مقابلہ انگریزوں کے ساتھ آیا بلکہ درو بست وہ سرزمین سنگلاخ جو مابین بنگلور اور گادیری ندی کے بھی اُنکے قبضے میں آگئی نظام علی خان کی سپاہ نے آگٹ مہینے سے نو ہفتہ تک گرم کدے کو محاصرہ کر کے نیچے کی گڑھی لے لی، تب اس گڑھی کی محافظت و نگہبانی کو موید اللہ و عرف حافظ جی سپاہیوں کی ایک بڑی جمیعت کے ساتھ وہاں رہا اور باقی سپاہ حاکم نواب سکندر جاہ سرشکر تھا وسط دکن میں کولار کی طرف کوچ کر گئی اسی مابین میں اسی مہینے کی اکیسویں کو شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار سوار کی جمیعت سمیت مانند باد صرصر روانہ ہو کر ناگمان سر پیتا پر توت کر مغلیوں کی بالکل جماعت کو جو وہاں کی پاسبانی میں مشغول تھی اسیر کر لیا قلعے کے پاسبانوں کو تازی کلک سے قوی دل کیا اور بہت سے سرداروں کو اُنکے اہل و عیال ساتھ قلعے سے نکال بخیرو عافیت سر برنگیتن کی طرف مراجعت کی، جو ن مہینے میں جب مرہٹوں کی فوج پر تمام بھاؤ کی اہتمام سے چیتل درگت میں آ پہنچی تو اُس سردار نے اس حصار کے آثار و اوضاع کو دیکھ کر بہر معلوم کیا کہ لڑ بھڑ کر اسکا سر کرنا دائرہ امکان سے خارج ہی اسبواسطے چاہا کہ رشوت دیکر کو تو ال کو ملا لے تا اس وسیلے سے قلعہ بلجائے لیکن جب یہ بھی نہ ہو سکا، تب وہ چندے اُس نواح میں رہ کر اُس سرزمین کو خراب و تباہ کرنا، آخر الامر اُس سرحد کے پچھم طرف اُس نے آ کر انگریزی لشکر کی پشتی سے ہولی ہنور اور کئی اور قلعوں کو مستخر کر فتح پائی، چونکہ سلطانی ممالک محروسہ میں فقط کنڑے اور بہنور کی سرزمین افواج متفقہ کی تاخت تاراج سے بچ رہی تھی سلطان انھیں محالوں سے حسب احتیاج غلہ منگوایا کرتا لیکن چونکہ مرہٹے کے لشکروں کا بھی خوف لگا ہی رہتا تھا کہ مبادا وہ سے تذبذب ہندو اندھی بار ہو کر اُن مکانوں پر ظلم و ستم کا ہاتھ

درازا کر بن اس لئے سلطان ہشیاری و پیش بندی کی راہ سے وہاں کی خبردارائی و حفاظت کے واسطے نواب علی رضا خان کے ہمراہ ایک بھاری جماعت سپاہ بھیجی، پھر سردار تنب ندی کے پیچھم کنارے کے پاس جا کر سموکا نام حصار اپنے چند اول میں رکھ کر اتر پڑا، مرہٹوں کا لشکر سنہ ۱۷۹۱ء کی پچیسویں اور چھبیسویں دہائیوں کو آگے پیچھے بھدرا اور تنب ندی جو دونوں اُن دونوں پایاب تھیں پار ہوا، تب انگریزی پادشہ اسکی مدد کو پہنچ کر میسور کی فوج پر دور پڑی اور بری ننگہ کے بعد فتح مند ہوئی نواب مذکور اپنی جمعیت سمیت کلیدرگ کے قلعے میں جو بد نور سے تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور وہ اپنے ہتھیار اور خزانے کو اسکے پہلے ہی وہاں بھیج چکا تھا، آکر پناہ لی، اکیسویں دہائی کو جب حریف نے سموکا میں تسخیر کے لئے مورچہ طیار کیا تو قلعہ چار دن کے محاصرے کے بعد، اُس پر چھوڑ دیا، پھر سرام بھاو دوسرے برس کے جنوری مہینے تک منہ اپنی فوج سموکا کی نواح میں رہا، بعد اسکے بد نور کے حصار میں اُسے آکر پہلے تو قلعے کے باہر کے بعضے سکانون پر حملہ کر نیکو حکم دیا لیکن جب یہ سنا کہ سلطان کے نامور سپہ سالاروں میں سے فرالدین خان بہادر لشکر جہاد ہمراہ لئے بد نور کی پشتی و حمایت کے واسطے آنا ہی تب اُس قصد سے باز آکر چاکر لار و کار نوالس سے وعدے موافق جامے اور محاصرہ کرنے میں دارالملک سلطان کے اُسکا مددگار ہو، چنانچہ پھر سرام اسی نیت پر وہاں سے چلا، جب نواب علی رضا خان کے شکست کھانے کی خبر سلطان کو پہنچی تو اُس نے ترنت فرالدین خان کو بد نور کی پشتی کے واسطے جانے کا حکم دیا اور اس بات میں قدغن کیا کہ ہرگز مرہٹوں کے تعاقب کا ارادہ نہ کرے بلکہ اُن شریر شور بشتوں کو غازیوں کے حملوں سے ہٹا کر اپنے فوج کیشین غلوں کے جمع کرنے میں مصروف رکھنا اور جب اُنکے بھیجنے کی فرصت نہ تھو لگے

و

(۶۷۷)

نوسریرنگپتن کی طرف روانہ کرنا، انھیں دونوں میں سلطان نے ایک فوج اپنے غارتگر سواروں کی کرناٹک کی جانب اُسکے تخت تاراج کرنے کے لئے روانہ کی، اسے غرض سلطان کی یہ تھی کہ انگریزی افواج جو اُسکے قلمرو پر چڑھ آئی ہیں بعض اُن میں سے ضرور اپنی سرحد کی خبر داری کو پھر جائیگی، اور اس نغدیر میں اعدا کا زور ابد گھست جائیگا، القصد سلطان غارتگر دن نے موافق لم والا کے اُس مقام پر جہان سے مدد اس کچھ کم تین میل تھاپہنچکر رعبا کو قتل کیا اور کئی گانوں میں آگ لگا دیا آخر کو سلطان نے یہ سمجھکر کہ اس طرح کا تخت تاراج کچھ فائدہ نہ بخشے گا، نر نولاد کارنوالس سے صلح کی خواہش اور ایلچی بھیجنے کی ریش کی، جس پر اُس نے اگلی عہد شکنی کی ناخوشیوں کے سبب سے اُسی وقت سلطان کے ایلچی کی معرفت کہنا بھیجا کہ بد دن اس کے کہ سلطان کو مذہباتور کے تمام اسیروں کو چھوڑ دے مصالحت کے باب میں ایک بھی نامہ و پیام منظور نہوگا، بعد اس کے جب وہ محاصرہ کرنے کا بالکل لوازمہ اور ہر رقم کا اناج موجود کر چکا تو برسر ام بھاؤ کی انتظار کرنے کو بنے فائدہ سمجھہ فبروری کے سنہ ۱۷۹۲ میں نظام علی خان اور ہری رام پندت کے شکر کے ہمراہ اونٹری درگ سے آگے بڑھا اور ادھر قریب ایک ہزار سلطان کے سوار لوٹ بات مچانے لگی تدبیر و تردد میں تھے، لیکن جب انھوں نے راہ کے گانوں میں آگ لگا اُنکے جانوروں اور رہنے والوں کو کال باہر کیا، پانچو دین کو افواج متفقہ سریرنگپتن کے سواد میں آپہنچیں اور کاویری ندی کے پاس اُن میں، ادھر سلطان بھی اپنے شکر کو ایک محکم جگہ میں جمع کر صف آرا اُسی کر چکا تھا، اس رزمگاہ میں سلطان کے ساتھ پینتالیس ہزار پیدل اور بیس ہزار سوار کی جمعیت اور سو ضرب توپ کی تھی، لادکارنوالس چھتھنی تاراج کی رات کو نو بجے چھ ہزار سات سسی انگریزی پیدل و سہیت

ہے توپ، سلطان پرے کے سامنے آئے اتردین سے بری مرامی واقع ہوئی و
ساتوین کو سلطان نے دلیری کی راہ سے کئی بار ہٹا کیا کہ کسی طرح ندی کے
اُتر کی انگ ہتھ آجائے جسے وہ انگہ بزوں کو تاپو سے نکال باہر کرے،
لیکن کچھ مفید نہوا، اور اس جہت سے کہ سلطان کے سپاہی رعب میں آگئے تھے
غول کے غول اُسکی فوج سے نکل گئے اور فرانسیسون کی جماعت بھی جو
سلطان کی خدمت میں تھی جنگ کی بد انجامی سوچ کے لارڈ کارنوالس سے جاملی،
جزیرہ سریرنگپتن کے پورب رخ کو لال باغ نامے ایک شانہ بوستان ہی
نہایت پر فضا اور دلکش اس باغ میں کئی ترے ترے بالاخانے و بارادریان اور
فرح افزا نشیمن بنے ہوئے ہیں جو انگہ بزوں کے قبضے میں آگئے تھے لارڈ ممدوح نے
ضرورت جان کر اس باغ کے درختوں کے کات ڈالنے اور وہاں مورچے بنانے کے
واسطے حکم دیا اور وہ قصر و عمارت شاہی مریضوں اور مجروحوں کے بیمارستان بنائے گئے،

بیت

آری بہ عجب داری کا نہ رچمن گیتی
جغد است پئی بلبل نوہ است پئی الحان
حاطان کا غنچہ خاطر بہ انقلاب زمانے کا دیکھ کر کہ جس باغ و بوستان دلچسپ کی
طیاری میں لک ہار وہی خرچ ہوئے تھے، اب وہی موافق اس شعر فارسی کے

بیت

جائیکہ بود آن دستان باد و پستان در بوستان
شدر زاغ و کرگس را مکان شد گرگ و روبرا وطن
ایسا ویرانہ اور وحشت خانہ بنا کہ جہان بہار اور گل کی جگہ خزان اور خار ہی رہ گیا،
نہایت پر مردہ ہوا، تب حسب الحکم والا اس باغ اور مکانات پر جو بالفعل غنیم



(۶۷۹)

کے تخت و تہذیب میں تھے قلعے سے متواتر توپوں کے گولے مارے گئے، اگرچہ انہیں سے بعضے گولے انگریزی شکرگاہ میں جو سامنے مذہبی کے کنارے پر تھے پہنچے لیکن اسے کچھ اُسکے در و کار نہ ہوا، اب جو سلطان نے خوب نام لے کر کے دیکھا کہ مصوٰر خود کوئی نقش مراد کا اُسکی لوح خاطر پر نہیں کھینچتا تو پھر یہ قصہ کیا کہ بار دیگر نامہ و پیام سے صالح کا طالب ہو چنانچہ اس کام کے انجام دینے کے واسطے لفظ منظر کلرس اور ناش کو جو کوئٹہ تہذیب کی لڑائی میں سلطان کے ہاتھوں اسیر ہوئے تھے حضور میں طلب کر کے یون ارشاد کیا کہ اب میں اس فکر میں ہوں کہ جلد تمہیں قید سے مخلصی بخش دوں صورت اُسکی یہی کہ مجھے چونکہ بہت دنوں سے خواہش مصالحت کی ہی میں نے صالح کے باب میں جو نامہ لارڈ کارنوالس کے نام کا لکھا ہے اُسکا تمہیں کو حاصل بنانا ہوں اُسکو لیجاؤ اور جواب اُسکا مجھے پہنچاؤ، اتنا کہنے کے بعد، وہ نامہ لفظ منظر کلرس کے حوالے کر دو شال اور پانسی ہوں اُسکو دیا اور پیچھے سے اُسکے لواحق و اسباب کے بھیج دینے کا اُسے وعدہ کیا، بعد اُسکے حکم ہوا کہ اُسے اُسکے رفیق سمیت حضور کے سوار اور ملازم انگریزوں کی شکرگاہ میں پہنچا دیں چنانچہ دس دوسرے دن انگریز کی شکر میں جا پہنچے، سولہویں فبروری کو ہنسی کی پلٹن جنس کا جنریل ابر کرنبی سرغنہ تھا لارڈ کارنوالس سے آملی، اس فوج میں دو ہزار فرنگی جوان اور چار ہزار ہندوستانی تھے، اتھارہویں رات کو قلعے کے اتر رخ مورچہ طیار ہوا، تب اُنہیں تارین جنریل ابر کرنبی سے اپنی فوج کا دہری رسی پار ہو کر دکھن پورب کی طرف اتر ہوا، اس لڑائی میں سلطان بذات خاص مدافعت کے لئے پیادہ و سوار کی ایک فوج سنگین لیکر سرگرم رہا، آخر برسی نگاپو کے بعد سریرنگپتن کو چلا گیا، بائیسویں کو اُن مکانوں پر جنہیں جنریل مذکور نے لے لیا تھا میسر رہا، سپاہ نے برے زور سے حملے پر حملے کیا پر کچھ فائدہ نہ ہوا،

اسی حرب کے زمانے میں نامہ پیام مصالحے کا بھی باہم ہونا تھا، آخر الامر اسی مہینے کی چودھویں تاریخ وکلاے سلطان اور سردار ان ہمدستان کے وکیلوں نے اُس دیرے میں جو خاص کر طرفین کے ایلیوں کے مجتمع ہونے کے لئے کھرا کیا گیا تھا آکر آپس میں ملاقات کی، ہر طرح کا سوال جواب باہم درمیان آیا، لیکن کوئی بات فیصل نہ ہوئی اور رفع شر کی کوئی صورت نہ تھری تب مورچہ بنانے کے اسباب کی طیاری کی گئی، انگریزوں کی مدد کو ہر مرام بھاؤ کے آنے کی خبر بھی گرم تھی، سلطان بقضا ضابے ضرورت لارڈ موصوف کی درخواست کے موافق اپنا آدھا ملک ہمدرداروں کے حوالے کرنے اور بارہ مہینے کے عرصے میں نقد تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ انھیں دینے اور اپنے والد بزرگوار کے وقت کے تمام انگریزی اسیروں کے چھوڑ دینے اور اپنے دو فرزند دلہند کو اُس لئے کہ ان شرطوں کے ایفاء و انجام پر اعتماد رہے، اُسکے پاس بھیجنے پر راضی ہو اچنانچہ چھ بیسویں کو بے دونوں شاہزادے برے توڑک و تھمٹل کے ساتھ انگریزی شکر گاہ میں پہنچے، لارڈ کارنوالس نے کتنے مضہ اردون مہینت اپنے دیرے کے دروازے پر شہزادوں کو استقبال اور معاف کر کے نہایت خاطر داری اور گرم جوشی سے خیمے کے اندر لا بٹھلایا اور اثنائے کلام میں سلطان کے وکیل اور شاہزادوں کی نسلی کے واسطے فرمایا کہ ہم سے تم صاحبوں کی خدمت و دلداری جیسی کہ چاہئے موافق مرتبے و منزلت کے بے شبہہ عملی میں آئیگی تب دونوں شہزادوں کو ایک ایک بیش قیمتی سنہری گھڑی اپنی محبت کی نشانی دی، بعد اُسکے عطر بان کی تواضع کر گورنر موصوف نے اُنکی سواری کے انتہی تک ہر راہ کے بغل گیر ہونے کے بعد، انھیں رخصت کیا، شاہزادے اُسی مدارات و نظمیں



(۶۸۱)

کے ساتھ جیسی لارڈ صاحب کے خیمے میں اُنکے داخل ہونے کے وقت وقوع میں آئی تھی اپنے خیمے میں آجھڑے دوسرے دن جب گورنر صاحب شاہزادوں کے خیمے میں اُنکی ملاقات کو گیا تو ادھر سے بھی اُسکی تعظیم و تکریم کی شرطیں بجالائی گئیں، اور رخصت کے وقت جو اہر نگار قبضے کی دو فارسی ٹواری بطریق ہیٹ کش گورنر صاحب کو دی گئیں لارڈ صاحب نے جو شاہزادوں کے ساتھ ایسے حسن سلوک کی رعایتیں کیں یہ بات سلطان اور اُسکے محل سرا کی بیگموں کی خوشی کا باعث ہوئی، اب عہد نامے پر سلطان نے اپنی مہر و دستخط کی، مارچ مہینے کی نوین کو دونوں شاہزادے بری حشمت و شوکت کے ساتھ لارڈ صاحب کے خیمے میں وہ عہد نامہ کامل مہر کیا ہوا سلطان کا دینے آئے، لارڈ موصوف کمال توقیر و تکریم سے استقبال کر لے آیا، جب طرفین سے ملاقات کی رسومات عرفی ادا ہو چکیں تو شاہزادہ عبدالخالق نے تین قطعہ عہد نامہ کامل لارڈ صاحب کے ہاتھ میں دیا گورنر بہادر نہایت خوشی سے وہ کاغذات لے کرے تعظیم و تکریم سے دست بسر ہوا، بعد اُسکے شاہزادے وہاں سے رخصت ہو اپنے خیمے کو پھر آئے، صحیح روایت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جب سربراہنگہتن سے سر داران ہمت ہند اپنے اپنے دار الحکومت کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان کو اس صلح منلو بانہ کے تقریر سے اس قدر رنج و مالال لاحق حال ہوا تھا کہ وہ کتنے دنوں تک ایک محل میں سب سے الگ ہو کر خلوت نشین رہا، آخر اُسکے اس گوشہ تنہائی سے باہر نکالنے کے لئے محل سرا کی بیگموں نے بہانہ کیا کہ اُس نے بناچار اُنکی بیزار سی و اجراء پر رجم کر کے ملازمان بارگاہ سلطانی خصوصاً میر صادق اور پوریا کو حضور میں طلب فرما ان سے اپنی ریاست کی صلاح و بہبود اور خزانہ عامہ کی سموری کے باب میں مشورہ کیا، ان صلاحکاروں نے اپنے آقا گنی

اعانت کو لازم جان کر یہ بات تمہرائی کہ رعایا سے اس قدر روپیہ سلطانی خزانے میں داخل کیے جائیں جتنے شاہی خزانے سے غنیم کو دیئے گئے نا افس خزانے کا جبر نقصان ہو جائے، سلطان نے مصالح کے اُن تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ میں سے اپنی ہمت وچ اندری کے سبب تیس لاکھ کو وضع کر کے یہ حکم دیا کہ باقی تین کروڑ کو بطور اضافہ رعایا کے مقدمہ کے موافق خراج معمولی پر اس نسبت سے تقسیم کیا جائے کہ کسی بر جبر و ستم نہ ہو، اگر یہ زر اضافہ رعیتوں سے سہولت و راستی لیا جاتا تو اُن بیماروں کے حق میں چند ان بار نہ ہوتا ہر افسوس یہ بھی کہ عالموں اور تحصیلداروں نے اس حکم کو اپنے ظلم و تحکم کا وسیلہ بنا کر اطراف کے صوبوں کو بھی رشوت دے دے اس جو ر و ستم میں اپنے ساتھ ملا لیا، تب تو رعایا سے اُن سہکار ظالموں نے تین کروڑ کی جگہ دس کروڑ وصول کیا، اور طرف تر یہ کہ سلطان تک اُن مظالموں کی داد و فریاد نہیں پہنچتی تھی آخر کو سلطان نے تخت حکمرانی پر پھر جاو مس فرمانے کے بعد، باج و خراج کا نیا دفتر طیار کروایا اور بعد تقرر اضافے کے نئی فوج نگاہداشت کرنے لگا، ہر چند لوگ عرض کرنے لگے کہ ان دنوں اس قدر فوج کا برہانا مناسب نہیں ہے، پر وہ بلند حوصلہ اُنکے جواب میں یہ فرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی رسالہ یا فوج اگلی افواج مقررہ سے کم ہو، باد صفت اُسکے حکم والا صادر ہوا کہ اُن قلعوں اور گڑھیوں کی دیوار و حصار کو جن کی نگہبانی و پستی میں اُنکے قلعہ داروں اور محافظوں نے اعدا کی تباخت و حملے کے زمانے میں قرار واقعی کو شش نہیں کی تھی دھاگرائیں اور قلعہ بنگلور چون انگرہ بڑی ہلستوں کا ذخیرہ اور انبار خانہ بنا تھا اس لیے اُسکے باب میں تو سلطان اس پر ہم ہو رہا تھا کہ حکم دیا کہ اُسکے مکانات کو (جنکے بنائے میں

موت

(۶۹۳)

خود سلطان اور اُسکے والد ماجد نے لاکھوں روپیہ صرفت کیا تھا) جو بنیاد سے کھود خاک مہیا کر ڈالیں، اگلے دنوں جب حرب و پیکار گزشتہ واقعہ نہیں ہوئے تھی سلطان نے تیمور شاہ پیر احمد شاہ ابراہیمی کے ساتھ جو حاکم ملک افغانستان کا تھا طریقہ نامہ و پیام کا جاری کیا تھا اور بالفعل اُسکے بیٹے زمان شاہ کے پاس جو اپنے باپ کی جگہ تخت پر بٹھاتا تھا لکھ بھیجا کہ مقتضایہ دین و اسلام کا یہ ہے کہ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کی افغانی اور مملکت دہلی کے مستخر کرنے کو فوج کشی کریں، اور سفیران کاردارانِ پیشوا اور دولت رام سینہ ہیا اور نظام علی خان کی سرکاروں میں بھی ہنگامہ و خلاف برپا کرنے اور فتور و خلل ڈالنے کے لئے اس اتفاق و ہمدانستانی میں جسے اُنھوں نے انگریزوں کے ساتھ کی تھی بھیجے گئے اور نواب محمد علی خان کے ساتھ بھی جو انگریزوں کا قدیمی دوست اور برادر بھی خیر خواہ تھا، سلطان دانش پناہ نے لگاوت کرنے میں قصور نہیں کیا تھا سلطان جب گزشتہ عہد و پیمان کی شرطوں کو تمام پورا کر چکا تو اُسکے دونوں نوہلانِ سلطنت مدد اس سے پروا لگی مراجعت کی پا کر میجر دفتن کی اہتمام میں ایک جمعیت معقول کے ہمراہ سنہ ۱۷۹۳ء کی اتھاب و بین مارچ کو اپنے پدر عالی مقدر کے لشکر میں دیو گھٹلی کے درمیان آئے اور اُسکے دوسرے دن میجر مذکور نے سلطان کے حضور میں آکر شاہزادوں کو پہنچا دیا سلطان برے الطاف و شرفان کے ساتھ میجر سے پیش آیا، اُس نے ابراہیم کی چھتھی تک سلطان کے لشکر میں رہ کر کئی مار بھرا حاصل کیا، اور ہر مرتبے اُسے انگریزوں کا ذکر خیر سنا، انگریزوں کی طرف سے ہونان میں جو زہد نط تھا اُس نے گورنر جنرل کو پاس مرکزی کراندہ نوں سلطان اور مرہٹوں میں خفیہ خط کتابت ہی اطلاع کی صلہ و آشنائی

کے عہد و پیمان درمیان آنے کے بعد بھی سنہ ۱۷۹۶ء تک لونی ابراہمدار و صوبہ یارنس و امیر کیا ایران کیا ہندوستان کیا دکن کیا کوہستان نیپال میں نہ تھا جس کے پاس سلطان کا نامہ یا ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا نہ گیا کہ دے سلطان کے ساتھ متفق ہو کر قوم انگریز ثروت طلب کو ہندوستان سے نکالنے میں کوشش کریں، بہر کیف ابراہمدار کو معلوم ہو ناہی کہ اندون سلطان کا اختر ظالع اوج سعادت پر تھا جو انگریزوں کے ہوا خواہوں کی سرکاروں میں باہم نزاع اور خرخشے واقع ہوئے، جسے اُس قوم کی بدخواہی کو نئے نئے دشمن نکلے، تفصیل اُسکی یہی کہ در سنہ ۱۷۹۲ء جب رام پور میں رہیلے پٹھانوں کا سردار فیض اللہ خان مرگیا اور اُس کا بڑا بیٹا سند حکومت پر بیٹھا، جب یہ سردار زادہ اُس کے چھوٹے بھائی غلام محمد خان کے جاسوسوں کے ہاتھوں مقتول اور غلام محمد خان سند ریاست پر مستقل ہوا، تب انگریزوں نے اُس مقتول کے لڑکے کی کھال کو آکر غلام محمد خان کو لڑائی میں شکست دینے کے بعد، گرفتار کر کلاکتے روانہ کیا پر بہانہ وہ حج کرنے کے بہانے لگے جانے کے لئے انگریزوں سے رخصت لیکر جہاز پر سوار ہوا، اور قضا کار یا باختیار کسی بندہ میں جو طیبو سلطان کے عمل میں تھا مکہ سمجھ جہاز سے اتر پڑا، پھر وہاں سے جلد سلطان کے ایلچیوں کے ہمراہ کابل کو روانہ ہوا، اب وہاں اُس نے پہنچ کر انگریزوں کی بیخ کنی کے درپے ہو کر زمان شاہ والی کابل کو اس بات پر تحریض کیا کہ آپ ہندوستان کے ناخت تاراج کرنے کے لئے لشکر کشی کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ دہلی میں آپ کے پہنچتے جتنے رہیلے پٹھان ہیں سب آپ کے ہدم و ہمدوم ہو جائیں گے اور یونان میں یثودا کے ارکان دولت، جو دولت زام سیندھیا کی بری بری فتحوں اور کثرت سپاہ کو دیکھ دیکھ کر شک

قصہ

(۶۸۰)

کئی آگ سے جل بھن رہے تھے اُسے طالب خراج ہوئے جس پر یہ سردار اپنا ہی مبلغ خطیر از روئے حساب زمانہ گزشتہ اُس شرکار کے ذمے پانا ادا کر ایک شکر بڑا راہ لے پشوا کے دارالملک کی طرف اس قصد پر کہ تاوار کے زور سے اپنے دعوے کو ثابت کرے روانہ ہوا، اس طرح پشوا کے امیرون میں سے بھی ایسا قوی حریف پیدا ہوا جس نے اس ریاست کی جمعیت میں پھوٹ ڈالی اور اسی وقت سے پشوا کے ارکان دولت میں خلاف و نزاع پیدا ہوا اور اُسکی ریاست میں اختلال آیا خیر پونان کا تو لاندہ نون بہر حال تھا، اب ریاست حیدر آباد کی روداد سنئے کہ اس ایام میں چون صبح جوانی نواب نظام علی خان کی شام پیری سے مبدل ہو چکی تھی اور اقام طرح کے رنج و بیماریاں اُسپر مستولی ہوئی تھیں اُسکے فرزند کہ ثروت و حشمت کے آرزو مند اور سند ریاست کے مشتاق اور ہر سمت سے استعانت و کمک کے جویان تھے، سلطان نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ خفیہ امیر زادہ فریدون جاہ کی طرف اسی اختیار کر سید غفار سپہ سالار کو انہوہ شکر کے ساتھ اپنے باجگزار صوبوں سے تحصیل خراج کے بہانے سے اُس طرف روانہ کیا اور خلوت میں اس سردار کو حسن و قبح اس امر کا بخوبی سمجھا، بھادیا نادہ اس بات میں کمال ہو شیار ہی سے جو کچھ مصلحت جانے بلا تاخیر بجالاے ادھر انگریز لوگ اپنے سب احوال دیکھ سن شدت سے بدگمان اور عربی ساز و براق کی طیاری میں سرگرم ہوئے سنہ ۱۷۹۷ کے اوائل میں شکر پتھا فون کا جن کا زمان شاہ سپہ سالار تھا ایک مذہبی بار ہو دلی کی جانب روانہ ہوا لیکن پنجابی و نانک شاہیوں کے مقابلے اور قتال کے سبب نامراد پھر گیا گمان غالب ہی کہ شاہ کا بہر قصد کرنا سلطان کے اسد عا سے عمل میں آیا تھا، ہر تقدیر ظہور سے ہی مسن

واقعے کے اس انگریزوں کے دلون پر خوف و بیم مستولی کیا کہ ان لوگوں نے
 آشکارا ایک بری جمعیت سپاہیوں کی مہدی گھات میں گنگا کے پچھم کنارے
 پر اُسکے مدافعی کو جمع کیا سلطان کی فکر و تدبیر اور اندون اُسکی فوج کی
 حرکت سے اگرچہ زمان شاہ کے ساتھ اُسکے نامہ پیام کا حال اُسوقت نہیں کھلا
 تھا یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ سلطان یہ ارادہ رکھتا تھا کہ اسے قابو کو جو اُسے ملتا تھا
 ہاتھ سے نہ لے اور کرنا تک پر چڑھائی کرے اس لئے مدد اس کی پلٹنوں پر حکم
 بھیجا گیا کہ جلد جنگ و پیکار کے لئے مستعد ہو جائیں ہندوستان سے زمان شاہ
 کی فوج کا پھر جانا اور فریدون جاہ کے ساتھ سلطان کی خفیہ سازش و بندش کا
 فاش ہونا قبل اُسکے کہ کچھ اُسکا نتیجہ ظہور میں آئے، اور خائف ہونا اُسکا
 انگریزی پلٹنوں کا طور و یکھکر جو عرب و پیکار پر طیار ہو رہی تھیں اسے سب اسباب
 سلطان کو انگریزوں سے آغاز جنگ کرنے میں مانع آئے تھے، کئی مہینے پیشتر
 سلطان نے خفیہ اپنے سفیروں کو جزیرہ ماریطیس میں قوم فرانسیس کے
 یاس سر نو بنیاد اتحاد کے محکم کرنے کے لئے بھیج کر دس ہزار جوان فرنگی
 اور تیس ہزار حبشی سپاہیوں کی کمک اُن سے طلب کی تھی، اس راز
 کے کھل جانے اور سلطان کو فرانسیسوں کے مدد بھیجنے کے باعث پھر
 اُسے انگریزوں سے انتقام کشی لازم جانا نہ ۱۷۹۸ کے جون مہینے میں
 ہندوستان کے گورنر جنرل کو جزیرہ ماریطیس میں سپہو سلطان کے سفیروں
 کے جانے اور دوسرے مراتب کی خبر ہو گئی، جب تو انگریزی ریاست کے
 کونسل سے جنگی فوج کے اکٹھا کرنے کے لئے حکم ہوا، ہندوستان کے گورنر
 نے بیاطا اس مہم میں مضروبہ باندھا تھا، یہ تدبیر فقط اُسکے قلمرو سے متعلق
 تھی، ایسی کوشش عمل میں آئی کہ سلطان کے بالکل یار و انصار اور

قصہ

(۶۸۷)

فرانسس لوگ جو مرکار حیدر آباد میں تھے ایک قلم سناصل کیلئے جاہل اور نواب
نظام علی خان کو اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ انگریزوں کے سب دشمنوں کے
توڑنے اور شکست دینے میں انکے ساتھ شریک و معاون رہے اور پونان کی
ریاست میں جو باہم بھوت واقع ہوئی تھی اس فرخے کے مٹانے کا بھی
بند و بست ہو چکا تھا، پر اس جہت سے کہ مرہٹے کے سردار آپس میں بدگمانی
و اتفاق رکھتے تھے اور بعض اُنہیں سے سلطان کے خیر خواہ بھی تھے، پیشوا کو
اس مقدمے میں قدم رکھنے کی طاقت نہ تھی کہ باوجود ایسے خلاف نزاع خانگی کے
اپنے قول قرار کو انگریزوں سے بنا رہا اس لڑائی میں انکے متفق ہو کر چند گورنر
جنریل اس طور پر دشمن شکنی کا سامان آمادہ کر چکا تھا باوجود صفائے اس مہم پر
توں ترے خرچ کا سامنا تھا پیش دستی کرنے سے اپنے کو روکے ہوئے تھا،
آخر یہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان سے آشتی کی راہ کھولے نا وہ فیما بین کی اس
تنگ و پر خاش کو معقول طور پر فیصل اور شر و فساد سے دست بردار ہو کر صرف
نہ یہ و معقول شرطوں کے موافق بنیاد آشتی کی قائم کرے، چنانچہ اُس نے اسی
یہت سے کئی نامے سلطان کے پاس بھیجے اور جنگ و جہل کا مطلق اُنہیں
ذکر کیا بلکہ بے اُسکے کہ جو اس امر کی پائی جائے صاف صاف عبارت اور ہی
انداز سے لکھ کر سلطان کی اطلاع کے لئے اتنے ہی پر اکتفا کیا کہ قوم فرانسس کے
ساتھ آپ کے نامہ و پیام کا من و عن حال واضح ہو اب التماس یہی کہ مسیح
د فطن ہمہ سر داروں کی جانب سے بارگاہ سلطانی میں بھیجا جائے تا مقدمات
بتنازع فیہا کا بخوبی تصفیہ عمل میں آئے و لیکن سلطان کے نامے جو ان مکتوبوں کے
جواب میں بھیجے گئے یک قلم بہانے اور بناوت پر مشتمل تھے اور یہی دور
کے آنے کا مطلق ابا کیا تھا اس اثنا میں گورنر جنریل کو خبر ہوئی کہ فرانسس کی

فوج نے مہر کے ملکوں کی سمت کوچ کیا اور مویشیوں کو بک فرانتیسیں
 ریاست کی طرف سلطان کی جانب سے بطور ایلیچی گری کے طریقہ میں جہاز
 پر سوار ہوا، ان خبروں کے سنے سے فیروزی مہینے سنہ ۱۷۹۹ میں حکم ہوا کہ
 انگریزی ہتھیاروں اور دوسرے ہتھیاروں کی فوجیں سلطانی مملکت پر
 چڑھائی کرنے کے لئے مستعد ہو جائیں اور اس امر میں تاخیر کو ناجائز جانیں،
 اسی بیچ میں گورنر جنرل کو سلطان کا ایک مکتوب اس مضمون کا پہنچا کہ چون
 ہمیشہ سے میری طبیعت سیر و شکار کی راغب ہی اندون میں نے
 اسی ارادے پر مشہد سے باہر دیر کیا ہی، لازم کہ میجر دظن کو مختصر
 ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس بھیجا جائے، فیروزی کی گیارہویں
 کو جنرل ہارس کی سرکردگی میں دیوار سے ایک فوج کوچ کر اٹھائی وہیں
 کو مقام کاریمنگالہ میں نظام علی خان کے لشکر سے جو چھ ہزار سپاہی تھے آملی،
 مارچ کی چوتھی تاریخ سے فوجیں متصل رہا کاتاکے میسور کی سرحد میں آئیں یہاں سے
 ایک مکتوب گورنر جنرل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا گیا اس مضمون کا
 کہ نامہ آپ کا پہنچا، اور باقی شہزاد احوال جنرل ہارس کی معرفت آپ کے خدمت میں
 روشن ہو جائیگا، پانچویں کو قلعہ بیلہ دگم اور انچیتی مسخر کرنے کے لئے مقدمہ
 جنگ دیکھا کہ قائم ہوا، نوین تاریخ افواج متفقہ حسین سینتیس ہزار جوان
 جنگجو تھے کلامنگالہ کی نواح میں اکٹھی ہوئیں بنبی کی فوج قریب سات ہزار
 سپاہیوں کے قبل اس کے ساحل مایبار سے کوچ کر کے کوڑگ کے راجا کی
 سرزمین میں پہنچ سید اپورا اور سید اسیر کی راد میں آئیں نہی، جب سلطان
 اس کثرت سے پہنچے، ان کے مقابل سلطانی سپاہ کی جمعیت نہایت
 کم تھی سلطان نے اپنے قلمرو کے گرد و نواح میں دشمنوں کی گھیر آنے کی

قصہ

(۶۸۹)

خبر سن کر اپنے لشکر کے برے جمعیت سے کوچ کر مقام مادور میں بنگلور
جانے کی مشاہدہ کے نزدیک خیمہ کیا اور یہاں سے اپنے سواروں کے کئے
غول کو جا بجا بھیجا کہ ان سرحدوں کے اُجارتے اور دشمنوں کے رستے میں
حصہ دار علوفہ و اذوقہ پائیں اُسکے جلا دینے میں سعی کریں، اسی مقام میں
جاسوس خبر لائے کہ بنہی کہہ فوج، مملکت محروسہ کے پورب سرحد کے متصل
پہنچی اور کئی تولی ہو کر سید اسیر سید اپوراہموتینت میں اُتری ہی، تب
سلطان والا شان نے مارچ کی تیسری کو مادور سے کوچ کر کے بارادہ جنگ
اپنی فوجوں کی کہ بارہ ہزار جوان ہزار تھے پرانہ ہر کہ ایک جنگل کی طرف پناہ کے
لئے آگے کا قصد کیا، اور انگریزی نین پلتن کے ہراول کو جکالڈنٹنٹ کرنل
مانٹریسار سرغنہ تھا ورتا مار گھیر لیا، ہر چند اُن لوگوں نے برے استمال
و جوانمردی سے اپنے بچاؤ کی تدبیریں کی تھیں باوجود اُسکے سبکے سب ضرور
مارے جانے اگر جنرل اسطوارط فوج عظیم لیکر اُنکی پشتی و مدد کو نہ پہنچتا،
آخر افواج سلطانی برسی کشش و کوشش کر کے کھیت چھوڑ نکلی، سلطان نے
بعد اِس شکست کے ہریاپاتم کی طرف مراجعت کی، اور وہاں پہنچ کر مارچ
مہینے کی گیارہویں تک دبرا کر سربرنگپتن کا عزم کیا پھر یہاں سے بھی اپنے لشکریوں
کو چار دن آسائش و آرام کی فرصت دیکر اُس فوج کے مقابلے کے ارادے
جکالڈنٹنٹ اُس سر لشکر تھا کوچ کیا، دسویں مارچ کو افواج متفقہ نے مقام
لامانگالم سے کوچ اور چودھویں کو منگلور کی اطراف میں آکر مقام کیا، اِس
چار دن کے عرصے میں سلطانی سواروں نے نہت چالاکی و جستی سے ہرجس کے
غلے علوفے کے برباد کرنے اور اُن دہات کے جلائے میں جو اعدا کی فوج کے
گزرنے کے رستے میں تھے قصور نہ کیا، نہ رہے نہ تار نہ تک اُنکی متفقہ

اس مقام میں آنری ہوئی تھیں اسے سلطانی سواروں کے رحالے دار نے جون
یہ قیاس کیا کہ اس اقامت سے ان فوجوں کے سرداروں کا یہ مطلب
ہی کہ دے بنگلور کو اپنے لشکر کا ذخیرہ خانہ بنائیں، تب اُس نے اُسکے گرد و
نواح کے کل دھات میں آگ لگا دی سو لوہوں کو جنریل ہارس کا کینیلی اور سلطان
پیتا کے رستے سے سریرنگپتن روانہ ہوا تیسویں مارچ کو سلطان کی طرف سے
افواج حریف کے مدافع کے باب میں بری سستی اور فروگزاشت واقع
ہوئی کہ اُس نے مادورندی کنارے کی نہایت مضبوط و محکم منترنگاہ جہان سے
دشمنوں کو اُس گھاٹ پار ہوتے بخوبی روک سکتا چھوڑ کر مقام مالوالی میں جا
دیر کیا، دوسرے دن افواج متصفہ اُسی مقام میں جہان پہلے سلطانی لشکر
پراتھا آنری، ستائیسویں کو جنریل ہارس نے مالوالی کی جانب کوچ کیا اور
جہان پہنچ کر دیکھا کہ افواج سلطانی توپ و فنگلے سے تعدد جنگ ہی بلکہ
ساند ہی اُسکے اُن لوگوں نے گولے اور گولیوں کی شدت مار شروع کر دی،
اعداء بھی سرگرمی سے مقابلہ کرنے میں بچو کے، آخر جنریل ہارس نے
اپنے سپاہیوں کو دیرے کی طرف پھر جانیکا حکم دیا، اس لڑائی میں
سلطانی تین سپہ سالار اور ایک ہزار جوان کام آئے، اُنتیسویں کو
افواج متصفہ کا دیری ندی سے پار ہونے لگی، سلطان اپنے پیادوں کو
تو بخانے سمیت سریرنگپتن جانے کا حکم دے آپ سواروں کی جمعیت
ہمراہ لے ندی پار ہوا اور اپریل کی دوسری اس قدر قریب جا پہنچا کہ
اُس نے انگریزی پلٹنوں کے تئیں دیکھ کر اپنے میدان کو قلعے کے پورب اور دکھن
النگ کے ہیکے متصل آنر نے اور اعداء کے مدافع کے لیے مامور کیا، پانچویں کو
جنریل ہارس کے ساند کے سپاہیوں نے سریرنگپتن کے پیچھم طرف کے

و

(۶۹۱)

ماہی نے ایک محکم جگہ میں آکر مقام کیا، دوسرے دن جنریل مذکور نے بری جد و کد سے سامنا کر افواج سلطانی کے ایک گروہ کو جو انگریزی شکرگاہ کے مقابلے اور اُجارتیوں میں اُترے ہوئے تھے اُنکی جگہ سے ہٹا دیا، سلطان نے عدا کے مقام کو جو خوب غور کر کے دیکھا تو معلوم کیا کہ اُنکے مدافع کے واسطے دو مورچے جو دکھن اور پورب طرف بنوائے گئے ہیں کچھ مفید مطلب نہ ہوں گے، اس لئے قلعے کے پیچھم اور ندی کے دونوں کنارے پر دو مٹی کھائی کھدوائی، ندی کے پیچھم کنارے کی خندق تو پر پانی پھیلنے کے بل سے کاویری کے دکھن کنارے تک ممتد تھی اور دروبست وہ سرزمین جس پر گزشتہ محاصرے کے زمانے میں داران سلطانی متصرف تھے اس احاطے کے اندر تھی، چھتھی کو جنریل فلانڈ سواروں کے چار رسالے ممیت پر پانی پھیلنے کے واسطے سے بھیجا گیا کہ بنی کی فوج سے جا ملے، سلطان نے یہ خبر سنتے ہی جنریل کی افواج کے تعاقب کے واسطے اپنے سواروں کو میر قمر الدین خان کی سپہ سالاری میں روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو اعدا کی ان دونوں جمعیت کو باہم اکٹھی ہونے نہ دینا، اس معلوم ہوتا ہے کہ اس مادے میں سپہ سالار مذکور کی کوشش و تدبیر ہرگز اُسکے مخدوم کی خواہش و اہتمام کے موافق ظہور میں نہ آئی کیونکہ خان موصوف اس وقت جنریل کی فوج تک پہنچا جب بنی کی پلٹن اُسے مل چکی تھی، اور یہ پہنچنا بھی اُسکا، مقابلے و مدافع کے قصد سے ناتوا بلکہ صرف اُس فوج کی پیچھلی طرف سے پس ماندوں کے قتل کرنے اور بہیر و بیگاہ کے کچھ اسباب لے لینے کی گھات میں راجون کی نوین کو سلطان نے اعدا کے ارڈام سے منجیر ہو کر چاہا کہ انگریزی سپہ سالار کے ساتھ خط کتابت کی راہ نکالے اس لئے اُسکو ایک نامہ لکھا جسکی اہمیت کا

کہ گوردنر جنریل لاورد مارٹن بھادرنے ہمارے پاس ایک مکتوب بھیجا تھا جسکی
نقل آپ کے دریافت کرنے کے لیے مکتوب بھیجی جاتی ہے، مجھے اس حال سے
اطلاع دیجیگا کہ ہمارے ممالک محروسہ پر انگریزوں کے لشکر کشی کرنے کا سبب کیا ہے،
حالانکہ میں اپنے قول قرار کی شرطوں پر جیسا کہ چاہئے قائم ہوں، زیادہ کیا لکھا
جائے، جنریل ہارس نے اتنا ہی مختصر جواب لکھا کہ آپ گوردنر جنریل کے
مکتوبوں کو خوب ملاحظہ فرمائیے، اُس میں ہر امر کو بتصریح و تفصیل مندرج پائیگا،
گیارہویں کو مورچے اور نئی کھائی جنریل کے گرد بگرد طیار ہو چکی اور سلطان
پیدلون کی افواج میں سے کچھ لوگ بھی اُس میں جا رہے، دوسرے دن حسب الحکم
سلطان کے انگریزی لشکر پر گولے برسائے گئے لیکن اُسے کچھ فائدہ نہوا،
چودھویں کو بنہی کی پلٹن جنریل ہارس کی فوجوں سے آملی، سوہویں تاریخ سے
سب کا دہری مذہبی پار ہو کر اُس کے اتر کنارے پر ایک محکم جگہ میں آ رہے، سلطان نے
کہ حصار پر سے اُنکا آنا دیکھا تھا ترنت اپنی سپاہ کے ایک غول کو مذہبی پار ہونے
اور اکرام نامے گانوں میں مورچہ بنانے کا حکم کیا، لیکن اُدھر سے جنریل اسطوارط
نے دھاوا مارا انھیں ناکام پھرا دیا، بائیسویں کو جنریل ہارس نے مذہبی کے
دکھن پیچھم کنارے کے مورچے کو باوجودیکہ وہاں ایک ہزار آتھہ سی
سلطانی سپاہی تھے ہٹا کر لے لیا سلطان نے جو اعدا کی طرف سے بہ دراز دستی
دیکھی تو اس کا بدلا لینے کے واسطے چھہ ہزار جری پیدلون کو جنکے کل
پیشرو سردار قوم فرانسیس سے تھے مذہبی پار ہونے اور رات کے وقت
اندھیارے میں جنریل اسطوارط کی فوج پر حملہ کرنے کے لیے حکم دیا اہتمام
اس غلام حسین اور محمد حلیم کے ذمے ہوا جو دونوں نامور سر لشکر
تھے پیدلون نے بری دلیری و بہادری سے بنہی کی فوج پر دیر طاری

دوسرا

(۶۶۳)

لیکن انہی کی کئی ساعت میں چھ ہاسات ہزار آدمی قتل کروا جنریل اسٹوارٹ کی آمد سن اپنی کل فوج مصیبت باز گشت کی، بیسویں تاریخ سلطان نے پھر ایک مکتوب جنریل ڈرس کو لکھ کر صلح کی استدعا کی، بائیسویں کو سودہ اس صاحب نامے کا گیارہ شرطوں پر مشتمل جن پر سرداران ہمعہ متفق ہوئے تھے کہ اگر سلطان ان باتوں کو منظور کرے تو پھر آپس میں مصالحو ہوگا سلطان کے پاس پہنچا، ان شرائط میں بری شرطیں تھیں کہ سلطان یک قلم فرنگستانیوں کو جو اس کے نوکر ہیں اپنے خدمت سے برطرف کر دے، فرانسیسیوں کے ساتھ کچھ خط کتابت نہ رکھے، اپنا آدھا ملک ہمعہ سرداروں کے حوالہ کرنے اور دو کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کرے، اس طور پر کہ نصف سے دست نقد دے اور نصف چھ مہینے کے عرصے میں ادا کرے، اور بالکل اسیروں کو چھوڑ دے، اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی مضیدار کو احتیاطاً عہود مقربہ کے بخوبی انجام ہانے کے لئے یہاں بھیج دے، سلطان کو ان شرطوں کے منظور کرنے کے باب میں ایک دن رات کی فرصت دی گئی تھی، نویں تاریخ جسوقت سلطانی افواج کی ایک جماعت مورچے والی کھائی اور ایک طرف بندی کے پیچھم کنارے کے مورچے کو مضر ف اور قلعے کے سر کو بدموں کے بنانے سے مانع و مزاحم تھی اور اس کھائی کی نگہبانی پر سید غفار دیرہ ہزار جوانوں سے مامور تھا جنریل ڈرس نے اپنے سپاہیوں کو اس گروہ پر حملہ کرنے کے لئے فرمایا چنانچہ چھ بیسویں کو ان لوگوں نے ہلا کیا، اگرچہ سلطان کے سپاہی بھی اس کرائی میں برائی جانفشانی سے خوب بھی لڑے پر عریف کے حملوں کے مدافعت پر قادر نہ ہوئے، آخر جب تیسرے صبحی جوان کھیت سے واپس واپس سے پھر کر مذبحی پار ہوئے، اٹھائیسویں کو سلطان نے جنریل کی ان کے

ہاں ایک نامہ بھیجا اس مضمون کا کہ تمہارا خط بائیسویں تاریخ کا مجھ کو پہنچا،
 مطلب اُس کا معلوم ہوا، شہر طین جو اُس میں مرقوم ہوئی ہمیں چون نہایت گرانمایہ
 ہمیں اور طی ہانا اُنکا بغیر و خا طت سفیران شیرین بیان کے مشکل، جنریل
 ہارس نے اُس کا جواب یوں لکھا کہ بائیسویں تاریخ کی پیش کی ہوئی باتیں ہر
 ضرور شہر طین ہمیں کہ بن اُنکے سرداران ہمعہد کی طرح صلح پر راضی نہیں ہونگے
 اور اس بات کے جواب کے واسطے فقط کالج ہی کا دن ہی کہ نہیں ججے تک
 انتظار کی جائیگی، قصہ کوتاہ مے مہینے کے غرے کی رات کو عربف کی جانب
 کے غباروں کے قلعہ شکن گولوں کی مار سے قلعے کی نموداری سہی دیوار
 توٹ گئی اور جب تیسری تاریخ کو ہر کاروں نے حضور والا میں عرض کیا کہ غنیم
 نے حصار میں حملہ کرنے کے لائق راہ پیدا کیا سیرتھیان وغیرہ سامان تاخت کا طیار
 ہوا، اور اُسکے دوسرے دن تمام فوجیں پناہ گاہ کی آرت میں آمادہ اور ہلٹا کر نیکے
 حکم کی منتظر تھیں، سلطان ابدائے محاصرہ سے حصار کے متصل ہی رہا کرتا تھا
 تا حملے اور تاخت کے مقام سے دور تر ہے، ہر دلی اور حمیت کی راہ سے
 بار بار زبان پر لانا کہ جب تک دم میں دم ہی قلعے کی حمایت میں کو ناہی نہ کرونگا آخر
 ایک دن تو مرنا ہی ہے،

بیت

دم بردی میز نم نادرن من جان بود
 جان پہ کار آید اگر در مردیم نقصان بود

مثنوی

رخ از دشمن تیر چنگ کہ مرگم بہ از زندگانی بہ تنگ
 3: زے بود در فتنہ زین سرا ہمان روز انگارم این روز را

جو بھی نازیخ سلطان نے پیچھے طرف کی دیوار کے پاس جا کر اُس کے شگافوں کو خوب دیکھ کر معلوم کیا کہ اب اُسکی اقامت وہاں پر خطر ہی پر اُس کے چہرے پر ذریبی بھی ترس و بیم کی نشانی ظاہر نہ ہوئی، بلکہ سید غفار کو کہ اُن سپاہیوں پر مامور تھا جو دھوار کے شگاف کے آس پاس متعین تھے کمال استعجال و ستمل سے کتنے کام کرنے کا حکم دیا، جب سلطان اپنے دولت سرا کو پھراتو منجتمون نے بہر عرض کی کہ آج ذات عالی پر برا خطر اہی، سو اگر صالحون کی دعا سے استمداد کی جائے اور محتاجون مسکینون کو بطور صدقے کے کچھ خیرات دی جائے تو شاید بہر بلا مندفع ہو، بہر صورت سلطان نے اُنھوں کے کہنے سے دولتخانے میں داخل ہو کر جو جو صدقہ اور نذران لوگوں نے مقرر کیا تھا اُس کے سرانجام کے باب میں تاکید حکم دیا اور منجتمون کو بہت سا انعام دیکر سرفراز کیا، نواب خلد مکان حیدر علی خان منجتمون کے قول کا بہت معتقد تھا اور بغیر انکی اجازت کے کوئی کام شروع نہ کرنا، اسی باعث انھیں بری آسائش و آرام سے رکھتا تھا لیکن سلطان دین پناہ کا عقیدہ اس خصوص میں برعکس عقیدے نواب مغفور کے تھا اور یہی ایک بار اس جنگ کے زمانے میں ایسا اتفاق ہوا والا کبھی ہم نے نہیں سنا کہ اُس نے برہمنوں سے کچھ پوچھ پانچھ کی ہو، دوپہر کے وقت سلطان محل سے باہر نکلا، اُس کے کہ وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے، اس وقت لباس سلطان کا نیم رنگ کپڑے کی قباعدن میں اور شانہ پگڑی سر پر تنوار مرصع کار پرناے میں بری ہوئی دہنے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا، خیر جو نہیں وہ بہادر کمالی دیدی۔ یعنی دروازہ خود پر پہنچا، ہر کارون اور مضیدارون نے جو وہاں کے کام پر تعینات تھے یوں ظاہر کیا کہ انگریزی ہلائن کی طیاری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آج ہی خواہ دن کے وقت یا رات کو قلعے پر ہللا کریں گے، سلطان نے فرمایا کہ اگر ہنر

قیاس میں نہیں آتا کہ وہ کون سے ناخست کریں اور رات کے وقت تو خود ایسی خبر داری کی جاگی کہ دشمنوں کا کوئی حملہ پیش رفت نہوگا، بہان بہر گفتگو ہو رہی تھی جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا پڑا سلطان اس چادڑ جان سوز کے ستے ہی نبت اندوہ گین ہوا اور فرمانے لگا کہ سید غفار ایک ہی مرد جری تھا موت سے ڈرنا تھا آخر درجہ شہادت کا پایا محمد قاسم کو کہو کہ اُسکے قائم مقام اُن سپاہیوں کی سرداری میں جو حصار کے رخنے پر تعینات ہیں سرگرم ہو، اس اثنا میں سلطان کے کان میں قبل اُسکے کہ خاصہ نوش جان فرمانے سے فارغ ہو آواز برے غل اور شور کی پہنچی، تب اُس نے فی الفور کھانا کھانے کھانے ہاتھ دھو یا تلوار پر تلے میں ڈالی اور اپنی بدوقون کے بھرنے کو حکم دیا، بعد اُسکے فصیل کے دکھن کی راہ ہو کر پیچھم جانب کے توڑے حصار کا قصد کیا، اُسکے پیچھے پیچھے بہت سے ملازم و خدمتگار بھی جنگ کے حربے اور اختیار سمیت گئے، اور کئی سپہدار بھی چیدہ چیدہ جوانوں کا ایک غول لے اُسکے ساتھ ہوئے، جب سلطان اس حصار کے قریب پہنچا تو اُس نے بھاگیروں کی ایک جماعت کو دیکھا اور معلوم کیا کہ انگریزی ہلے والے پہلی صف کے سپاہی اس توٹی دیوار کے رستے اندر آ کر فصیل پر چڑھے ہیں، چاہا کہ اُنھیں بھاگنے سے روکے، چنانچہ اسی ارادے پر دیوار کے قریب کھڑے ہو کر اُن سبھم زدہ فرادیوں کو اپنے قول اور فعل مردانے سے دل دینا اور بھاگنے سے منع کرنا تھا اور اس عرصے میں کئی بار حریف کی جماعت پر ہندون داغی اور سپاہ غنیم کے کئی سپاہی کو مار گرایا باوجود اس نگاہوں کے جب حریف کی سپاہ سلطان کے قریب آ گئی تو اُسکے بہادروں اور مفید ارن میں سے سلطان کو چھوڑ جی چرائی کل بھاگ کر رہا سپاہیوں میں سے بھی کوئی ساتھ نہ لانا ہم اُس نے اپنی جگہ سے پس ہٹا

قصہ

(۶۹۷)

ہونے کو آئیں حیثیت و شجاعت میں ننگ اپنے مرتبے کا جانا، اسی مابین میں دشمن کی سپاہ نے دروازے کے آدمیوں پر گولیاں ماریں جسے ایک گولی سلطان کے سینے کی بائیں جانب آگئی، باوصف اسکے چاہا کہ بزور دھاکے باہر آئے لیکن اسی جدوجہد میں فرنگستانی سپاہیوں کے ایک غول نے دروازے کے اندر سے بندوقین سرکین ایک گولی سلطان کے زانو میں دوسری گولی دائیں پہلو میں لگی، اور کھوڑا بھی زخمی ہو کر بیٹھ گیا، سلطان زمین پر سے زمین پر گر پڑا اس دردناک حالت میں ایک ملازم نے سلطان کی خدمت میں عرض کیا کہ کاش اسوقت بھی خود بدولت انگریزوں کے نزدیک تشریف لے چلیں وے البتہ جناب عالی کے وقار و تسکین کے لائق ہر طرح کی رعایت و پاس کرینگے، لیکن اُس نے اپنی غیرت سلطانی کے سبب بری حقارت کے ساتھ اس امر سے ابا کیا، اس روداد پر بھی دیر نہیں ہوئی تھی کہ فرنگی سپاہیوں کا ایک جتھا اس رستے آنکلا، انہیں سے ایک نے شمشیر سلطانی کی بیش قیمتی دواں کو دیکھ کر اُس کے لینے کا قصد کیا پر سلطان نے اُس زخم کی حالت میں بھی کہ ابھی قبضہ تلوار کا اُس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا تھا، لپک کر اُس حریف سپاہی پر وار کر گھٹنے کے قریب ایک زخم کاری مارا تب اُس نے نہنت اپنی بندوق سلطان پر چھوڑی گولی اُسکی سلطان کے ماتھے پر آگئی جسے وہ بہادر جان بحق تسلیم کی، جب انگریزوں نے سریرنگپتن کا قلعہ بخوبی عمل کر لیا، اور سلطان کے مارے جانے کا احوال معلوم کیا تو اُس کے دوسرے دن جنریل بیرڈ نے شام کے وقت سلطان کے قلعہ دار اور نوکروں اور دو شاہزادے سمیت اُس دروازے پر جہان اُس شہید کی لاش پر بری نمی آکر بری تلاش سے اُس کے جسد پاک کو اور مقتولوں کے دربار سے نکالا، بشیرہ سلطان کا مطلق متغیر نہوا تھا، مگر شجاعت و ہر دلی کی علامتیں لگی تھیں۔

پاسی جاتی تھیں، دستار تلو اور معہ دوال جو اہر نگار انہیں سے ایک بھی اب
 نٹھی جسم مبارک کو اُسکے ملازموں نے بخوبی پہچانا اور بحفاظت اُسے
 بالکی کے اندر رات بھر سلطانی قصر میں رکھا، محل شاہی کے ہر مکان پر چوکی پرے
 کو سپاہی تعینات ہو گئے تاہم دمان شاہی کے باقی ماندوں میں سے کوئی کہیں
 نکل نچاے اور تمام خزانہ اور بیش قیمت مال متاع خانوں کے دست برد
 سے محفوظ رہے بعد اُسکے انگریزوں کی تجویز سے فوراً سلطان کے سپہ سالاروں
 اور سرداروں کے گھروں پر بھی نگہبانی کے واسطے انگریزی سپاہی مقرر
 ہوئے، یہ معمول تہ بیر جو انگریزوں کی طرف سے سلطان کے سر شکر وں
 اور عمدہ ملازموں کی جان و مال کے بچاؤ کے باب میں عمل میں آئی، سو
 سلطنت میں دے کے سرتاسر مستحضر کر لینے میں اُنکے لئے نہایت مفید پڑی،
 کیونکہ جب اُن سرداروں نے دیکھا کہ اُنکی عزت و مال کی انگریز کھمد
 حفاظت کرتے ہیں تب دے از خود بالکل فوجوں سمیت جنریل ہارس کے
 مطیع و منقاد ہو گئے سلطان قلعے میں نو سو اٹنیس ضرب توپ تانے ہزار
 بند و قراہیں، تراسی بار و تھانے انگنت گولیاں اور گولے زنجیری گولے
 وغیرہ نکلیے، چونکہ جنریل ہارس نے تاکید یہ حکم دیا تھا کہ ہر طرح سے سلطان مرحوم کی
 نعش کے احترام و تعظیم کرنے میں بھرپور قصور نہ کیا جائے، لہذا شہر
 سریرنگپتھن کے قاضی القضاۃ نے سلطان فردوس مکان کے کفنانے دفنانے
 کی شرطوں کو بوجہ احسان ادا کیا صرف زر کا کسی نوع سے اس مادے میں
 ملحوظ نہ تھا۔ مہینہ جنازے کی جو پچھلی سواری اُس سلطان زیندہ تخت و عمارت
 کی کمرے سے توڑک اور شان سے کہ اس حالت و وقت کے شایان تھی جہل
 میں آئے مہینے کی پانچویں ظہر کے وقت سلطان کی لاش جو اُسکے نوکر وں



(۶۶۶)

نکے کندھے پر تھی اور فرنگی سپاہیوں کی چار کنبی سرداروں سمیت اُسکے
ہمراہ، قلعے سے روانہ ہوئی، جنازے کے پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق
فرزند دوم سلطان مرحوم کا برے سوز و گداز سے گریہ و زاری کرتا تھا اور
قلعہ دار و قاضی مفتی اور سریر نگہبخت کے اور مسلمان لوگ پیچھے جاتے تھے
جب لال باغ کے دروازے پر جا پہنچے، نظام علی خان کی فوج کے بالکل سردار
اور مسلمان آکر جنازے کے شریک ہوئے، رستے میں جس گلی کو چمے سے
سلطانی جنازہ گزرا باٹھنے والے کے دونوں طرف راہوں کے کھڑے
برے اندوہ و سوگوار ہی سے تکی کی مانند ہمدیکھتے تھے، بہتیرے خاک میں لوت
لوت پھوٹ پھوٹ رونے اور ہائے کر سردھنتے اور خاک اُڑانے،
جب نواب حیدر علی خان خلد مکان کے مقبرے کے دروازے پر جنازہ پہنچا
سپاہیوں نے دورویہ پر اجما اپنے ہتھیاروں کو جھکا تکریم و تعظیم کا دستور
ادا کیا، نب قاضی نے جنازے کی نماز پڑھا، آخر اُسکے والد ماجد کی قبر کے نزدیک
اُسکو مدفون کیا، پانچ ہزار روپیہ گداؤں بینواؤں کو جو جنازے کے
عنائتہ شائع گئے تھے خیرات کیے گئے، جب سلطان کا جنازہ لیکر لال باغ کو چلے تھے
اُسوقت سے لے کر دم تک کہ جسد پاک اُس کا قبر میں رکھا گیا قلعے سے مانی
شلک کی توہین برابر سر ہوتی رہیں اتفاق سے اُس بدین شام کو براطوفان
اُتھا، ساتھ اُسکے بجلی اور باد و باران بھی تھا، اکثر جگہوں میں صاعفہ گرا خصوصاً
مسجدوں اور دیوانخانہ و محاسن اے سلطانی پر، گویا کہ یہ اُس واقعے کا تتمہ تھا،

قطعه

تاریخ شہادت منضمین تعزیت بادشاہ سلیمان
جاہ تیو سلطان جنت آشیان جو شہر ذیقعدہ
سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں واقع ہوئی

مویہ کنید اے مہان سینہ زبید اے گوان
در غم تاج شہان و اندوہ فخرانام
مرگ چنان باذلی واقعہ نیست خرد
قتل چنان باسالی خطبی باشد عظام
کز گہر و از ہنر داشت کلاہ و کمر
وز پئی مجد و خطر کو چش بود و مقام
صاحب سیف و قلم و اہب کوس و علم
کاسر بیت اللضم عامر بیت السلام
سرور و الانب مہتر زیاب
خسرو بیضا لقب تیو سلطان بنام
صامی دین مستین ماحی کفر مکین
دارت تاج و نگین از پدر بوالکرام
والی ملک دکھن جید و شکر شکن
چون سمیش بوالحسن صفدر عالی مقام
ازم ندیدہ چو او پہلوے اعدا گداز
بزم ندیدہ چو او خسروے شیرین کلام

وقف

(۵۰۱)

هند بنا داده بر چون اورائی و گر
 در فر و بر زده بر کج کلپی کشنخرام
 ذکر اخبار او شیرین سازد زبان
 نشر آثار او مشکین سازد شام
 چون ز جهان بست رخت داد بجاناج و تخت
 با این فرخنده بخت بود مهینش هم
 پیر و گام پدر در ره ننگ و خطر
 لیک از و پیشتر در دین بنهاده گام
 قائل اعدای دین از پی کب ثواب
 رنجبر و گرم کین از پی تحصیل نام
 از نیرنگ خان جوفی رذل از صفار
 و ز مکر ناکسان مستی نذل از لیام
 بردست دشمنان گامده اند هر کران
 کشته شد آن پهلوان ناکام و تلخ کام
 کشته شد ای فغان مظلوم آن نامدار
 کوراد دولت کنیز بود و جلالتش غلام
 در صف نادود و عرب اول مردان کار
 در هنر طعن و ضرب ثانی دستان سام
 با فرس و با حسام بود بجان مهرورز
 در سبزه در خضر مونس شان بردوام
 اسپش نازی نسب تیغش هند می تراود

(۷۰۲)

اینت جو اہر نشان آنت مرقع ستام
ہندی ا د چون ہنگ نشہ خون عد و
نازی ا د چون ہنگ گر سنہ انتقام
تیغ و راہمفرین ہمچو دلا رام جفت
اسپ ورا زیر زین دانش را گشتہ رام
سلطان بد شاہ مرد وین دو بناج ہمیش
داشته از مردیش ہر دو را شاد کام
ہر دو بفرشش بہم ہمدم و ہم ہمدم
این آن را ہر کاب آن این را ہم نیام
بیوہ شدہ ہر دو تن از مرگش و ز عز
چاک زنان پیر ہن خاک بسر مستہام
سال شہادت از ان خامہ معجز بیان
گشت عزادار ہم ا د ہم گفت و حام

۱۱۵

۱۰۹۸

سنہ ہجری

۱۲۱۳

سلطان اس جہان گذران سے رحلت کرنے کے زمانے میں پچاس برس کے
سن کو پہنچ چکا تھا لیکن سلطان شہید کے خاندان کے معتبر لوگوں سے یہ معلوم ہو
کہ وقت شہادت عمر اسکی پچپن برس کی تھی بشرہ اُس کا گندمی رنگ، اعضا
قوی، منہ گول، آنکھیں تری تری اور کالی، ناک نکیلی اند کے مایل، کبھی
جسے کی شکوہ کو دو بالا کیا تھا موہمیں لپی رکھتا اور دآرہم کو ترشواتا تھا،

وقت

(۷۰۳)

نظرت ہی سے جا بک و جست نھا گھوڑے کی سواری کا شتان اکثر دور تک پایادہ چلنے میں مشاق و ان کے اکثر اوقات کو قرآن شریف کی تلاوت اور کتابوں کے مطالعے میں صرف کرنا اپنے پر بزرگوار کے حین حیات میں ہر دل عزیز تھا، لیکن بعد اُسکے کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اکثر مضبہ دار اور عالی خاندان والے لوگ چونکہ سلطان کے اطوار و کردار میں ثبات و قرار نہیں دیکھتے تھے اسلئے اُسے دل برداشتہ و بیزار رہتے با اینہم اُسکے ملک کے سب چھوٹے بڑے مسلمان اس راہ سے کہ وہ دین و شریعت کی طرف کشی اور اہل اسلام کی ہشتی میں بدل مصروف تھا اُسکے جان نثار و خیر خواہ تھے، اور سلطان موصوف اسی دین محمدی کی حمایت کی برکت سے نکمیں و وقار کے ساتھ شہادت کے رتبہ عظیم کو حاصل کیا، الحق تمام شاہل و دھانی میں اُس بادشاہ کے حکو سیر نو بسان انگریز جباروں سے سلاطین مشرق کے گنتے ہمیں تعصب و سخت گیری دین اسلام میں سرحد بیدادی و ستدگری کو پہنچی تھی چنانچہ کہہ سکتے ہیں کہ ج طرح عالمگیر کا غایت تعصب دینی اُسکی سلطنت کا قوی رخ نہ گرا واقع ہو اتھا اسی طرح اس بادشاہ کی مذہبی سخت گیریوں نے اُسکی ریاست کو برباد کیا، دشمنی و عداوت اُسکی انگریزوں کے ساتھ جس کا سبب وہی تعصب و تشدد دینی تھا اس مرتبہ کو پہنچی تھی، کہ ایک انگریزی کتاب میں ایک شیر کی تصویر کے تلے جو ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے ہی یہ عبارت لکھی ہوئی تھی جس کا ترجمہ تھیک تھیک ہندی میں یہ ہی

The following sentences have been taken from the Review of the Origin, Progress, and Result of the decisive War with the late Tippoo Sooltan in Mysore, with Notes by James Salmand Esq. of the Bengal Military Establishment.
Printed by Luke Hansard. Lincoln's in Fields Strand London, 1800.

ایک ارغون کہ جسے شیر کی ہیئت پر اُستاد نے بنایا ہی اور وہ شیر ایک
فرنگی کو دبوچے ہوئے ہی ،
ہیئت میں اس شیر کے ساز موسیقی اور سر و نیکی کنجیان و چونگیان بترتیب
چنی ہوئی ہیں ،
آواز جو اس ارغون سے نکلتی ہی ، ملی ہوئی ہی غرش سے ہلنگ کے اور نالے
سے آدمی کے جوابات برسی بلا کے پیچھے میں گرفتار ہی ،
اس ساز موسیقی کو اُس نے اس طرح بنایا ہی کہ جب وہ بجاتا ہی بیچارہ فرنگی
بار بار اُتھ اُتھاتا ہی اور گویا اپنی بیچارگی اور بیکسی کو دکھاتا ہی ،
شیر و آدمی اس ارغون کا تمام قد باکمال اندام بنایا گیا ہی تیہو سلطان کے حکم
سے جو دیکھنے سے اس ساز کے اور سنے سے اُسکی آواز کے (حسین
فرنگی تو کناہ ہی قوم انگریز سے اور شیر سرکار خداداد سلطان سے) اکثر
خوش ہوتا تھا ،
یہ ارغون بعد فتح سر برنگپتن کے راس محل میں پایا گیا جہاں اور بہت سے
آلات موسیقی کے رکھے ہوئے تھے ،
یہ ارغون جو میں اسی موسم کے کوئی جانے والے جہاز پر حضرات دیر کٹارسن
کو گھراؤ میں بھیجا جا یگانا دے حضور میں پادشاہ کے گزرانین ،

دوسرا

(۷۰۰)

بارہ شاہزادے سلطان کی اولاد اور ایک بھائی بعد شہادت سلطان کے اسیر ہوئے اور اپنے اہل و عیال سمیت ویلور کو بھر کئی برس کے بعد وہاں سے سنہ ۱۸۰۶ء میں بنگالے کی طرف روانہ کیے گئے اور اُسکے سرداروں اور سپہ سالاروں نے امیران ہمعہد سے جاگیر بن بایں ،

مجموع احوال سلطان فردوس
مکان کی اولاد وغیرہ کا ،

جب سریرنگپتھن کا قلعہ مفتوح ہوا اور میسور کی ریاست جکابانی نواب حیدر علی خان مغفور تھا ، بعد ساتھ برس کے تقریباً انگریزوں کے قبضہ اقتدار میں آئی تب ملک ہند کے ناظم اعلیٰ مارننگٹن کی رائے صواب اتمانے اُن مہمات کے درمیان جو ممالک مفتوحہ کے انتظام و بندوبست سے متعلق تھیں ان دو ضروری امر کو مقدم اور اہم سمجھا اور اُنہیں متوجہ ہونے کو فرمانروائی کے سود و بہبود کی نظر سے پر ضرور جانا ، ایک اُن دونوں امر سے یہ تھا کہ نامی سپہداروں کی استمالت و خاطر داری اور صاحب اقتدار قلعہ داروں کی استرخا و دلجوئی کرے اور دوسرا یہ کہ نواب حیدر علی خان خلد مکان کے لواحق اور سلطان فردوس آشیان کے فرزندوں و منسوبوں کو دارالملک سریرنگپتھن سے قلعہ رائے ویلور میں جو ریاست مدرا اس کے متعلق ہی روانہ کرے چنانچہ ہر دھڑ کی مدد معاش کے لیے کپتانی بہادر کی سرکار سے پچاس ہزار روپیہ سالیانہ مقرّر فرمایا اور بعد اسکے ایک سو پرنٹنڈ فٹ بھی مہربان و زبان تھیں کہ بخوبی شاہزادوں کی دلجوئی اور خاطر داری کر کے بھیجا گیا تاہم لوگ اس کی انتہ

و حرمت سے بیگانے ملک میں گزران کرین، کئی برس تو اسی طور پر خرمنی و کامرانی کے ساتھ وہاں بسر ہوئے یہاں تک کہ لارڈ ولیم بنڈلک کی حکومت میں ایک شورش و ہنگامہ واقع ہوا کہ دہلیور میں سرکار کنپنی بہادر کے سپاہیوں نے باغی ہو کر بلو اکیا، تفصیل اسکی آئندہ ورقوں میں معلوم ہوگی، ہر چند جناب گورنر بہادر اور مدراس کے ارباب کونسل پر پاکہ امنی و بیگناہی شاہزادوں کی اس باب میں بخوبی روشن و ہدیدہ ہو گئی تھی لیکن احتیاط و حزم کی راہ سے صاحبان کونسل کی رایوں میں یہ امر مستحسن نہ تھا کہ دو دمان سلطانی کی کئی بیگمات کے سوا سب سب شاہزادے کیا صغیر کیا کبیر اُس قلعے سے بیگانے کی طرف روانہ کیے جائیں چنانچہ اسی قصد پر قریب آتھہ برس کی سکونت کے بعد شاہزادے نری کے رستے اور بیگمات اُنکی خشکی کی راہ سے کلکتے کو روانہ کی گئیں، ان صاحبوں کے درمیان نواب کریم شاہ بہادر چھوٹا بھائی سلطان جنت آشیان کا سب سے بڑا تھا ج کا مختصر احوال شجاعت اشتمال گذشتہ ورقوں میں لکھا گیا، یہ بزرگ مہ اپنے فرزند ارجمند نواب ضمد رشکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش، اور بارہ شاہزادے سلطان کی اولاد صلیبی اس تفصیل سے، فتح حیدر سلطان، عبدالخالق سلطان، محی الدین سلطان، معزالدین سلطان، محمد یاسین سلطان، محمد سبحان سلطان، شکر اللہ سلطان، نور الدین سلطان، جامع الدین سلطان، منیر الدین سلطان، محمد سلطان، احمد سلطان، اور جو دھوان شخص اُنہیں نواب حیدر حسین خان دادا سلطان فردوس مکان کا، بے طمع اپنے لواحق و وابستوں سمیت سنہ ۱۸۰۶ء میں کلکتے پہنچ کر مقام ریسالٹ میں کچن و ماوا دیئے گئے، بعد کئی مدت کے نواب سید شہباز مرحوم کے

قصہ

(۷۰۷)

قر کے بیٹے سلطان منفرت نشان کے نواسے بھی ان لوگوں میں آئے ،
 سبکے سب شاہزادے آسائش و آرام کے ساتھ نوع بنوع کے ناز و
 نعمت میں ملے ، رفتہ رفتہ ہر ایک باب میں اُنکے حال پر ہر طرح کی غور و برداشت
 ہوئی ، اور ایک اسکول بھی مخصوص واسطے تربیت شاہزادوں کی اولاد
 کے سرکار دولتمدار کنپنی بہادر کی طرف سے عہد حکومت میں گورنر جنرل
 لارڈ آکلنڈ بہادر دام اقبالہ کے درسنہ ۱۸۳۸ء مقرر ہوا اور استادان کامل
 ہر علم کے نو کر رکھے گئے ، اب دے خرم و شاد قید و بند سے آزاد ہو دو باش
 کرنے لگے ، یہ چار شاہزادہ بزرگ فتح حیدر سلطان ، عبد الخالق سلطان ، محی الدین
 سلطان ، معز الدین سلطان ، ہر ایک کی گزران کے واسطے مشاہرہ آدھائی ہزار
 اور ہر واحد باقی شاہزادوں کے لئے دو ہزار روپیہ جناب لارڈ منٹو اور
 ارباب کونسل کی تجویز سے مقرر ہوئے ، نواب کریم شاہ و حیدر حسین خان اور
 سلطان کے نواسوں کے واسطے بھی معمول تنخواہیں معین ہوئیں ، چنانچہ یہ
 سبکے سب اپنے زمانہ زندگانی کو سایہ حمایت و رعایت میں اس دولت ابد
 مدت کے بہ عیش و کامرانی بسر کرتے رہے ، اور اب بھی کرتے ہیں ، اکثر
 اُنہیں سے غریب رحمت ہوئے ، جنکے ایک ایک کے انتقال کی تاریخ و تفصیل
 یہ بھی عبد الخالق سلطان سنہ ۱۲۲۲ میں شہر شوال کے غرے کے دن
 بواسیر کی بیماری کے سبب اس دار فانی سے دار باقی کا راہی ہوا ، جسے
 یے دو بیٹے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار رہے ، نواب
 حیدر حسین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپر ماہ رجب سنہ ۱۲۲۵ میں
 رحلت کی جسے ایک بیٹا نواب خیر الدین خان اور ایک بیٹی یادگار ہیں ، محبت علی
 سلطان نے چوتھی ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۶ میں اپنے تئیں بند و ق کی گولی بٹھائی

ہلاک کیا، جسے بے مانج بیٹے شاہزادہ سعید الدین شاہزادہ برہان الدین شاہزادہ قطب الدین شاہزادہ محمد تیبو شاہزادہ غلام دستگیر وکئی بیتیان یادگار رہیں، فتح حیدر سلطان سنہ ۱۲۳۰ میں شہر شعبان کی اکیسویں کو سرعام کے مرض میں اس سرے پر آرام سے منزل دار التلام کو سہارا، جسے بے سات بیٹے شاہزادہ جعفر الدین شاہزادہ محمد باقر شاہزادہ غلام محی الدین شاہزادہ شہاب الدین شاہزادہ محمد سلطان شاہزادہ سلطان حسین شاہزادہ محمد علی وکئی بیتیان باقی رہیں، سزا الدین سلطان نے بائیسویں جماد الاول سنہ ۱۲۳۲ میں ہیفے کے عارف سے اپنی جان شیریں خالق آسمان و زمین کو سونپی، جسے بھی ایک بیتا شاہزادہ نظام الدین اور تین بیتیان یادگار رہیں، اگرچہ اس شاہزادے پر اس شبہ کے سبب کہ اُسے اُس بلو اے عام میں جو دیوار کے درمیان واقع ہوا تھا شرکت تھی مقام رہسائیں بہ نسبت اور شاہزادوں کے تھوڑے دنوں تک قید و بند میں زیادہ سختگیری عمل میں آئی تھی و لیکن جب اُسکی بیگناہی اور پاکدامنی کی خبر اُس مادے میں دارالسلطنت لندن سے جہان بہار بعد ری تحقیقات کے مقام ثبوت میں پہنچا تھا کہ گتے میں آئی تب قید و بند سے اُسے بھی رہائی پائی اور دوسرے شاہزادوں کی طرح خوش و خرم و آزاد رہنے لگا، احمد سلطان دسویں شعبان سنہ ۱۲۳۹ میں بعارضہ مرسام اس دیر فنا سے دار بقا کو روانہ ہوا، جسے تین بیتیان یادگار رہیں، نواب کریم شاہ بہادر نے براہی رس کے سن میں جمادی الثانی کے مہینے سنہ ۱۲۴۶ میں اس عالم ظلمانی سے عالم نورانی کا رستالیا، جسے بے دو بیٹے نواب غلام علی و نواب امام بخش اور دو بیٹے باقی رہیں، نواب امام بخش نے بھی سنہ ۱۸۳۲ ع میں انتقال کیا جسے ایک بیتا نواب نور الحق یادگار رہا، سرور الدین سلطان سنہ ۱۲۴۹ کے

و

(۷۰۹)

جماد الثانی کی چھٹی کو نب اور مرگی کی بیماری میں اس جہان غرور سے
طرف گشتن راحت و سرور کے روانہ ہوا، جسے فقط دو بیٹی باقی رہیں،
شکر اللہ سلطان جماد الثانی کی جو یسویں تاریخ سنہ ۱۲۰۳ میں ہیضے کے عارضے
سے اس نشیبستان فردین سے طرف فرازستان برین کے رحلت گزین
ہوا، جسے بے چہرہ بیٹے شاہزادہ شیرالدین شاہزادہ جلال الدین شاہزادہ
اعظم الدین شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین شاہزادہ محمود شاہ
اور دو بیٹی یادگار رہیں، منیر الدین سلطان دوسری رمضان سنہ ۱۲۰۳ میں
سہر زکی بیماری میں اس خاکہ ان ظلمانی سے عالم نورانی کو گیا، جسے ایک بیٹا
شاہزادہ نور شاہ اور دو بیٹی یادگار رہیں، جامع الدین سلطان سنہ ۱۲۰۸
سترھویں شوال کو پارس میں جو فرانسیسوں کا دارالملک ہی روضہ رضوان کا
رہ نور ہو جسے اب بھی بیٹا شاہزادہ بدرالدین یادگار رہا، سلطان محمد سبحان نے
شہر رمضان کی جو یسویں تاریخ سنہ ۱۲۶۱ میں ہیضے کے عارضے سے تلخا بہ
مرگ کا چکھا، جسے چار بیٹے شاہزادہ شوکت الدین شاہزادہ پاک اختر
شاہزادہ اللہ نواز شاہزادہ غلام محمود و کئی بیٹیاں یادگار رہیں، اور نواب
سید شہباز مرحوم کے لڑکوں میں سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوئے ہمیں
اب صرف بے تین شاہزادے محمد رفیع الدین محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین
باقی رہیں، اب سلطان جنت آشیان کی اولاد سے بھی دو شاہزادے یاسین سلطان
ور محمد سلطان کہ اللہ تعالیٰ انکے ایام حیات کو عمر خضر و الیاس کی سعی درازی
بخشے، باقی ہمیں، شاہزادہ یاسین سلطان کے بے پانچ بیٹے شاہزادہ کیتباد
شاہزادہ عالمی گوہر شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ مظفر شاہ شاہزادہ عالم
شاہ ۲۰ فور کئی بیٹیاں زندہ و حاضر ہیں، اور شاہزادہ محمد سلطان کے بے دو بیٹے

شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ طہیم الزمان اور تین بیٹیاں زندہ و حاضر ہیں۔
 شاہزادہ محمد سلطان عرف شاہزادہ غلام محمد عالمی منشی و والا نہادی اور قدر
 شناسی و جواد ہی، نیک نیتی و پاک طبیعتی، اور محامد اوصاف، و مکارم اخلاق
 میں ممتاز و شہرہ آفاق ہیں، ہمیشہ جو صلہ بلند اُس کا خیرات اور حسنات پر
 مائل اور اوقات گرامی نیکنامی کی دولت باقی اور فرخندہ فرطامی کے گوہر بنے بہا کی
 جستجو میں مصروف، فرزند گلان اُس کا شاہزادہ فیروز شاہ جوان رشید و
 پر تمیز ہیں۔ حسین برگزیدہ سیر شرافت و نجابت کے مجتمع ہوئے ہیں اور
 فضائل کبھی نے اُس کے شمائل ذاتی کو دو بالا کیا ہیں اور فضل و ہنر نے جوہر
 گوہر کو فروغ و ضیا بخشا،

شاہزادہ فرخندہ نہاد غلام محمد کی اہلیہ صوری سے دو مسجد رفیع الہناہی، ایک تو
 مقام رسامین نہایت آب و تاب اور برتری نزہت و لطافت کے ساتھ جسکی
 باندھی و رفعت اور تعمیر کی منانت و حصانت و صحن کی وسعت و فضا اس
 قطع سے جو اس خانہ پاک کے طیار ہونے کی تاریخ پر ناظر ہیں، قدرے ظاہر ہو گئی،

قطعہ

تاریخ بنای مسجد جو در سنہ ۱۲۵۱

ہجری مقام رسامین بنائی گئی،

| | |
|-------------------------------|--------------------------------------|
| نام خدا مسجدی پر زبہا و صفا | قبلہ اہل سبجو د کعبہ اہل قیام |
| نامش گردون حنا بومش مینو نشان | رضوان ہر بلہ اداد دادہ ز خدش علام |
| دگر بنای جہد ہمہ سر بیت العیق | نیست دوستی در گذر بیت اللہ خوانش نام |
| نخست صریر درش طالب حق را در آ | اینگ مروہ صفا ز مزم و درکن و مقام |

و

(۷۲۱)

حال بنائش ازان گفت مروش اینچنین گرنہ دوستی غاسنے ثانی بیت الحرام

۱۲۰۳
۲

۱۲۰۱

اور دوسری مسجد ناف شہر دارالامارہ کلکتہ میں اسے مقام نصارت و لطافت آگین اور موضع فرحت و نشاط قرین پر جسکے دکھن طرف ایک سبزہ زار وسیع الفضاء و نزدیک شاہی جو طراوت و نفاست سے ہوا کے تدرستی و آسائش کا آرائنگاہ اور اس شہر خیمہ بنیاد کے مٹولون اور اسیرون کے لئے صبح و شام کارمناہی، چنانچہ ہر قطعہ اس مکان میںست بنیان کے بہت سے محاسن میں سے کچھ بیان کرناہی،

قطعه

تاریخ بنائی مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام
دھرم تلے میں درسنہ ۱۲۰۸ مجری اتمام پایا،

| | |
|--------------------------|---------------------------|
| ابن سلطان ہیوی منفور | ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا |
| نہ محمد کہ بندہ اش از دل | پیر و دین او بصدق و صفا |
| کردہ تعمیر این نشین پاک | ہر ذکر و نماز و ورد و دعا |
| ہمچو صبح شد اد مجکم بام | ہمچو ذات العباد خرم جا |
| در تمنّی چو کعبہ اسلام | در ترقیع چو مسجد اقصا |
| خویشی چون مسجد اقصا داشت | دوستی اندر میانہ ناپیدا |
| گفت رد و الامیر ازان تار | |

عمر کا امد مسجد الاقصیٰ بر رسول حق و باہل عبا
 ----- ہجری

۱۲۵۸

فی الواقع ابتک دارالامادہ کلکتہ میں اس خوبی و خوش اعلو بی کی مسجد نہیں تھی، اور اُس شاہزادہ عالی ہمت نے بہت سی جاہداد واسطے اخراجات مسجد و نئے اور ایک باغ وسیع مہ تالاب و گھات سنگین گور غریبان کے لئے وقف کیا تھی اور اُس شرف رتبہ سرداری کی اپنیہ معنوی سے کتاب فارسی کا نامہ حیدری ہی، جس کا لقب تاریخی تواریخ گزیدہ ۱۲۶۳ء اور جسے اُس کی کمال جہد و اہتمام و جرح و تعدیل سے زیور اختتام و درسنہ ۱۲۶۳ ہجری پیرایہ انطباع پہنا، اور یہ کتاب ہندی حملا ت حیدری جسے اُس کے سلیقہ درست و فطرت بلند نے آراستہ و پیراستہ کیا تھی،

ترجمہ جلد ثانی کے بارہویں رسالے کا

مارکونٹس ویلزلی کے رسالوں میں سے

ارل آف مارننگٹن کی طرف سے، لفٹننٹ جنرل ہارس،
 کرنیل ارٹرو ویلزلی، انرٹیمیل ہنری ویلزلی،
 لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاٹرک لفٹننٹ کرنیل باری کلوز
 کو جو امور میسور کے انتظام و بند و بست پر امین تھے،

صاحبان رحیم دل کریم نہاد

یہ سب جو اس نامے کے ساتھ جاتی ہیں تمہیں اُن حالات سے جنگا اختیار ہے

قصہ

(۷۴۳)

متم کذابت شماروں کو دینا مصلحت سمجھا ہی مطلع کر گئی، جو مکہ مسجد کے امور وابستہ نظم و نسق ابے آسان و سہل نظر آنے میں کہ بغیر حاضر رہنے مخلص کے سربرنگہت میں سرانجام پانا اُنکا ممکن ہی، اس لیے میں نے مدار اس میں اقامت کا قصد کیا ہی، جو تین شخص امینان مذکور سے کہ بروقت پہنچنے اس نامے کے سربرنگہت میں حاضر رہے، چاہئے کہ ترتیب انجام کرنے میں ان امور کے جو سند میں مذکور ہوئے ہیں آمادہ ہو جائے اور احکام مرقومہ کو بجالائے، جب سرداران ہمسند میں ملک کا بتوارا ہونے لگے احمین حصہ مرہٹوں کا باقی رکھنا البتہ ضروری ہی، اور خاندان سے راجہ مسور کے ایک وارث کا راج پات برہتھانا میرے نزدیک امراہم جس کے لیے میں نئے بندوبست کی بنا ڈالتا ہوں، دو دن کے عرصے میں اس مامرہم کی شرطیں تمہارا اور درست کر کے تمہارے پاس بھیج دوں گا، اس پیش آئندہ دو کاموں میں تاخیر و تساہل مطلقاً جائز نہ سمجھا چاہئے تا وہ نظم و نسق جو منظور نظر ہی بخوبی انجام ہو، اُن دونوں سے پہلا کام جلیل القدر عہدہ داروں کی داجوئی و خاطر داری اور کتنے دھار کے قلعہ داروں کی استمالت و رضا جوئی ہی جو مسلمان ہیں، اور دوسرا کام سلطان مرحوم کے اہل و عیال کو ملک مسور سے نہایت دلا سائی و خاطر داری لے سنا خدروانہ کرنا، امراؤں کے باب میں ہمیں سطرہ ستری برہلی کی خدمت میں میر عالم کے نام کا خط اور نقل نظام الدولہ کے مکتوب کی راقم سطور کے نام پر ہی بھیج دیا ہی، اور مجھے اعتماد ہی کہ تم صاحب لوگ سکے و سبیل سے نواب میر قمر الدین خان کی رضا جوئی میں اچھی طرح سرگرم و شکتی ہو، اور رہنا اُس کا سربرنگہت کے ورمیان اس جہت سے کہ اُسکی رت و آبرو لوگوں کے دلوں میں ثابت ہی، وہاں کے مسلمانوں کے مال و

میں بغایت غمید ہو گا، میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ بہت ہی جلد اُسے اسپر لاؤ کہ وہ گرم کندہ ہو چلا جائے، اور دوسرے سرداران اہل اسلام کے ساتھ ایسے محل و قرار پیش کر دو کہ اُنکے دلوں میں نئے بند و بست کا ذرا بھی خوف و کھٹکا نہ رہے، اور پھر مقدمہ کاموں کے انتظام میں سدا س امر کا لحاظ رکھیو کہ بھاری اخراجات سرکار کنپنی کے خزانے سے متعلق نہ ہو جائیں، اور سلطان کے سارے سرداروں کا وظیفہ بھی فقط کنپنی بھادر کے ذمے مقرر نہ ہو بلکہ سب امیران مشفق اور راجہ میسور پر تفہیم کیا جائے اور سلطان مرحوم کے اُن سرداروں کے واپس ماند گون کو جو اس تراسی میں مارے گئے بھی مناسب وظیفہ مقرر کیا جائے، قلعہ اردن میں سے جن لوگوں نے اپنا اپنا حصار حوالے کر دیا اور دے جو اب تک اپنے خاص قلعوں پر قابض ہیں ان سبکی اپریل دے مہینے کی باقی تنخواہیں البتہ کنپنی کی سرکار سے دی جائیگی بلکہ جتنے دنوں دے اُن حصاروں کی نگہبانی و خبر داری پر تعینات رہیں گے مہینہ پانچ گنے، اور مناسب ہی کہ تم پہلے کام کے انجام دینے کے بعد، دوسرے کام میں کہ سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا روانہ اور اُنکا اسباب و ادا از سفر کا طیار کرنا ہی بدل متوجہ ہو کر اُن مراتب کو جو اس مادے میں لازم و ناگزیر ہیں بجالائیو، میں اس مہم درد انگیز کے سپرد کرنے کے لئے جسکے بن انجام کئے دیجھمی مقصود نہیں کنپنی کے کارپردازوں کے درمیان کسی کو ایسا سردار جو اس بھاری کام کی شرطیں بجالائے نہیں دیکھتا، سوائے کرنیل ویلزلی کے، اس واسطے بالکل ان ضروری کاموں کا اختیار اُسکے ذمے کرنا ہوں، کرنیل دوطن حصار دیوار کی قلعہ لائی پر جو عنتریب شاطان مرحوم کے لواحق و تابع کے رہنے کی جگہ ہو گی ناموز ہوا، اور ان لوگوں کے ماہواری وظیفوں کا پہنچانا اور دیوار میں اُنکے

قصہ

(۷۱۰)

نئے ہر طرح کی ضروری چیزوں کا پیار کرنا بھی اسی کرنیل کے ذمے ہی
اور یہ بھی میں چاہتا ہوں کہ اُنکے واسطے معقول و وظیفہ عالی مہمنوں کے واسطے
لابق مقرر کروں، تم صاحبوں کو بھی ضرور ہی کہ ہر ایک شاہزادے کی وجہ گزارا
اور زمانہ اخراجات کے لئے بخوبی ضرور کہ کچھ روپیہ کفایت کریں گے، مگر
اس امر میں یہ شرط بھی کہ کل اہل خاندان کے وظیفے کے لئے مبلغ زائد
مہانہ تین لاکھ یا نہایت درجے کو چار لاکھ ہوں سے زیادہ نہوں، سلطان کے
فرزندوں کو اجازت ہی کہ اپنے اپنے خاص ملازم ساتھ لانے کے واسطے
اختیار کریں اس شرط سے کہ اُنکی ایسی کثرت نہو جسے سلطان مرحوم کے
خواہوں کا جتنھا پیار ہونے کا گمان ہو، اور بہتر تو یہ ہے کہ علی رضا خان جو کہنشی
کے ایک خیر خواہوں اور شاہزادوں کے غمخواروں میں سے ہی ساتھ
کر دیا جائے، دودمان سلطان کے ہر ایک گھر کی بیگمات اور اُنکے فرزند جہند
جلد تر کہ امکان ہی شاہزادوں کے ساتھ کر دیئے جائیں، کرنیل و بلزلی میری
طرف سے بخوبی اُنکے ذہن نشین کریگا کہ کدو جسے مجھے پاسداری اور اعانت
اُنکی منظور ہے، اور شاہزادوں کے نام کا فارسی خط جو مدفون ہے اُنھیں
ہینچا دیگا، اور لفظ نطجہ بلزلی اس امور میں رکے بالفعل کے ہرج مرج
میں جو جو مشکل پیش آئیگی اُسکی آسانی کے لئے ہر طرح کی سعی و
کوشش میں کوتاہی نہ کریگا،

یہ ترجمہ اُس خط کا ہے جو کورنر جنرل لارڈ مارننگٹن بہادر نے شاہزادوں کے خدمت میں لکھا تھا،

* صاحب نہایت شفیق و استظہار اخلاص کیشون کے سلامت

چون ہندون نواج و بلور میں جو اُس مہربان کی جاے سکونت تجو ہز مونی می

حیرت و آسائش کے ساتھ اُس مہربان کے پہنچنے کی خوشخبری سے دل اخلاص
منزل کو نشاط و خرمی حاصل ہوئی، اب یہ بات خاطر میں گذری کہ اسی عرصے میں
محبت نامے کے وسیلے دوستی و ارتباط کے کتنے مراتب کے لکھنے سے اُس مہربان
کی تسلی کرے، آپ بیشک بخوبی خاطر جمع رکھئے کہ مخلص ہمیشہ رضا جوئی اور
نیک اندیشی کے آثار ظاہر کرنے میں مائل و مشغول رہیگا اور منظور سب طرح سے
یہ تھا کہ حتی الامکان اقامت کا مکان تنگ و کلفت نہو چنانچہ اس بند و بست و انتظام کے
لئے حکم بھی ایسا ہی دیا تھا کہ جستجو و نکا پو میں کسی عنوان سے غفلت نہوئے پائے، چونکہ
کار گزاران سرکار کنپنی انگریز بہادر کی نیتیں ہمیشہ اُس مہربان کے آرام و آسائش سے زندگانی
کرنے پر متوجہ رہیں گی، اور لفظ نبط کرنیل قطن بہادر بھی مدام ہر نوع سے حق میں اُس
مہربان کے حسن سلوک کے اوزام خد متگزار ہیجلائیکا، اس تقدیر میں اُمید فوری ہی کہ
وہاں کسی قسم کا تصدیعہ و ملال اُس مہربان کو نہوگا، اور آپ کی خروشی و راحت بلا تکلف خاطر
دوستی مظاہر کی خوشی کا باعث ہوگی اور مخلص کو یقین ہے کہ اُس مہربان کے اطوار و
وصاف جمیہ کی ایسی کشش ہوگی کہ مجھے بیش از بیش طریقہ اُلفت و ارتباط کے آداب پیش
کرانے پورے اور خاص کر یہ امر دل محبت کزین کی رضامندی کا باعث ہوگا کہ آپ بے تکلفانہ
صاف دلی کی راہ سے کرنیل موصوف کے پاس دلی اور مخفی باتوں کے بیان کرنے میں ازحد
اعتماد و اعتبار کو دل میں جگہ دیجئے اور صاحب موصوف اس آرزو مند کے اشارے کے
موافق جو کبھی کبھی اُس مہربان کی خدمت میں کہہ گا۔ ظاہر کرے اُسے بکوش رضا سن لیجئے،
اور چشم داشت ہے ہی کہ جب اس اخلاص شعار سے کسی امر کا اظہار ضرور ہو تو اُسے آپ صاحب
موصوف کی معرفت ظاہر کیجئے آپ کا خیر خواہ ہے چاہتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں کسی صاحب
کے ساتھ جس پر اپنا اعتماد ہو کچھ تحفہ بطور اپنی دوستی کی نشانی کے بھیج کر اپنے دل کو
مسرور و محفوظ کرے، اُمید کہ ہمیشہ مخلص کو وہاں کی خیریتوں کا مشتاق سمجھے مسرت
بخش مکتوبوں کے لکھنے سے خرم و خوش دل فرماتے رہئے اور زیادہ کیا لکھے والسلام

قصہ

(۷۱۷)

مجھے اس امر کے سننے سے برائے فکرت گذرا کہ سریر نگہ پستق مستخر
 ہو جانے کے بعد، سلطان کا زمانہ محال دینے و خریدنے کی طمع سے تلاش کیا گیا
 اور تم لوگوں نے کنپنی کے نام و مرتبے کا پاس نکلیا، کیا کہوں کہ کشتہ
 اس بات سے مجھے افسوس ہوا، کاشکے سلطان کے محاسن کی بیگمات
 اس سبب سے حیران و پریشان نہ کی جاتیں، ان ہتے کے ازدحام اور چڑھائی
 کی دھوم دھام کے زمانے میں بے اختیار اس وضع کی زیادتیان اکثر وقوع
 میں آتی ہیں، میں سدا اس حسرت و افسوس سے آہ بھرا کرونگا اگر یہ
 زبردستی جنگ و حرب موقوف ہونے کی دیر کے بعد جب تمام و کمال وہ مقام
 جس پر جھگڑا تھا ہم پر چھوڑ دیا گیا، اور سبکے سب وضع و شربت و ان کے
 ہمارے مطیع و فرمانبردار ہو چکے سرزد ہوئی ہوگی، اگر زمانہ محال کے نفاذ سے
 کوئی بیش قیمتی چیز اور کسی رفیق کا زیور اس منحوس گھڑی میں ادھر
 والوں میں سے کسی نے اٹھا لیا ہو تو مجھے کمال اعتماد ہی کہ وہ ان کا فرمانروا
 سہ سال اس مادے کی جستجو کو اپنی ضروری خدمتوں سے جان کر ان چیزوں کے
 پھروادینے میں قرار واقعی کوشش کرے گا، بری آرزو سے مجھے اُمید یہ ہے کہ
 اس وقت تک کہ وہ ان سے ان لوگوں کے روانہ ہونے کا دن آئے ہر ایک
 شاہزادوں اور انکی ستوراتوں کے مال و متاع کی پاسبانی و چوکی میں بری
 ہشیاری و خبرداری کی جائے، سلطان مرحوم کے اہل خانہ ان کو انکے مسکن
 مقدر میں لیٹانے کے لئے تمہیں جتنے انگریزی سپاہی درکار ہوں ضرور سہ سال
 فرمانہ سے لے لیجیو کہ رستے میں کسی طور کے خوف و خطرے کا کھٹکا نہ رہے،
 لفظ نط د فطن کے پہنچنے تک بہتر یہ ہے کہ سپاہیوں کے عہدہ داران میں سے
 ایک شخص جو اس ملک کی زبانوں اور چالوں سے خبردار ہو شاہزادوں

کے ساتھ کر دیا جائے اور صوبہ کنڑ کے نظم و نسق کے باب میں جب تک
میرا کوئی حکم پناؤ لازم ہی کہ اُس میں تمہاری طرف سے کچھ دخل و تصرف نہ ہو،
بجائے اسطوار ط کو لکھا گیا ہی کہ کچھ دنوں موافق فرمانے اُس صوبے کے
انتظام کے کام کو انجام کرے، اور میں تا وقتیکہ اُسے حالات اُس نواح
کے دریافت نہ کر لوں وہاں کے دستور و قانون کے باب میں حکم مطلق دے
نہیں سکتا، اگلے امینوں کو جو ہر طرف کیے گئے ہیں میری طرف سے بخوبی
اُنکی کارگزاری کی شاباشی دینا اور ان خدمات کے عوض میں اُنکو میرا
سلام و شکر پہنچانا، بنیاد ان ضابطوں کی اس راے پر رکھی گئی ہی کہ دہانے
فرمانروا سپہ سالار کو ملکی حکموں اور دیوانی کاموں میں ہمیشہ اختیار نہ رہے اور وہ
سوائے ایک عصایا اعتماد کی وردی کے اپنے پاس نہ رکھے دل میں ایسا گذرنا
ہی کہ کاش تمہاری کچھری سر برنگپتن سے اُتھ کے بنگلور کو جاتی تو اُسے
سردست ایک فائدہ نفع رسان ہاتھ لگتا یعنی اُسکے ضمن میں سر برنگپتن سے
غول کے غول مسلمان ساتھ چلے جاتے اس کام میں نہایت جلد سعی کیا چاہئے
کیونکہ ہمارے امینوں میں ہمارے اطمینان کے واسطے بہت ہی ضرور ہی،

عہد نامہ

(۷۱۹)

عہد نامہ یا وثیقہ

عہد نامہ جو مند و ستانی انرٹیل کنپنی بہادر، اور نواب
نظام الدولہ آصف جاہ بہادر، اور پیشوار اور پندت
پردھان بہادر کے درمیان آپس میں ہم قول و منفق
ہونے کے استحکام اور سلطان شہید کے ملکوں کے
بند و بست و انتظام کے اتمام کے لئے لکھا گیا تھا،

اس نظر سے کہ سلطان مرحوم نے بغیر اسکے کہ اسکے ساتھ، امیران ہمسند
کی طرف سے جنگجوئی کے سیون سے کسی طرح کی چھیر چھار عمل میں آئی
ہو قوم فرانسیس سے ملکر انکے سپاہیوں کا ایک گروہ انرٹیل کنپنی انگریز بہادر
اور اسکے خیر خواہوں نظام الدولہ بہادر اور پیشوار اور پندت پردھان بہادر
کے ساتھ عرب و کارزار کی بنیاد قائم کرنے کے عزم پر اپنے لشکر میں منگوایا،
اور انرٹیل کنپنی انگریز بہادر اور اسکے خواہوں نے جو اپنی حفاظت و بچاؤ
کے لئے ان عزیزوں سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ
متفق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب میں بجا درخواستیں کیں اور سلطان
نے انکے اقبال سے پہلو نہی کیا، پس انرٹیل کنپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ
آصف جاہ نے بیگانہ فوجوں کے خطروں اور ایسے بیرحم ستگر دشمنوں کے
لوت و تاراج سے اپنی اپنی خاص حیثیت و ملکیت یا سرحدوں اور ملکوں کی پشنی
اور حمایت کے واسطے شکر متفقہ بہ نیت حرب و نبرد روانہ کیا، اور چونکہ
خواہش ایزدی میں انرٹیل کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے
امیران ہمسند کی فتحیابی و کامیابی اور انکے ہاتھوں سلطان مغفور کا قتل اور اسکی

رعیتوں اور متعلقہوں کا مفاد ہونا مقتدر تھا، اور چونکہ امیران ہمدان بہ چاہیے تھے کہ اس مکتبہ واقفہ اور جدید کو کہ خدائے تعالیٰ نے انھیں عطا کیا تھا گزری کرانی اخراجات کی تلافی میں اور اپنے اپنے ملکوں کی رعیتوں اور اس پاس کے صوبوں کے امن و چین کے واسطے کام میں لائیں، لہذا سلطان مرحوم کے ملکوں کے بندوبست کے واسطے انریٹل کپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ اور آصفیہ بہادر کے درمیان بالافعل عہد و پیمان باندھا گیا بمعرفت لفظنظ جنریل فارس بادشاہ انگلستان کی فوجوں اور انریٹل کپنی انگریز بہادر کی اس فوج کا سپہسالار فرمانروا جو کرناٹک اور ملیبار میں ہمیں اور انریٹل کرنیل ارثر ویلزلی اور انریٹل ہنری ویلزلی، اور لفظنظ کرنیل ولیم کرکپاٹرک، اور لفظنظ کرنیل باری کلوز، ریٹائرڈ انریٹل ریچارد ڈارل ایف مارنگٹن گورنر جنریل کی طرف سے اور بمعرفت نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب سے ناموافق آیندہ شرطوں کے کہ تاہم ایزدی سے جب تک مہر و ماہ آسمان پر جلوہ گر ہمیں پایدار و برقرار رہیگی وے اور انکی آل اولاد بدل متوجہ رہے گی یا میں ان باتوں کی رعایت کریں،

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اس بات کا ہی کہ سرداران ہمدان اس عہد نامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنی جبر نقصان میں ان اخراجات کے جو خود انہیں کی حفاظت و پیشہ میں ہوئے ہمیں، اور بھی اپنے خاص ملکوں کی قرار واقعی نگہبانی میں کہ آگے کو اعدا سے بے کھٹکے و ہمیں ضرور کوشش کریں اس واسطے اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ فردا کی مندرجہ کی ہوئی سرزمین جسکی تفصیل ذیل میں اس عہد نامے کے ہی

وقت

(۷۲۱)

سلطان مرحوم کے ملکوں کی اُن شاہراہوں سمیت کہ کنپنی انگریز بہادر یا اُن کے
ہو اخواہوں یاخراج گزاروں کے اُن محالوں اور سرکاروں سے ملی ہوئی ہیں جو
درمیان پائیں گھاٹوں کے پورب پیچھم کے دونوں ساحلوں پر ہیں یا اُن قلعوں
جو اُن راہوں کے آس پاس ہیں سرکار انگریز بہادر کے دخل میں رہیگی اور کنپنی
انگریز بہادر اسی سرزمین کے خراج سے نواب حیدر علی خان مغفور کے
خاندان اور سلطان مرحوم کے بالکل متعلقوں اور لواحقوں کی بخوبی گذران و
میں ش کے لئے معقول خرچ جو دو لاکھ استارہوں سے کم نہوگا (اور
ہر حساب کے رو سے دو لاکھ چالیس ہزار کانٹریہ ہوں ہونا ہی، جو سات
لاکھ بیس ہزار روپیہ کے برابر ہی اور قیمت ایک کانٹریہ ہوں کی تین
روپیہ) مقرر کرنے اور اُسکا بار اپنے ذمے لینے کا اقرار کرتی ہی، چنانچہ
فرد آ میں جو سرزمین مذکور ہوئی ہی اُسکا خراج سنہ ۱۷۹۲ میں سلطان کے
تعیین کے موافق، سات لاکھ پچھتر ہزار ایک سو ستر کانٹریہ ہوں ہی، اہمیں سے
بعد سنبھالنے دو دمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مدد خرچ کے کنپنی بہادر
کے حصے میں پانچ لاکھ سیتیس ہزار ایک سی کانٹریہ ہوں باقی رہتا ہی،

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد ب کی لکھی ہوئی سرزمین نواب نظام الدولہ بہادر
کے عمل دخل میں اور ہمیشہ اُسکے ملکوں کے منضاف رہیگی، اور نواب
مدوح اس سرزمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اُسکے اہل
و عیال اور متعلقوں کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا گفیل ہوا ہی، اور اس
مطلب کی تکمیل کے لئے اُسکے واسطے گرم کتے میں ایک جاگیر خاص چسکی
مالیانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپیہ یا ستر ہزار کانٹریہ ہوں ہو الگ گود بنوگا،

اور یہ بھی اُس کا عہد ہی کہ وہ سوائے اس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محال بھی اُن سپاہیوں کی تنخواہ کے لئے جو سرکار نواب موصوف کی ملازمت کے واسطے جمعیت معقول میر قمر الدین خان بہادر کی سرداری میں نگاہ رکھی جائیگی مقرر کریگا اور جو نیک زر خراج اس سرزمین کا جو فرد بے میں مرقوم ہی سنہ ۱۷۹۲ میں سلطان مرحوم کی تعیین کے موافق چھ لاکھ سات ہزار تین سو بیس ہی، اس صورت میں میر قمر الدین خان کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصے میں پانچ لاکھ ستریس ہزار تین سو بیس کنٹریہ ہوں باقی رہیگا،

تیسری شرط

کاذا نام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمسند کے بند و بست کے دوام کی نظر سے یہ نیک صلاح تھہری ہی کہ سر یرنگپتن کا قلعہ کنپنی بہادر پر چھوڑ دیا جائے اور اس بات پر اتفاق ہوا ہی کہ وہ قلعہ معہ جزیرہ اور اُس قطعہ زمین کے جو اُس کے پیچھے ہی اور مغرب کی طرف محمد وہی اُس مذی سے کہ مسور نالے کے نام سے مشہور ہی اور جنگل گھات کے قریب کاویری مذی سے جاملی ہی، کنپنی موصوف کے حصے والی سرزمین کے منضاف کیا جائیگا اور ہمیشہ کے واسطے نامتر اُسی کے عمل دخل میں رہیگا،

چوتھی شرط

یہ ہی کہ مسور میں بالتخصیص ایک علاحدہ حاکم مقرر کیا جائیگا یعنی کشتہ راجہ او دیاد بہادر مسور کا مہاراجا کہ یہاں کے قدیم راجاؤں کی اولاد سے ہی اُس سرزمین کا تصرف و مالک رہیگا جو متحدہ کی گئی ہی اُن شرتون پر کہ عذر بہب اُن کا ذکر کیا جائیگا،

وفا

(۷۲۳)

پانچویں شرط

امیران ہمدستان بایکدگر متفق ہوئے ہیں کہ بیشک فردج کی لکھی ہوئی
شر زمین جو اس عہد نامے کے ذیل میں مرقوم ہی مہاراجہ مہدوج کو ان
شر علون برکہ مذکور ہو گئی چھوڑ دی جائیگی ،

چھٹی شرط

کنپنی انگریز بہادر کو اس بات کا اختیار حاصل رہیگا کہ وہ اس مبلغ کو جو موافق
شرط اول اس عہد نامے کے نواب حیدر علی خان اور سلطان مرحوم کے اہل
خاندان کا وظیفہ مقرر ہو اہی جب کبھی چاہے در صورت سرزد ہونے انواع و
اقسام واردات کے مثلاً اس خاندان میں سے کسی رکن کے فوت ہونے
یا کسی طرح بغاوت اختیار کرنے یا اسہ داران ہمدست کی ریاست و حقیت پر
ہاتھ یا انکے اور راجہ میور کے ملکوں کے درمیان امن چین کے مقدمے میں
کچھ خلل اور فساد آنے کے زمانے میں جہاں جانی عمل میں لائے خواہ اسے
کسی خاص وقت پر منحصر کرے یعنی کچھ مقرر کیئے ہوئے ایام تک روک رکھے
خواہ یک قلم بند کر دے یا کچھ اُممیں تخفیف کرے ،

ساتویں شرط

پیشوا اور پندت پردھان بہادر ضرور اس عہد و پیمان میں شریک کیا جائیگا ، ہر چند
وہ اس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اس کے ضروری خرچوں اور
کوششوں میں مرداران ہمدستان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتنہ کی
غیبتوں اور منفعیوں میں خواہی ننخواہی فریقین مشارک یعنی کنپنی انگریز بہادر
اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حصہ دار ہونے کا مستحق ہی ، با اینہم چونکہ نمایین
پیشوا بہادر اور کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ

میسور کشتہ راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہی اس رعایت سے راہیں
 اس بات پر قرار پائی ہیں کہ وہ خاص سرحد جسکی تفصیل فرد و آدر ذیل میں
 اس عہد نامے کے مرقوم ہی اُسکے تصرف میں دینے کے لئے باقی رکھی جائیگی،
 تادرو بست پیشوا بہادر کی ملکیت اور اُسکے مملکت کے داخل رہے اس
 طور پر کہ گویا پیشوا بھی اس عہد نامے کے ہمہ استانون میں ایک رکن تھا
 مگر اس شرط پر کہ پیشوا مذکور سراسر اس عہد نامے کو اس دن سے ایک
 مہینے کے اندر حسین امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہد نامے
 کی اطلاع کریں گے منظور کرے، اور بھی اُن امور میں کہ ابھی نواب اور پیشوا
 کے درمیان شک و شبہ میں ملتوی ہیں، اور بھی اُن باتوں میں جنکی خبر کنپنی
 انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنرل انگریزی و زید نط کی معرفت پونان میں
 اُسکے پاس بھیج دیگا، کنپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کر دے،
 آتھوین شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہم عہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہد نامے
 کے منظور کرنے یا اُن باتوں کے خاطر نشان کر دینے سے جنگا ساتوین شرط
 میں اشارہ ہوا ہی پہلو نہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین کہ اُسے پہلے اسکے
 لئے مقرر کی گئی ہی کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے شرکت
 اور ملکیت میں رہیگی اور اب اس سرزمین کو چاہیں راجہ میسور کے
 ساتھ اُسکے اُس محال وصولی سے جو اُنکے خاص ملکوں کے نزدیک ہی مبادلہ
 یا معاوضہ کریں خواہ کسی اور طور سے اُسکا بندوبست جیسا بہتر سمجھیں تھہرائیں،
 نوین شرط

مہاراجہ میسور کشتہ بہادر کو بہان کے تحت سلطنت پر ہتھملانے کے واسطے

و

(۷۳۰)

بہندہ بیز پسند ہوئی ہی کہ لگی فوجوں کی ایک مضمون جمعیت سے اس کی
پشتی و حمایت کی جائے، اور اس سہرا اتفاق کیا گیا ہی کہ بے فوجین کنہنی انگریز
بہادر کے ذریعے سے موافق اس ہر اگانہ قول قرار کے جو عنقریب کنہنی انگریز
بہادر اور مہاراجہ مذکور میں ہوگا مقرر کی جائیگی،

دسویں شرط

یہ عہد و پیمان دس شرطوں پر مشتمل آج کے دن کہ جون مہینے کی بائیسویں
سنہ ۱۷۹۹ اور محرم کی سترھویں سنہ ۱۲۱۲ ہی ربط انریل اول اٹ
مارنگٹن گورنر جنریل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پر دوہرہ ایک
طرف کے دکلہ لفظنظ جنریل جارج ڈرس، انریل کرنیل آرثر ویلزلی،
انریل ہنری ویلزلی، لفظنظ کرنیل ولیم کرکپاٹرک، لفظنظ کرنیل باری کلوز،
اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے، منعقد ہوا، طرفین کے وکیلوں
نے اس عہد نامے کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر و دستخط کر ایک
دوسرے کے حوالے کر کے اسکا اقرار کیا کہ یہ عہد نامہ آج سے ایک
اتھوار سے کے درمیان گورنر جنریل کے دستخط و مہر سے اور یکس دن میں
نواب نظام الدولہ کے دستخط و مہر سے بیشک مزین و مستحکم ہو جائیگا،

مہر نواب نظام الدولہ کی

نواب نظام الدولہ نے حیدر آباد میں مہر و دستخط کیا، سنہ ۱۷۹۹ کی تیرھویں
جولائی کو، ربط انریل گورنر جنریل بہادر نے سبط جارج نام قلعے میں مہر و دستخط
کیا، سنہ مذکور کی چھبیسویں جون کو،

(۷۲۶)

AN ACCOUNT OF THE MUTINY AT VELORE

IN THE YEAR 1806,

BY J. DEAN, ESQ. M. D.

TRANSLATED FROM THE UNITED SERVICE JOURNAL AND NAVAL AND
MILITARY MAGAZINE.

PART II.

1841.

بیان اُس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے میں سنہ ۱۸۰۶
کی دسویں جولائی کو واقع ہوا، مسٹر جونس سرجیشن اور
مسٹر جے ڈین معین سرجیشن کی روایت سے جو دونوں
اس واقعہ شوم کی ابتدا سے انتہا تک وہاں موجود تھے،

اُس دن قلعے کا باغبان سپاہیوں کا سرغنہ کرنیل سنط جان قنکورط تھا، اور نگہبان سپاہی
وہاں چار کنپنی بادشاہی اُنہترھویں رجمنٹ کی، چھ کنپنی ہندوستانی پیادوں کی پہلی
رجمنٹ سے، دوسرا سالہ ہندوستانی پیادوں کی تیسویں رجمنٹ کا، ایک غول
فرگستانی گولندازوں کا، بالکل ہندوستانی سپاہی دیرھ ہزار تھے، سنہ مذکور کی دسویں
جولائی کے پہلے اس واقعے کا کچھ بھی خیال اور بدگمانی نہ تھی، میں کرنیل ماکراس کے
ساتھ گزشتہ رات کھانا کھا کر قواعد کے میدان ہو کے جاتا تھا کہ قلعے کے اندر والی
دو تیرا میں غلغلہ عیش و نشاط کا معلوم ہوا شہزادوں کے محل میں روشنی کی
کثرت تھی، ساز و مرد کی آواز سے جشن و انبساط کا سا ہم بندھا تھا، مگر کچھ دیر
فساد واقع ہونے کا ہرگز گمان نہ تھا، شبکو میں بند و قون کی شلک سے چونک
پڑا، کھڑکی سے نگاہ کیا تو دیکھا کہ کتنے آدمی دو درے چلے جاتے ہیں، بعد
تھوڑی دیر کے میرے سامنے کے دونوں جوان عہدہ دار نے مجھے آکر کہا کہ

قصہ

(۷۲۷)

ہترھویں رجمنٹ کے فرنگستانی سپاہیوں نے باہر نکل کر باغی سپاہیوں پر بندہ و قین لائی شروع کی ہیں، میں نے کہا کہ میں اسی دم کپڑا پہن کر تمہارے ساتھ سپاہیوں کے بارک میں چلتا ہوں پروے نہ تمہارے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے۔ بعد اسکے میں موزہ پہن رہا تھا کہ پہلی رجمنٹ کے لفطنٹ کپٹین نے آکر کہا میرے بازو پر ایک گولی لگی ہے، میں اُسکو اپنے ہمراہ لیکر سطر جونس راج کے گھر گیا اور اُسکا زخم دکھلایا، الغرض اُس مجروح کا زخم بند ہوا ہم ہندوستانی پیدلون کی پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کے اجیٹن کے گھر گئے، وروان ہندوستانی پاسبانوں کے ہتھیار لیکر کل نو آدمی لڑنے کے لیے تیار ہوئے، اس اثنا میں قلعے کی ہر ایک انگ سے بندہ و قین کی بارکی آواز بن گئی اور گولیاں چاروں طرف سے برسنے لگیں اس گھر کے صدر رستے پر میں نے کئی آدمیوں کے تگ و دو کرنے کی آواز سنا تب باہر نکلتے وقت آدھا دروازہ کھلا رہنے دیا اسلئے کہ اگر کوئی اندر آنے کا ارادہ کرے تو دکھلائی دے، اب اُن متردون کا ایک جتنا جن میں تخمیناً بیس آدمی ہو گئے گلی سے کل کر صدر آمدے میں گھس آئے اور اُنھیں جو گولی کے گھائل اور کشتہ تھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے، پھر اُنکا کچھ نشان ظاہر ہوا، ہم لوگوں نے بہر خیال کیا کہ سطر جونس کا گھر چون بارک کے متصل ہی اُن بلاؤن سے بہت محفوظ ہے، ایک لمحہ بھی شش و پنج رہا کہ اب کسی طرح ہم بارک میں داخل ہو جائیں پر اس جہت سے کہ دے بغاوت شمار سپاہی گھر کے گرد دیکھتے تھے وہ نہ بیریش رفت نہ ہوئی یہاں تک کہ رات آخر ہوئی اور صبح کو بہر آہستہ آتی تھی کہ بہت سے سپاہی ہمارے گھر کے پیچھے اُدھر دھڑکے ہوئے اور اندر آنے کی راہ دھونڈتے ہیں لیکن اُن سے کچھ نہ بن پڑا، آخر بالا ہر

جون جون باغیوں نے ہمارے گھر کی پچھو آڑے کے باہر والے گھروں کی دیوار پر ہتھ دے گئے اور بندون سر کرنے لگے، ہم دروازے کے پچاو میں مصروف ہوئے، جب دے قریب آئے تو ہم براہے کی جانب گئے اور گولی کی جگہ بندون کا کندالے نے اُنکے مہافے میں سرگرم ہوئے اُنکی طرف سے ہم پر گولیوں کی بوچھاڑ تھی، میں ایک ضرب کھا کر گر پڑا، اس بیچ میں اُنتر ہو میں رجمنط کے آدمیوں نے بندون کی آواز سن بارک کی کھڑکی جو ہماری جانب تھی کھول کر ہم کو بارک میں داخل ہونے کے لئے آواز دی، باغی لوگ یہ حال معلوم کرتے ہی ہمارے پیچھے دوڑ پڑے، ہر خیریت یہ گزری کہ ہم اُنکی بندون کی مار سے بہ سبب اُن گولیوں کے کہ اُنتر ہو میں رجمنط کے جوان ہمارے پچانے کو اُن پر مارنے تھے چمک اُس گھائل حمیت کھڑکی کی راہ سے بارک میں داخل ہو گئے، اب ان ستر دون نے تین ضرب توپ صلاح خانے سے لا قدیم بارک کے اُدپرنگا اُنتر ہو میں رجمنط کے بارک پر کہ ان دونوں کے درمیان ایک چھوٹا سا راستہ تھا عالی الاتصال گولیوں کی بوچھاڑ محادی، گولیان بارک کے دریمچوں سے اندر آتی تھیں، جھنڈا بھی تیپو سلطان کا اسٹادہ تھا، اور گروہ گروہ بے سرکش سپاہی عہدہ داروں کے مکانون پر آتے جاتے دکھلائی دیتے تھے اسلئے کہ اُنھیں اس درمیان سے نکال باہر کریں، اب دو منصبدار نظر آئے کہ دے باغی لوگ قیدیوں کی طرح اُنھیں قلعے کی جانب لے جاتے تھے اور قلعہ بھی سر ناسر اُن باغیوں کے دخل میں آگیا، الغرض بارک کے درمیان عجیب طرح کی ہل چل مچ رہی تھی، بارک کے سپاہی بھورہ ہوتے ہی اس بات پر مستعد ہوئے کہ جبراً بارک کے دروازے کی راہ اپنے قبیضے میں کریں، لیکن چونکہ توہین اُسکے قریب ہی لگی تھیں کتنے اُنہیں سے گولوں

قصہ

(۷۲۹)

سے اُتر گئے، آخر کو سپاہیوں نے بارک کے دروازے کا رستہ بند کر دیا، پھر بھی بارک کی کھڑکیوں کی جانب سے پیہم گولیاں برس رہی تھیں اور ہم لوگوں کو ایک دم لینے کے واسطے کوئی اور پناہ کی جگہ نہ مل سکی۔ اے بارک کے پیلیابیوں کی اوت کے نہ تھی، ایسے میں کپتان مکلاکلن نے فرصت کا وقت دیکھد بالکل حربی اسباب و انتھیا جمع کرنے کو فرمایا اور یہ کہا کہ جسکو چلنے کی طاقت ہو وہ یہاں سے قلعے کی دیوار کے پاس کی کھڑکیوں کے رستے باہر چل کھڑا ہو، چنانچہ اُن دریچوں کے رستے دو آدمی نکلے، اور بھروسہ نہ کیا کہ ہم صرف کی مار سے عیالہ اور سپاہیوں کے گھروں کی آرمیں بچا کر نکل جائیں گے اور یہ بھی اس نکلنے کا برا سبب تھا کہ ہم چھوٹے ذخیرہ خانے کے پاس جا کر مقام کرینگے چنانچہ کپتان مکلاکلن بھی سپاہیوں کے ساتھ انہیں دریچوں سے نکلا، میں اور مسٹر جونس دونوں سپاہیوں کی توہی بہن بند و ق ہاتھ میں لے سپاہیوں کے ہمراہ اُس رفیق مجروح کے باہر آئے، قصہ کو تاہ جو لوگ اُن گھروں کی پناہ میں جاتے تھے اُن سے کئی آدمی زخمی ہوئے، اور جتنا ہم قلعے کی دیوار کے نزدیک ہوتے اتنا ہی گولیوں کے زیادہ نشانے بنتے، ہر صورت اُس ذخیرہ خانے تک پہنچ کے کیا دیکھتے ہیں کہ اُس کا دروازہ کھلا ہی معلوم ہوا کہ اعداؤ اُن کی گولیاں لیگئے ہیں فقط گولیوں کے خالی لفافے ہموں کے، تب ہم حصار پر چڑھے، کپتان مکلاکلن نے حکم دیا کہ تم سب گہری میں (جو قریب ہی تھی) جا کر تھک دو، جب تک اور سپاہی بھی پہنچ جائیں، لگ بھگ اُسی گہری کے حوالے میں ہم تھے ہندوؤں کا ایک دیول تھا جس پر انہی لوگ مجتمع تھے، قرب کے سبب یہ طرح انہوں نے ہم پر گولیاں رسائیں، سامنے ہم لوگوں کے ایک برج تھا جہاں صبح شام کی توپ سر ہوا کرتی تھی۔

اُس برج پر بھی باغیوں کی ایک تری فوج مسلط تھی، کپتان مکلاکلن نے اُسید مہت سے سپاہیوں کو جو آ کر جمے تھے آگے بڑھنے کو حکم کیا اور آپ بھی ان سپاہیوں کے آگے آگے چلا جاتا تھا کہ ان میں ایک زخم کاری لگنے کے سبب گر پڑا، ساتھ ہی اسکے کپتان بارو جو قلعے کی دیوار پاس اپنے گھروالوں سمیت سکونت رکھتا تھا ہمارے سپاہیوں کی جماعت میں آ ملا، اب جھٹ پت ہم لوگوں نے وہ برج لے لیا، اس ننگ و تاز میں دونوں طرف سے کئی آدمی مارے پڑے، آخر کار متمدون نے وہ مکان چھوڑ دیا، تب کپتان بارو اور اُسکے ساتھ والے دروازے کی جانب چلے، پھر اُس دیول سے لگاتار ہمبر گولیوں کی بارش رہی، جب ہم بخشی خانے کی طرف گزرے، تو معلوم ہوا کہ اُسے باغیوں نے اوت لیا ہی اور روپی کے توڑے حصار کے نزدیک رکھا، بعض سپاہی اُنتر ہو میں رجمط کے جو حصار سے اُس طرف جاتے تھے مارے گئے، اُدھر صدر برآمدے میں جو سپاہی تھے دے پکار پکار کر لیاں مانگ رہے تھے میں نے کہا آ رکات کے روپی گولی کی جگہ استعمال میں لاؤ، جب ان مکانوں کی محافظت سے فراغت ہوئی تو ہم دروازے کے رستے کی جانب چلے، اُدھر اُن بہادر دن نے کہ دے ہم سے پہلے ہی یہاں پہنچ گئے تھے باغیوں کو اُنکے مقام سے ہٹا دیا جہاں ایک توڑا روپیو نکا جسے دے باغی بخشی خانے سے بھالتے وقت چھوڑ گئے تھے ہاتھ لگا، جن پر بعض سپاہیوں اور عہدہ داروں کا جی لپکایا بلکہ بعضوں نے حصار پر سے بھی اُنر نے کا قصد کیا، کپتان بارو نے یہ طور دیکھ کر پاسبانوں کو اُن پر تعینات کر حکم دیا کہ جو شخص پہلے اپنی جگہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرے اُسکو گولی ماریں، جس وقت ہم دروازے کی راہ پر تھے عجیب مصیبت جان سوز دیکھنے میں

قصہ

(۷۳۱)

آدمی کہ اعدا کی ایک بری فوج آ کے بیمار خانے سے ٹخمیناً پندرہ آدمی
فرنگستانوں کو پکڑ کر صدر دولتخانے تک لیگٹی اور ان بچاروں کو اُن
بیرجموں نے شلک مار مار قتل کیا، سلاح خانے سے اُن گمراہوں کے
دو توپ دروازے کی بھیتر والی راہ پر لگائی تھی شاید اس ارادے سے
کہ ہم کو قواعد کے میدان میں جانے روکین، اب گولیوں کی نوبت آخر ہوئی،
کپتان باروہر سو چاکر سلاح خانے میں بروفٹ مل سکتا ہی کیونکہ گولی کے
بدلے دیوں کے استعمال کرنے میں بہت وقت ضائع ہوتا تھا، یہاں حصار
سے لگے ہوئے کئی گھر تھے، کپتان دیو دوسن جو نیسویں رجمنٹ کا عہدہ
دار تھا اُس کے سامنے لاش اُسکی ملی، حصار کی دوسری انگ
ایک گھر تھا جس میں لفظ نط ابلی اُنہر ہوہیں رجمنٹ کے عہدہ دار کے
لڑکے مارے رہتے تھے، جب اُس کے اندر ہمارے گروہ کے بعض بعض آدمی
گئے تو اُنہوں نے اس بچارے کے لڑکوں میں سے ایک کو مقتول پایا
اب باغیوں کا غول کا غول قلعے کی جدی جدی جگہوں میں دکھلائی دیتا تھا اور
شدت سے گولیاں اُن آدمیوں پر جو دروازے کی راہ میں تھے برستی تھیں
چنانچہ ایک گولی لفظ نط میکائیل اُنہر ہوہیں رجمنٹ کے منصبدار کی کلائی میں لگی
اور اُسے خون اتا بہا کہ وہ کمزور و سست ہو گیا، اب فط کپتان باروہر، مطر
جونس اور میں سپاہیوں کے ساتھ باقی رہ گئے، باغیوں کی گولیوں سے محفوظ
بناہ گاہوں کے مختلف مقاموں پر سنگین چوکیاں بٹھلا ہمارے طرف کی سپاہ
کپتان باروہر کے ہمراہ حربی سامان کی کھوج میں سلاح خانے کی جانب گئی، سامنے
ہم لوگوں کے فرنگی بیمارستان اور کپتان فنکورٹ قلندار کے گھر کے قریب
ایک برج تھا، جسے باغیوں نے بری مضبوطی سے اپنے دھار میں کر لیا تھا۔

جب ہم اُسکے نزدیک پہنچے بری طرح سے صربوں کی مارنے لگے۔ ہوتے ہوئے، کپتان بارود اور رافتم سطور کو ایک ایک گولی لگی، مجھے تو پشت پا پر جسے اذیت نہ پہنچی، لیکن کپتان بارود کو پھلتی مین جسے اُسے برا ہی محسوس پہنچا، تب اُسنے سپاہیوں کے ساتھ جانے کے لئے مجھ سے التماس کیا چنانچہ میں اُنکے شامل برج میں داخل ہوا، ہر چند اس مکان میں مختلف جگہوں سے شدت گولیاں برستی تھیں پر جب اُنتر ہو میں رجمنٹ کے دلاوروں نے اُسکو دخل کر لیا، سبکے سب باغی بھاگ نکلے، سپاہیوں نے کپتان بارود کے گھائل ہونے اور چند اول میں اُسکے لیجانے کا حال معلوم کر کے کہا کہ اب تو ہم بے سردار ہو گئے، میں نے کہا کہ ہم اور سطر جو نس دونوں تمہارے ساتھ ہر ایک مشکل میں شریک ہیں، اسی بیچ میں بیمارستان کا ایک شخص ہم میں آہلادار اُسنے ظاہر کیا کہ غمت کے غمت باغیوں نے بیمار خانے میں آکر بالکل بیمار سپاہیوں کو مار ڈالا میں اُسے بھاگ بچا، الغرض ہم لوگ اُسوقت کہ چند اول کے اکثر جوان آکر اکٹھے ہوئے اُس سلاح خانے کے جانے پر مستعد ہوئے، راستے میں ہم پر گولیاں چلین، دو آدمی مقتول اور دوسرے مجروح ہوئے، اب سے میں کئی سپاہی آکر ہمارے ساتھ ہوئے، اب ہم حصار سے اُنر کر ہیئت مجموعی غلے کے انبار خانے کی دیوار کی آڑ میں پہنچے، میں نے ایک باغی کے پکڑنے کا ارادہ کیا، اُسنے بندوق چھوڑی، تو وہی میرے سر سے گر پڑی، میں نے اس شخص کو دیکھتے ہی پہچانا کہ وہ ہمارے ہی رسالے کے سپاہیوں سے ہی ہے، ماختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل پڑا کہ خیر تو ہئی آدم خانہ پر کیا تھا، تب وہ بھی مجھے پہچان گیا، اور اب ہم سلاح خانے کی جانب چلے، راستے میں پھر بندوقین پھر چلین، بارے کئی آدمیوں سمیت ہم سلاح خانے میں جا پہنچے، یہاں ایک

وفا

(۷۳۳)

نئے وحشت انگیز خاصے کا سامنا ہوا کہ تمام پاسبان کیا فرنگستانی کیا سپاہی
 سبکے سب کشتہ پڑے تھے، اور عہدہ دار بھی انکا مارا گیا تھا، ہم نے جان کر بندہ
 کی سنگین وغیرہ سے سلاح خانے کے قفل کو توڑ ڈالیں، نہوسکا، جب مسٹر
 جوئس سے میں نے یہ حال بیان کیا تو وہ مجھے حصار پر پڑھنے کو کہہ کر آپ نیچے اُترا
 اور بول اُتھا شکر کہ گنج مقصود ملا، الحاصل باروت بھرا ایک خم حصار پر لایا گیا
 لیکن گولی نہ اُرد جب گولی کے پانے سے ہمیں یاس ہوئی تو سلاح خانے کی جانب
 جانے اور راہ میں سلطان کے نشان کو گرا دینے کی صلاح ٹھہری چنانچہ ہم اسی
 قصد پر سپاہیوں کے بارک سے کئی جوان ساتھ لیکر قلعے کی برج تک اسے وقت
 میں جا پہنچے کہ سپاہیان باغی اسباب غنیمت کے باندھنے چھاندنے میں لگ
 رہے تھے، باوجود اسکے دے ہمیں دیکھتے ہی بندہ قیں چھوڑنے لگے، ہم داسے
 پھرے، اور اُن لوگوں نے ہمارا پیچھا کیا، ہم جلد اپنے رفیقوں میں آکر
 بندہ سر کرنے میں سرگرم ہوئے، اسی طرح لڑتے بھرتے علم تک
 پہنچ گئے، لیکن رستے بھر گولیوں کے نشانے تھے، ہم میں سے تین
 شخص نشان کی نردبان پر پڑھ جانے کے متعد ہوئے، پہلا تو گولی
 سے مارا پڑا، بعد اسکے سار جنٹ ماکھاس اس کام پر متعد ہوا،
 اگرچہ اُسپر قریب کے گھردن سے گولیاں برستی رہیں، نہرا
 شخص پر یو بٹ فلیپ باطم سیر ہی کے نیچے اس ارادے پر کھڑا تھا
 کہ اگر سار جنٹ مذکور کو کچھ صدمہ پہنچے تو وہ اُد پر پڑھ جائے، اس
 عرصے میں کتنے لوگ مقتول اور زخمی ہو گئے، چونکہ میرے دوست جوئس
 نے سار جنٹ سے علم لے لیا تھا ہم دروازے کے رستے کی جانب بھر آئے اور
 اب ہمیں اُن زخمیوں کو بھی دے اُن سے اُتھالا نا ضرور ہوا (ہر چند اس لائن میں

کثرت سے گویاں ہم پر برسین (کیونکہ اگرچہ لوگ وہیں پرے رہنے کوئے شہر
 مارے جاتے ، میں نے ان مجروحوں کو بیمارستان کے ایک گمشتی میں
 جو قریب بھی رکھا ، تب کئی بیکار مفید اور میرے پاس آئے اور بری محبت و
 دوسری سے کہنے لگے کہ اب تو تمہارے نزدیک نہ سامان جنگ باقی رہا نہ اذوقہ
 اور نشانیاں پاس کی ہر نوع ظاہر ہیں اور مدد کی بھی کچھ اُمید نہیں ، اس لیے
 مقتضائے وقت تو یہ ہی کہے جو کتنے بقیۃ السیف رہ گئے ہیں انکی جانوں پر
 ترس کر کے جوہر معقول کہ امکان سے خارج نہ ہو میل ملاپ کی تدبیر کی جائے ، میں نے
 اُسکا جواب دیا کہ قلعے سے باہر جو کچھ عہدہ دار لوگ رہتے ہیں انہیں سے
 مقررہ بعضوں نے آرکات کے مامورین کو اس سانحے کی اطلاع کی ہوگی ، کیونکہ
 ایسے واقعہ خطرناک کی خبر جو یکملم فرد گزشتہ ہو بہ بات کسی طرح خیال
 میں نہیں گذرتی ، بعد اسکے میں نے کہا کہ بالفعل تو صدر دروازے کا رستا
 بھی ہمارے اختیار میں آگیا ہی ، علاوہ باغیوں میں کون ایسا شخص ہی کہ
 اُسکے نزدیک التجلاؤن اور اعمامین بھی شک نہیں کہ کمک عنقریب آن پہنچی
 اور چاہئے کہ ہم دم آخر تک جو کچھ ہمارے تحت میں ہی اُسکے محافظت کی کوشش
 کریں اس عرصے میں جو نس میرا مونس بھی کپتان ماکراس کے گھر سے حصار
 پر آن پہنچا میں نے ان خانہ نشین عہدہ داروں کی ملے سب باتیں اُسے کہیں
 اُسنے اس امر میں میری بات کی تقویت کی کہ ابھی کوئی دم میں کمک آن پہنچی
 ہی ، اس گفتگو کو چند ان دیر نہ ہوئی تھی کہ کرنیل گلہبی اور کپتان ولسن
 انیسویں درازگون کے فرمانفرما دروازے کی راہ کے لگ بھگ کمک کو
 آ پہنچے ، لوگوں نے کرنیل مذکور سے ظاہر کیا کہ ابھی بہت سے باغی پوشندہ
 کمرشل کے رستے بھاگتے ہیں چنانچہ کتنے ایک ہزار اس طرف قہقہات ہوئے ،

وقت

(۶۳۰)

بعد اسکے کرنیل نے میرا حال پوچھا اور ہم دونوں حصار سے باہر آئے، جو فس نے میسور کا جھنڈا جو آٹھ آٹھ کرنیل کے ہتھ میں دیا اُسے کرنیل فنکو رط کا حال پوچھا جو کہ ہم کچھ اُس کا حال جانتے تھے بیان نہ کر سکے، بعد اسکے کپتان بارو کی خبر پوچھی، میں نے اُس گمشدگی کی جانب حسمین و تھا اشارہ کیا اور اُس کے زخمی ہونے کی کیفیت بھی ظاہر کی، تب مجھے پوچھا کہ تم کو بھی کوئی زخم لگا ہی، میں نے اپنا پاؤ اور زخم دکھلایا، بعد اسکے مجھ کو کہا کہ کپتان بارو جس برج میں ہی وہاں تک تم میرے ہمراہ چلو، بنیسو بن و جمنط کے جھنڈے کپتان ما کر اس کے گھر سے قلعے کے صدر دروازے پر لائے اور حصار کے نیچے رکھے گئے تھے، ایک سپاہی بادشاہی علم لیے ہمارے ہمراہ مددے کی گمشدگی میں آیا، رستے میں ہر چند باغیوں نے ہم پر بند و قین داغیں پر خیریت گزاری، ہم نے اُس برج میں پہنچکے دیکھا کہ اور بھی کتنے سوار جنکے ساتھ میدان تو ہیں بھی نہیں آرکات سے قلعے کی جانب دروازے چلے آئے ہیں، کرنیل گاسپی نے مددے کی گمشدگی بھو آرنے کے وقت کپتان بارو سے کہا دیکھنا میں تو فتنہ بزدانی کی یاد دہی سے کیسا تم لوگوں کا بدلا لوں گا، جس وقت ہم دروازے کی طرف پھرے پھر ہندوونکی دیول سے گولیوں کے نشانے بننے بہا نک کہ دور نکل آئے، جب دروازے پر پہنچ گئے تو دو کک کی تو ہیں بھیتر والے دروازے پر سنگواٹھی گئیں اور کرنیل گاسپی نے تو بون کے سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ لفظ نط بلا کطین عہدہ دار جو سواروں کے ہمراہ آرکات سے آیا تھا اس حلیفے سے اس کام میں در آیا کہ دروازہ پہلی ہی شلک میں کھل گیا، اب کرنیل گاسپی نے جنگ کے لیے تیار ہونے کو حکم کیا، اگرچہ دہان ترنے کے قابل، پچاس آدمی سے زیادہ نہیں، پھر کھٹ ہم کرنیل گاسپی کے ہمراہ حصار سے چلے، ہمارے پیچھے آگ

رسالہ در اگونوں کا اور ایک رسالہ ہندوستانیوں کا تھا، جو نہیں کرنیل نے
 آگے بڑھنے کا حکم دیا ہم میدان کی جانب روانہ ہوئے، وہاں پہنچتے ہی اُس
 دیول اور قدیم بارک سے ہم پر خوب ہی گولیوں کی بوچھاڑ برسی، غول
 ہمارے سپاہیوں کا صدر محلہ کی طرف آگے بڑھا اور جب ہم متصل اُس مقام کے
 جہان بیمار سپاہی مارے پرے سے جا پہنچے، یہاں بھی اعدائے برے زور شور
 سے گولیوں کا ہند برسا یا، اکثر لوگ ہماری جماعت کے مقتول اور مجروح
 ہوئے، الغرض ہماری جمعیت کے انتظام میں غلغلہ واقع ہوا یعنی جب کرنیل
 گلپسی ہم کو اِس ارادے سے کہ در اگون کے رسالے کے سواروں کو
 حملہ کرنے کا حکم دے دہنچ طرف جانے کو دستا د کھلا رہا تھا کہ اتنے میں ایک سوار
 جس کو شاید کوئی زخم پہنچا تھا صف چھوڑ اپنی جگہ سے اُچھل پڑا جس کے دھکے سے
 کرنیل زمین پر گرا، میں اور سار جنط برادری نے اُسے پکڑ کر اُتھایا، ہر چند صدر
 برا پہنچا تھا پر جانکی خیریت ہوئی، اب سواروں نے صدر دوسرا کی طرف جا کے
 بالکل باغیوں کو جو وہاں سے بھاگتے تھے قتل کر ڈالا، بعد اُس کے میں نے دیکھا کہ
 کرنیل مار بٹاپنے گھر سے نکلا جلا آتا ہی اُسے کرنیل گلپسی کو دکھلایا اور ترنت
 میں نے بھی اُس کے پاس پہنچ کے مصافحہ کیا، بے دونوں کرنیل آسپین گفتگو
 کر رہے تھے جو ہم دولت سرا کے اندر پہنچ گئے، تعجب تھا کہ دولت سرا کی
 جہت پر سے کتنے باغیوں نے بندوقین سر کر فرار کا راستہ پکڑا، کرنیل گلپسی
 نے مجھ کو فرمایا کہ اُنھیں پکڑ کر قید کرو، کتنے باغیوں نے تو آپہی ہتھیار رکھ دیا تھا
 اور جو بندوقین ہاتھ میں لیے ہوئے تھے اُنہیں سے بعضوں کو میں نے کہا کہ بندوق
 زمین پر رکھ دو اور اپنی راہ لو، اور اُدھر پہلے ہی سے میں نے دروازے پر
 نہ کہیں ہاتھ لگا رکھی تھیں تاہم لوگ باہر نکلتے پناہیں، تب میں نے اُنکا کمر بند کھو

وقت

(۷۳۷)

آنکی جوب سے ہم لوگوں نے کتنی گولیاں نکالیں جن سے اپنی بند و قین بھریں ، کرنیل گلہبی اور کرنیل ماربل آپس میں گفتگو کر رہے تھے ، کرنیل ماربل نے کہا شاہراہ دون میں سے ایک بھی اپنے دو لٹخانے سے باہر نہیں نکلا بلکہ میرا دل گواہی دینا ہی اور یقین کلی ہی کہ اُنہیں سے کوئی اس بلوے میں باغیوں کے ساتھ شریک نہیں ہی ، جبکہ کرنیل گلہبی محاصرہ کے بہتر جانے کے باب میں گفتگو کرتا تھا مجھکو اُسکے صحن میں اُسے قیدیوں کی نگہبانی پر مامور کر کے اس کام میں خوب چوکس رہنے کے لئے قید کیا۔ نئے قیدی تیئیسویں رجمنٹ کے لوگ تھے ، جب سوار دروازے پر جا پہنچے تو سپاہیوں کا ایک غول بھیجا گیا جنہوں نے بہت سے سرکشوں کو جو کھرکی کے رستے چھپکر بھاگتے تھے مار لیا ، اب تک جنگی سپاہیوں کے ہمراہ کوئی عہدہ دار سوائے کرنیل ماربل کے نہوا تھا ، کرنیل گلہبی نے مجھے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک مضبہراہوں میں داخل ہو ، ذرا دھان کا حال تو جا کے دریافت کرو کہ کیا ہی اور اگر انہرہو میں رجمنٹ کا کوئی مضبہراہ ملجائے تو اُسے تاکید کر دینا کہ جلد اپنے سپاہیوں میں آن جائے ، خیر میں رخصت ہو کر قواعد گاہ سے سلاح خانے کی جانب گذرا ، جہاں درآگون کے ایک سارجنٹ کو میں نے دیکھا اور کہا کہ میں کرنیل گلہبی کے پاس سے یہاں کا احوال معلوم کرنے کو آیا ہوں اُسے کہا کہ ابھی کوئی دم میں سلاح خانہ آگ لگا کے اُڑا دیا جائیگا ، خدا کے واسطے اُسکے بہتر بنائیو ، آخر الامر میں اندر گھسا ، دیکھنا کیا ہوں کہ درآگون اور سپاہیوں میں جو دھان آچھپے تھے ، بیطرح گولیاں چل رہی ہیں ، لفٹنٹ بلاک علی کو دھان دیکھ کے اُسے جو میں نے حقیقت حال پوچھی ، بولا باغیوں نے سلاح خانے میں آگ لگا دی ، ہرجلہ پھٹائی گئی ، جب میں اُدھر سے پھرا انہرہو میں رجمنٹ کے دو عہدہ دار

میں نے کرنیل گلپپی کا پیغام اُنہیں پہنچایا کہ تم جھٹ پت اپنے سپاہیوں میں جاؤ، بعد اُسکے کرنیل گلپپی کو دو لتخانے کے صحن میں آکر پایا، اُسکو اُس لفظ منت نے جو کچھ کہنے کہا تھا کہا بالکل مضبہار جو اپنے طالع کی بادری سے باغیوں کے ساتھ ظلم و ستم میں شریک ہوئے تھے نرسٹ آن پہنچے، میں نے دو لتخانے سے باہر آکر اپنے گھر کا راستا لیا دیکھا کہ گھر تو لوٹ ہو گیا ہی مگر گھوڑا اور کئی ایک چیز تاراج سے بچ رہی ہی، میں نے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر پھر قواعد کے میدان میں جا کے دیکھا کہ بند یوں کو دو لتخانے سے لیجا کر ایک دیوار تلے بٹھلایا ہی اور اُنکے قتل کرنے کا اسباب مہیا کیا جانا ہی چنانچہ قلعے میں میدان میں توپیں متصل انتہر ہوئیں رجمنٹ کے سپاہیوں کے جو بانی فساد و شر کے نکلے تھے لائی گئیں، انہیں سے ساتھ آدمی توپ کے منہ پر آرائے گئے، دو پہر ڈھلے ایک گروہ باغی سپاہیوں کا جنہوں نے صبح کو قلعہ جھوڑ کر پہاڑ پر کی گھاتی اپنے قفسے میں کر لیا تھا گرفتار ہو آیا، انہیں بھی اُن کشوں کی لاشوں کے پشتوں پر بٹھلا دیا سیاست کا لقمہ چکھایا گیا، بعد ایک اسٹپے کے ظاہر ہوا کہ ٹیلیسیوپ رجمنٹ والے ہنگامہ و شور و شش کا قصد نہیں رکھتے تھے بلکہ بہر فتنہ و فساد پہلی ہی رجمنٹ سے اُتھا دے ہندوستانی عہدہ دار جنکی فخر کے وقت رائی ہوئی تھی جنگی عدالت کی تجویز سے قتل کئے گئے، بعض تو توپ کے منہ پر آرائے اور کتنے ہندو کی گولی سے مروائے اور باقی سولی پر چڑھائے گئے، بہر نعمتیر کئی ہفتوں بعد عمل میں آئی، دونوں رجمنٹ کے سپاہی سزول کئے اور جھنڈے اُنکے قواعد کے میدان میں جلادئے گئے، مجھے یاد ہی کہ قلعے کے درمیان اُن ضلالت کرداروں کو جہنم سے قریب سا رہے جارہے آدمیوں کے جان سے مارے گئے،

جہاں دوائے مقتول و مجروح عہدہ دار دوائے نام لکھنے پر غائب اس روایت کا کیا جانا ہی،

وہ

(۷۲۹)

تفصیل کشنوں لی یہی ، بادشاہی چونتیسویں رجمنٹ کا فرمانروا لفظنٹ
سنٹ جان فنکو رط قلعہ دار ، انہرھوین رجمنٹ کا لفظنٹ ایلی السین پوفی ،
پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا کپتان میلر ، لفظنٹ فلکیورن ، رہلی ، اعمارط ،
تیسویں رجمنٹ کا لفظنٹ کرنیل جیمس ماکراس ، کپتان دیو ڈوولیسن ، لفظنٹ
وہیشیت ، لفظنٹ رجالی اسمتھ اسکوئیر بخشی من ، تو پخانے کا ڈیپوٹی
مکساری ، سطرگیل کاتواکٹر اسی تو پخانے کا ، ہندوستانی پیادوں کا
فرمانروا ایمرچارس ارم اسطرانگ ، تفصیل مجروحوں کی ، انہرھوین
رجمنٹ کا کپتان باروادر مکلاکلن ، لفظنٹ میکائیل ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا
لفظنٹ کٹکلیف ، نے سب کے سب چور زخمی ہو گئے تھے ،

روایتیں مسطر جونس مرجٹین اور مسطر

ج دین معین مرجٹین کی تمام روٹیں ،

نامہ نواب حیدر علی خان بہادر فرمان فرماے ملک دکھن
کا چوشاہ ایران کریم خان کونویں رمضان سنہ ۱۱۷۹ میں
بھیجا تھا مسودہ لالہ مہتاب رائے سرکار حیدری کے منشی کا ،

جنگ آفتاب انور کے پورا اور ماہتاب سنور کے نور سے صاحت آسمان
وزمین نورباب اور گلزار گائبات ابر آذری سے سرسبز و شاداب رہا
محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت

بیٹے

خداوند اور نگ شائستہی سہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زمان شاد عالی تبار شہ داد گر خسر و نامدار
 فرازندہ رایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری
 زیب و زینت چار بالاش نکین و جاہ نوازندہ خلق اللہ کا شمع نائید ایزدی اور
 ابر کرم سرمدی سے منور و سیراب رہیو

آپ کا الطاف نامہ جس کے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا راجح قایم تھا
 ایسے وقت میں کہ دل آرزو مند کو وہاں کی خبر خیریت کی انتظار تھی بساعت
 مسعود اور زمانہ محمود سیادت پناہ شرافت و ستگاہ شاہ نور اللہ اور والا
 جان رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز
 وصول ہوا، اُس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل و دماغ میں کمال بسطت
 و سرور حاصل ہوا، مخلص نیاز مند سے اُن مراتب موالات و مصافات
 کے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف سامی کا شکریہ گزار و مشکور
 ہوا، چونکہ اتفاق و دفاق عامہ بنی آدم زائیدہ خیرات و حسنات کا ہونا ہی جب
 صاحب شوکت حاکمون اور ذی اقتدار شہریاروں کے درمیان موافقت و موافقت
 کی بنیاد قائم ہو تو ظاہر ہی کہ بیحد و شمار قواہد اسیر مترتب ہونگے، اس لئے بہر
 وقابش اُس زبندہ تاج و دہیم کے اوصاف ذاتی و کمالات فطری سن کر
 بر حسب مضمون اس شعر کے

بیٹ

مصاحبت پر ضرور است آشنائی را

ہنوز باد یمن محو نکہت عریست

جن جناب سے الفت و ارتباط کا خواہاں ہوا تھا، الحمد للہ کہ دل نیاز منزل کو
 انہیں قوت و مردت سے اُس والا تبار کے جہند رہا، شہداشت نمونہ بخود

قصہ

(۷۴۱)

مظہور میں آئی، اتحاد و وفاق کا خورشید دلون پر ہر نوا گلن اور کاشانہ و داد و اتفاق
روشن ہوا، بہ بات جو از راہ لطف و کرم قید تحریر میں آئی ہی کہ بہ اخلاص شعار،
اپنی مرکابی کشتیوں اور جہازوں کی لنگر گاہ کے لئے جو بندر کہ ممالک ایران کے
متعلق بنادر سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھ بھیجے، الحق جب بنا سے یکجہتی و اتحاد
کی فایم ہوئی تو جانبین کے اسصار و دیار حکم و احکام میں داخل ہوئے، نیاز مند ملک ایران
کے علاقے کے کل جزیروں اور ساحلہ کو از آن خود سمجھتا ہی، اب اس
فروغ اکیلیں شہر باری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب چشمداشت پر
ہی کہ اس رضا بخش کے قلم و کے سرا سر جزائر و بنادر کو اپنا ہی جان کر جس
بندر کی خواہش ہو اُسے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور سرکاری مستعدون کو وہاں
روانہ فرمائیے کہ سفر و چشم اُنکے حوالے کر دیا جائے تا بہان سے برے برے
شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازوں کی طیاری کا سامان جو اس اطراف
میں کثرت سے ہی اور بھی اس دیار کے خایف اور عجایب ہمیشہ وہاں
پہنچا کریں، باقی مراتب سیادت و ستگاہ سید نور اللہ کے ذریعے سے رائے
جہان کشا پر روشن ہو گئے، شفقت دلی سے رجائے و اتقی ہی کہ مدام بھیجنے سے
مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن و فیوضات کی صحت و آسائش
اور خایف کی فرمائش پر متضمن ہوں دل آرزو مند کو خرم و فرسند کیسی بیگا،
الہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہیو،

مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان

شاہ نے شہر یار دکن تیبو سلطان کو لکھا تھا ،

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب اعلیٰ

کے مشاطہ ، خامہ شاہدہ عا کے رخ سے اس طرح نقاب کھولتی ہی ،

خط سرت نبط ، جو اہر محبت و وفا کا مخزن ، کنوز مودت و ولا کا معدن جو آپکی

اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج دینے اور بددنیان بدعتی کے تباہ

و تاراج کرنے میں متضمن تھا ، اور اس بات سے مخبر کہ سلطانی قلم کی جامع سجدہ و

میں ہر آدمی کے دن بعد فارغ ہونے کا زمانہ کے اس نیاز مند کی وسعت مملکت

اور نصرت راہات فتم آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب میں مناجات

کی جاتی ہی ، اور اس امر پر مشعر کہ اُس عالی جاہ کے ایسا بھی سید حبیب اللہ

اور سید محمد رضا کی زبانی باقی حالات و احوال کے اس نیاز مند درگاہ الہی کو معلوم

ہو گا ، اور کئی سوغات اُن سفیران کے ہمراہ بھیجی گئی تھیں اس درخواست

کے کہ اُس سرکار کے دو شخص ہمیشہ اس مخلص کے دربار میں حاضر ہا کرین ،

علاوہ اور بھی کتنے مراتب محبت و ولا کے جو اُس میں مندرج تھے ساعت نیک

میں پہنچا ، جسے دوستی و یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا ،

چونکہ اُس سلطان والا شان کو بست و نابود کرنا نے دنیان مخذول اور جاری کرنا

شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہی ، ہم بعون الہی مہ شکر قاہرہ جلد

اس طرف کوچ کرنے میں تا کفار بد کردار و ناپاک کے قائلان ضلالت شمار

ان کے ساتھ غزا و جنگ کر بضرع تیغ آبدار اُس ملک کو لوٹ کفر و بدعت سے

نقا و صاف کرین ، آپ اس امر میں خاطر جمع رہئے کہ شتاب با شند نے

اپنی داد کو پہنچکے مہا دامن و آسائش میں چین سے رہیں گے ،

قصہ

(۷۴۳)

۴ اور اُس سلطنت پناہ نے جو فیما بین استواری محبت و ارتباط کے واسطے
اپنی سرکار والہ کے دوست شخص ہمارے بہان بھیجنے کے باب میں درخواست
کی تھی، ہم نے بخوشی اُسے قبول کیا،
اُس عالی منزلت کے سفیر دن کی معرفت کہ دے اپنی سفارت
درسات کے مراتب و مطالب جسکی گزارش اُنکے مفوض ہوئی تھی بخوبی
محل بیان میں لائے، لکھ دیے و تحفے جو ہمارے و فور محبت و التفات کی نشانی ہی
موافق تفصیل ذیل کے بھیجے گئے،
مدام اپنے مرکوزات خاطر معہ خصوصیات دیگر کے اعلام سے ہمارے دل مشتاق
کے مذاق کو شیریں رکھا کیسی لگا،

تھیک تھیک ترجمہ اُس انگریزی مکتوب کا، جو پہلے

عربی سے انگریزی عبارت میں لکھا گیا تھا،

ہندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خوند کار و م سلطان سلیم کے
عربی مکتوب کا کہ فرمانرواے دکھن تپیو سلطان کے نام پر آتھوین
ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور سلطان محمد وح کی
مرکار سے مسطر اسپنسر اسمتھ کو جو اس دربار میں بادشاہ
انگلستان کی طرف سے اُندون رزیت نظر مقرر تھا ملا تھا،

اُس سلطان برادر قدردان کو معلوم ہو جیو کہ اس ایام میں کہ فرانس لو
دباز فرنگ کی اکثر باستون کے ساتھ سرگرم حرب و بیکار تھے ہمارے
نے اُن لوگوں کے تعارف و دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آئی ہیں

طرح اُنکی دشمنی کے ارادے دوسروں کے شریک و طرفدار نہ ہو کر صلح
 کا طریقہ اختیار کیا بلکہ اس جانب سے اُنکے حال پر بہانہ لطف و توجہ مبذول
 ہوا تھا کہ اور سرکاروں کے شاکی ہونے کی نوبت پہنچی تھی، سرکار عالی کو
 چون بہ نسبت اُن لوگوں کے نہایت درجے میلان و الفت تھا اور اُنکے ہناک
 و نگاہت کی باتوں کا کمال اعتماد، یہی باعث تھا کہ رزم آرا سرکاروں کی طرف
 سے جو ہتیرے سوال اور پیغام طرف کشی کے مشتمل ہماری دولت کے
 سود و بہود پر حضور مین درپیش کیے گئے مسموع نہوئے بلکہ ہمیں باقضاے
 عالم و حق بینی جو ہماری سرکار والا کادستور العمل ہی اُنکی مخلصت کو تاوقتیکہ
 قطعی حجت اور کوئی سبب ظاہر سرزد نہ ہو طرح دینا لازم جانا اور کمال استغمال
 سے طرف گیری کی چال نہ اختیار کی چنانچہ ساری خلقت ان حالات سے مطلع ہی،
 اسی عرصے میں اس قوم کے رؤساء ہمارے ایسے سلوک و مراعات کے
 برے برے آثار دیکھ چکے تھے اور سرکار عالی کو خیال بہر تھا کہ وہ بھی اُن
 مدارات کے بدلے لوازم مروت و دوستی بجالا گئے، پر برخلاف اسکے
 اُن لوگوں نے اندون حالانکہ کوئی ایسا سبب قوی جسے آپس کے میل ملاپ
 میں خلل پڑے واقع نہوا تھا ایک ایک کی دغا بازی اور مکاری کا طریقہ اختیار کیا ہی
 چنانچہ پہلے تو انھوں نے تولون میں جو ملک فرانس کے متعلق ہندوستان سے
 ہی جہازوں کی طیاری کی اس طور پر کہ اُسکی غرض و غایت دوسروں کے
 منہ میں نہیں آسکتی تھی اور ان جہازوں کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب
 پیدا کرنے کے بعد شکر انبود اُنپر چڑھایا، اور بعض آدمیوں کو جو عربی زبان
 سمجھتا تھا اور قبل اسکے مصر کے ملک میں گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری
 کی بونایار ملی کو دی جو اس قوم کا سپہ سالار تھا چنانچہ سپہ سالار غاصب و

قصہ

(۷۴۰)

آن جہازوں وغیرہ جمہیت جزیرہ مالطہ کی صحت کوچ کر اُس مقام کو اپنے قبضے میں لایا، پھر بہانے سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کے سترھویں محرم سنہ ۱۲۱۳ میں اُسکے آسنے سے جا کر اکبادگی اپنے ساتھ کے کل شکر کو وہاں اتار جبرائیل شہر میں داخل ہو گیا، کچھ دنوں بعد اُس نے وہاں کے تمام فرقوں کے نزدیک عربی عبارت میں اشتہار نامے اس مضمون کے بھیجوا کر مشہور کر دیا کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ عرب و پیکار کار و کار نہیں فقط تادیب و تعذیب مصر کے بیگوں کی جنہوں نے گزشتہ دنوں میں قوم فرانسیس کے سودا گروں کے حال پر ذلت و ستم جائز رکھا البتہ منظور ہی اور سرکار موصوف سے بدستور سابق میل ملاپ کی راہ و رسم جاری و استوار، علاوہ عرب کے جتنے آدمی فرانسیسوں کی موافقت اختیار کرینگے اُنکے ساتھ حسن سلوک عمل میں آئیگا اور جو لوگ مخالف رہینگے موت کا مزہ چکھینگے، تعجب تو یہ ہی کہ اُن مفتریوں نے اور بھی بعض دوسری جگہوں خصوصاً ہمارے کسی کسی ہوا خواہوں کی سرکاروں میں کنا بدہاشاک مشہور کر دیا تھا کہ مصر کی مہم ہماری مرضی و صلاح سے واقع ہوئی اور حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے، بعد اسکے اُس رگڑ نے شہر و ضلع میں دخل کر لیا، تب تو دولت عثمانیہ کی فوجوں کے ساتھ جو شہر قاہرہ سے ان مصیبت زدوں کی مدد کو تعینات ہوئی تھیں مقابلے کی نوبت آئی، ہر ایک قوم اور ریاست کا قدیم سے معمول ہی کہ صلح کی مدت باقی رہتے کوئی آپس کی مملکت و علاقے پر دست انداز نہیں کرنا بلکہ جب خلاف عہد و دستور کوئی نئی بات سرزد ہوتی ہی تو پہلے اُسکی وجہوں سے ایک دوسرے کو آگاہی دینی جاتی ہی اور تا وقتیکہ جنگ کا پیغام آتا ہے درمیان نہ آجے جانبین کے نمائندوں پر ہر ہاتھ کی قصد سے سخت عمل میرا

آئی، برخلاف ان ضابطوں کے فرانسیسوں نے ہماری سرکار کے ساتھ
 ہمسائیگی کے ہمارے اور ان کے درمیان صلح و آشتی کے مقدمے میں کچھ خلل
 و رخنہ یا اور کسی طرح کی نااتفاقی یا لگاتار واقع ہو فریب کی راہ سے ایسی
 نئے موقع دئے جہت حرکتیں کیں جسے صریحاً ہماری سرکار کی سبکی اور ان
 لوگوں کی دغا بازی ظاہر ہوئی اور مصر کی سرزمین چون اس اعتبار سے کہ منقل قبلہ اہل
 اسلام مکہ معظمہ اور بھی مدینہ منورہ کے کہ مزار بابرکت حضرت رسالت پناہ
 علیہ السلام کا ہی واقع ہی سب مسلمانوں کے نزدیک متبرک و مکرم اور
 حرمین شریفین کے باشندوں کے اذوق اور رسد کا ذخیرہ گاہ بھی ہے، اسکے
 سوا قوم مذکور کے بعض نامے جو پکڑے گئے انکی عبارتوں سے اس معلوم
 ہوا کہ ان لوگوں کا اس طور پر قصد ہی کہ عرب کے ملک کو لیکے اُس میں
 چھوٹے چھوٹے صوبے بنائیں اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے دین و مذہب
 کے نسبت نابود اور خراب کرنے کے ارادے تری کی لڑائی کریں اور
 رفتہ رفتہ یکتلم انھیں دنیا سے ناپدید کر دیں اس قصد پر میں اتنی وجہوں کی جہت
 سے جو اوپر لکھنے میں آئیں ہمارے دل میں یہ بات سمائی ہی کہ توفیق الہی
 اور تائید رسالت پناہ کی استد سے ان دشمنوں اور دین کے بدخواہوں
 کے دفع کرنے میں ہر طرح کی یگانہ عمل میں لائیں، پس اُس برادرِ قدر دان کے
 ساتھ کہ دین و اسلام کی پستی و حمایت میں بواقعی شہرہ آفاق ہمیں چون حقیقت
 کی علاوہ دینی اخوت کے مدت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم ہمیں اور
 ارتباط و یگانگی کی جو رسمیں ہمیں طرفین سے ظہور میں آئیں جسے جانیں
 ملکوں میں بخوبی ملاپ کا طریقہ جاری ہوا، تو اب اُس برادر کی بلند
 سے اُمید قوی یہ ہے کہ غالباً وہ برادر ہر بان اس فرضے کی صفائی کے

فصل

(۷۴۷)

لیے اپنی خواہش دلی اور ثابت قدمی کے اقتضا سے حیات دین داری کا پاس کر کے حتی الوسع اس سرکار عالی کے ساتھ دو میان عزم و رزم سر کے متفق و معاون ہونے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرینگے اور ہم نے سناہی کہ لائون قوم فرانسیس نے اپنے قدیم دستور کے موافق سرکار انگریز کے علاقے کی سرحدوں میں ہندوستان کے درمیان درپردہ اقسام طرح کی سازش کی ہی اور اس تقریب سے درمیان قوم مذکور اور اس برادر کے نہایت موافقت و میل پیدا ہو اہی چنانچہ اُنکے سرداروں نے اس برادر جلیل القدر کی نوکری کے واسطے مصر کے رہنے فوجوں کی جمعیّت تعینات کرنے کا اقرار کیاہی سو ہم کو یقین حاصل ہی کہ فرانسیس لوگ جو لائون سمی و کوشش کر رہے ہیں انجام و نتیجہ اُسکا فراست کی نظر سے اس برادر خودہ دان کے نزدیک پوشیدہ و پنهان نہ ہینکا اور اُنکے مکر و فریب کے اظہار و نکاح بھی کچھ اعتبار و فروغ نہوگا، چونکہ اس قوم کے مقابلے کو اُدھر سے تو ناظران سرکار انگریز مستعد ہیں اور اُدھر ہم بھی اُنکے فتنہ و شور و شکر کے دفع کرنے پر آمادہ اس لیے کہ اُنھیں دو نون سرکار سے عناد ہی اس صورت میں دو نون سرکار کے سرداروں کو آس کی بجھتی کے سبب مناسب ہی کہ ہر طرح سے ایک دوسرے کی نائید و نفوہت کے شریک رہیں، اور بہ بات ایک جہان کے گوش زد ہو گئی ہی کہ فرانسیسوں کے سرداروں نے سب دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھ کے آزادی نام کا ایک نیا پٹنہ نکالا اور ہر حقیقت دہر کاٹ بقہ اختیار کیاہی یہاں تک کہ ملکوں پر پناہ دے دم کے جو یہاں کے قدیم ریہون سے ہی اور دیار فرنگی سارمی قوم کے پاس صاحب عزت و توقیر ہی، ظلم و تعدہ کا ہاتھ پھیلا

اور ریاست میسگران بھی جو بطور ریاست اجماعی کے بھی باد و صفت
 اسکے کہ مالک اُس ریاست کے قوم مذکور کی مہم میں اُنکی دشمنی کے
 در سے الگ رہے تھے بلکہ اُس زمانے میں اُنکی خدمت میں بجالائے تھے اُنکے
 قبضے سے اُس ریاست کے بالکل ملکوں کو دوسروں کی مدد سے لیکر آپس میں
 بانٹ لیا اور اُس ریاست کا نام و نشان دفتر ایام سے متا دیا اور بہر سرکار
 عثمانی کے ملکوں پر قوم مذکور نے ناخست کی اور بھی بعد اسکے جو انھیں
 ہندستان کے خزانے اور مال کی دھن ہی اس سے بیشک غرض اُنکی
 صرف یہی ہی کہ انگہ بزدن پر اذیت پہنچانے کے بہانے خدا نکرے تمام ہند
 لے لیں اور ہر ایک مسلمان کو دُعا سے باہر نکال دیں، کچھ ہو اس قوم کو
 ایک بار ہندستان میں داخل کر لینے کی برسی خواہش ہی تا دے خاطر خواہ اپنے جالے
 دل کے پھپھو لے تو رہیں اور اپنے دل کا بخار نکالیں جہاں کہیں اُن لوگوں نے
 داخل پایا ہی! سیطرح کی حرکتیں کی ہیں، الحاصل فرانسسوں کی قوم ایسی
 بے مروت ہی کہ اُنکے پھل اور دغل آمیز کی لگاوٹ کا کچھ پایاں نہیں اور جس جگہ
 وے قابو پاتے ہیں وہاں سوائے خلق اللہ کی جان و مال پر دست ستر دراز
 کرنے اور مذہب و ملت کے استبصال کرنے کے کچھ اور خیال نہیں رکھتے،
 پس جب یہ سب احوال اُس برادرِ قدردان کو معلوم ہو جائیگا تو رجائے واثق
 ہی کہ وہ برادرِ طریقتہ دین و اسلام کے اقتضا سے اپنے تمام مذہبوں کی کمک
 و مدد میں بلکہ قوم فرانسس کے شر و تزویر سے خطہ ہند کے بھی بچانے کے لئے
 طبع و جہد میں دریغ نہ فرمائیں گے، اور بر تقدیر یہ کہ اُس برادرِ قدردان
 ہم مذکور کے کچھ ارتباط میل ملاپ ہو اہی جیسا کہ ہم سنتے ہیں تو اُمید
 یہ کہ وہ برادرِ والا قد ر حال و استہال کے آغاز و انجام کے نتیجوں اور

مکتب

(۷۴۹)

اس مشیب و فراز کو جو اس دھب کی ملاوت میں منقور و ممکن ہی
 نرازدی دانش میں تول کر اسے احتراز لازم جانیں اور اگر کسی طرح
 فرانسس کے ساتھ شریک ہونے کا ارادہ یا انگریزوں سے لڑنے کا
 قصد رکھتے ہوں امید یہ ہی کہ اس نیت کو دل سے محو کر ڈالیں، الحاصل
 خلاصہ مطلب ہمارا یہ ہی کہ وہ قدر شناس انگریزوں پر برہمائی اور مترکہ
 آرائی کرنے سے باز آئیں اور فرانسس کے لطف و لبق نہ سنیں،
 اور جس صورت میں کہ اس برادر کو انگریزوں کی سرکار سے کچھ شکایت
 ہو تو ہمیں مفصلاً اس کا حال لکھ بھیجیں کہ اسکی صفائی کے لئے ادھر سے ہر طرح
 کی دوستانہ کوشش عمل میں آئے، تا متر خواہش ہماری یہ ہی کہ وہ
 برادر فرانسسوں کا میل ملاپ چھوڑ کر انگریزوں کے ساتھ موافقت اختیار
 کریں، اور ہم کو اس بات میں بری توقع ہی کہ وہ برادر قدردان اس
 مکتوب کی عبارات اور بھی اس ضرورت پر کہ اس جہاد میں تمام سالما نون
 و ہم مذہبون کو ان مکانات مترکہ کتیں اعدائے بدخواہ کے دخل سے نکال لینے
 کے لئے آپس میں شریک و معاون ہو کر اسکی شرطوں کا انجام کرنا واجب
 ہی فوض و فکر کر کے بہ پاسداری دین داری اس مہم میں جو تمام سرکاروں کا
 مقدمہ ہی ہر قسم کی سعی و کوشش اس معاونت میں بجالا کر اس وسیلے
 سے قدیم دوستی و ارتباط کی بنیاد کو کہ جانیں سے بطور شایستہ ان دونوں
 سرکاروں میں ثابت و قائم ہی مضبوط و استوار کریں، زیادہ کیا لکھے،

جواب خوند کار روم کے مکتوب کا شہر یار د کھن
تیو سلطان کی طرف سے جو مربی عبارت میں مرقوم تھا،

سب ستایش و حمد سراوار ہی اُس دادار کو جسے ملوک صاحب احتشام
اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسنام کو ایسا نور و ظہور بخشا،
اور درود و سلام اُس کے رسول مجتہد محمد مصطفیٰ اور انکی آل و اصحاب و اہل
پر جنہوں نے شریعت خیر الالام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا،
بعد اُسکے شہنشاہ جمجاہ، حکومت و اہل پناہ، ظل ملک صمد، الطاف ربانی
کا مورد، منبع دانش و عرفان، مجمع بر و امتنان، مقدس البجیش فیروز سی و اقبال،
برگزیدہ حضرت ذوالجلال، بادشاہ بروبحر، نائب اہل دادار اعنی سلطان روم
کی بارگاہ والاہین (پابندہ و دایم رکھے خدا اُسکے ملک و بادشاہی کو)، پوشیدہ
نرسہ، کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع مسلمین
کے ساتھ اُنکے عناد رکھنے اور بقلم مذہب و طریقے کو صفحہ جہان سے محو کر ڈالنے پر
مستمل، اور انگریزوں کی توصیف و تحسین اور درمیان اُنکے اور ہمارے
صفائی کر دینے کے لئے اُس عظمت و سنگاہ کے کفیل و عازم ہونے اور
ہم میں اُنہیں جو خصوصیت و دشمنی واقع ہی اُسکا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا،
نیکترین سامعین میں پہنچا اور سراسر مضمون اُسکا معلوم ہوا، خاطر عاظر پر
روشن و مبرہن ہو جو کہ ہم نے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قائم رکھنے
سے کسر باندھی ہی، اور فی الواقع فرانسیسون کی ذات جیسا کہ
نے لکھا ہی بری بیوفا اور سنگدل ہی ہم اُنکی برائیوں سے خوب آگاہ
اور چونکہ انگریزوں کی قوم نے اندون ہمارے ملک پر تاخت کرنے میں
ستی اور عرب و ہند کی طیاری کی ہی ہم پر بلکہ سب مسلمانوں پر جہاد

قصہ

(۷۹۱)

مواجب ہوئی ہی، توقع کہ جناب عالی اوقات خاص میں مناجات کر کے ہمت و دعا سے ہماری معاونت فرمائیں، بعد اسکے ہم سبکو فضل الہی اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہی، قبل اسکے ہم نے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہی۔ حسین بخوبی مفصل حالات مندرجہ میں، علاوہ اسکے مدینے کے دستے یوسف و زبیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہی، عنقریب بارگاہ والا میں حاضر ہو کر بالکل مقاصد و مطالب شرع و اراکشاں کرینگا، صلوة و سلام خدا کا نبی برحق اور اُسکی آل و اصحاب پر ہو جیو،

مکتوب مارکوئس و بلزلی گورنر جنرل ہنگالہ کی طرف سے ریٹائرڈ ولیم بنطک گورنر مدراس کو، اور یہ ایک سی اتھتالیسواں مکتوب ہی اُس جناب ثروت مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی تیسری جلد میں ہے،

حضرت من، آپ کا خط مسرت منط پچیسویں نومبر کا لکھا منضم کر نیل کنیل ناظم دیوار کی چٹھی کی نقل پر، حسین شاہزادہ عبدالخالق کے حکم سے ایک کنیرک کے قتل ہونے کی روایت مشکوک مرقوم نہیں آج پہنچا، از انجا کہ طیبو سلطان مرحوم کے فرزندوں کی عزت و آبرو اس بات کا اقتضا کرتی ہی کہ بے لوگ ہمارے دارالعدالت کی تفتیات و تکلیفات سے معاف و آزاد رہیں، پر ایسی رعایت خاص انہیں کے واسطے ہوگی اور انکے حشم خدم و ملازم اس حکم سے خارج ہیں، پس وہ شخص کہ عبد الخالق کی جانب سے اس شبہ کے قتل پر مامور ہوا تھا اُسے بیشک اس امر کی تفتیات و ریش کی جائیگی، تاہم نسبت اُسکے عدالت کے آئین کے رد سے فیصلہ صادر ہو اور بے قصور یا مجرم ہونا عبد الخالق کا ظاہر،

اُس کا غصہ کہ شتمل ہی اس مقدمے کے شخص و شخص پر جو دوزمیان و بلور کے عمل میں آیا اب معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو مدتی کے پاس زہر لیٹا دیا گیا ہے۔ خبر لی گئی تھی کہ صرف سچ کہہ دینے سے اُسکی جان بخشی اور رائی ہو جائیگی، حق تو یہ ہے کہ اس طرح کے خبر کرنے سے اُسکی مخلصی عدالت کی تجویز اور تعزیر سے نہیں ہو سکتی، بالابنہر اگر اُسکے قصور ثابت ہونے پر بھی اسطور کا وعدہ ہوا ہے، جس کا اوپر ذکر گذرا تو بالضرور اُسکی جان بخشی کے حکم دینے کا اُس جناب کو اختیار ہے، اگر گماشتہ مذکور کی تحقیقات سے عبد الخالق پر تہمت ثابت ہو تو وہ ایسی مراغہ کے لائق ہی کہ اُسکی تنخواہ کم کر دی جائے اور قید و بند کی سختی زیادہ، اگر سچی گواہی سے صاف ظاہر ہو کہ عبد الخالق نے ایسا سنگین جرم کیا ہے تو آپ و بلور کے ناظم کے نام حکم صادر فرمائیں کہ شاہزادہ مذکور کو جواب دہی کی مہلت دے تا وہ اپنی صفائی آپ کی جناب میں ظاہر کرے، اور جب وہ اپنی صفائی آپ کی جناب میں ظاہر کرے اور اپنی بیگناہی کا حال لکھے تو اُسکے اظہار کے دریافت کرنے کے بعد اگر عبد الخالق آپ کے نزدیک مجرم ٹھہرے تو التماس یہ ہے کہ کم سے کم اُسکی تنخواہ آدھون آدھ کمانے اور و بلور کے قلعے میں مقید رکھنے کو جو چھ مہینے سے کم نہ ہو حکم کیجیگا، یہ مناسب ہے کہ عدالت کے آئین قدیم کے موافق عبد الخالق کی بازخواست کر جائے لیکن عبرت کے لئے چونکہ مصاحفہ ایسے برے گناہ گار بھی بند کرنی چاہئے کہ لا اقل مدت مذکور تک اُسپر حدود و تعزیر عمل میں آئے، لکھا ہوا آدھنبر کی نوین سنہ ۱۰۸۰۳ ع کا،

وقت

غلط نامہ حملات حیدری

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|------|----------|----------|------|------|-------|-------|
| ۶ | ۱۲ | ہنگار | ہنگالے | ایضا | ۲۰ | ۶۰۰۰۶ | ۶۰۰۰ |
| ۷ | ۱۳ | کرتے | کرتے | ایضا | ۲۱ | ۰۰۰۲ | ۲۰۰۰ |
| ۸ | ۱ | رکھے | رکھتے | ۲۹ | ۳ | یپورا | یپور |
| ۹ | ۹ | اسکارس | اسکریس | ۳۱ | ۳ | مبزل | مبزل |
| ایضا | ایضا | اسکر | اسکری | ایضا | ۲۰ | حما | جما |
| ایضا | ۱۱ | دار | وار | ۳۲ | ۷ | زارا | دارا |
| ۱۰ | ۲ | چشمہ | چشمہ | ۳۳ | ۹ | جو | چون |
| ایضا | ۲۰ | رہتے | رہتے | ایضا | ۱۳ | نشتہ | نشتہ |
| ۱۶ | ۱ | حصہ | حصے | ایضا | ۱۰ | ساز | باز |
| ۱۷ | ۶ | دار | وار | ۳۴ | ۱۶ | دار | وار |
| ۱۸ | ۱۳ | جوتیان | چوتیان | ۲۵ | ۱ | یسی | بینی |
| ایضا | ۱۷ | ہزار | تین ہزار | ۳۶ | ۸ | چھوڑا | پھڑا |
| ۲۴ | ۵ | اودہ | اودہ | ۳۷ | ۸ | رسم | رسم |
| ایضا | ۱۸ | نومان | نومان | ایضا | ایضا | عقیدہ | عقیدے |
| ۲۵ | ۵ | چھوڑا | چھڑا | ایضا | ۹ | لہ | لہ |
| ۲۶ | ۲ | کے | کے | ۳۸ | ۱۲ | کٹی | کٹی |
| ۲۷ | ۱۲ | ۲۹۰۰۰۰۰۰ | ۲۹۰۰۰۰۰۰ | ایضا | ۱۸ | سانہ | سانہ |
| | ۶ | | کر | ایضا | ۲۱ | بک | بک |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|-----|--------------|--------------|------|------|--------------|--------------|
| ۳۹ | ۰ | زیادہ | زیادہ | ایضا | ایضا | بنکی | بنکی |
| ۴۰ | ۱ | اُس کے | اُس کی | ۵۴ | ۷ | عالیہ قدر کے | عالیہ قدر کی |
| ایضا | ۳ | سرے | سری | ۵۵ | ۲ | سابقہ کی | سابقہ کی |
| ایضا | ۹ | اپنے | اپنی | ایضا | ۳ | سعادہ | سعادہ |
| ایضا | ۱۳ | زمان | زبان | ایضا | ۵ | تہوڑے | تہوڑے |
| ایضا | ۱۶ | موافق اُن کے | موافق اُن کی | ایضا | مرتے | مرتبے | مرتبے |
| ۴۱ | ۱۱ | افزایش | افزایش | ایضا | ۶ | سرگردگی | سرگردگی |
| ایضا | ۱۷ | باشندہ | باشندے | ایضا | ایضا | کے | کی |
| ایضا | ۲۰ | ایسے | اپنی | ایضا | ایضا | میر کے | میر کے |
| ۴۲ | ۲ | کے | کی | ایضا | ۱۰ | سکر | سکر |
| ایضا | ۱۳ | روز کی | روز کے | ایضا | ۱۳ | سینہ | سینے |
| ۴۳ | ۶ | مرتہ | مرتبے | ایضا | ۱۶ | یے | نے |
| ایضا | ۲۱ | کی | کا | ایضا | ایضا | صلہ | صلے |
| ۴۶ | ۱۲ | کے | کی | ایضا | ۲۰ | پیدا ہو | پیدا ہوا |
| ۴۹ | ۵ | رکھتا | رکھنا | ایضا | ایضا | نے | نے |
| ۵۱ | ۴ | کے ساتھ | کے ساتھ | ۵۶ | ۵ | اسٹینا | استعفا |
| | ۶ | طبیبہ | طبیبے | ایضا | ۸ | تی | تے |
| | ۳ | کے | کی | ۵۷ | ۴ | بک | ایک |
| | ۱۵ | سرگردگی | سرگردگی | ایضا | ۱۱ | کے | کی |
| | ۲۰ | کے | کی | ۵۸ | ۱ | ماری | ماری |

فہرست

(۳)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|-----|--------------|--------------|------|-----|-----------|----------|
| ایضا | ۱۳ | کے | کی | ایضا | ۱۲ | دیکھائی | دیکھائی |
| ایضا | ۱۸ | کے | کی | ایضا | ۱۲ | میرے | میری |
| ایضا | ۲۰ | لیارہ | گیارہ | ۷۲ | ۱۳ | چیز | چیز |
| ۶۰ | ۱۱ | اعتماد | اعتقاد | ایضا | ۲۰ | برہانا | برہانے |
| ۶۱ | ۱۳ | کوچ | کوچ | ایضا | ۲۱ | بہانہ | بہانے |
| ۶۲ | ۵ | کرے | کرنے | ۷۶ | ۳ | کال | کامل |
| ۶۳ | ۳ | سرگردگی | سرگردگی | ایضا | ۱۳ | کا | کی |
| ایضا | ۸ | کے | کی | ایضا | ۱۷ | میکار کے | میکار کی |
| ایضا | ۱۳ | او | اور | ۷۷ | ۱۲ | کے | کا |
| ۶۷ | ۱۸ | درا | ورا | ۷۸ | ۳ | جہاں خانہ | جیل خانہ |
| ۶۸ | ۶ | روز | روزہ | ایضا | ۱۱ | پرورد | پرورد |
| ایضا | ۸ | بد | بد | ۷۹ | ۷ | پاندے | پاندہی |
| ۶۹ | ۱۸ | بھڑا | بھڑائی | ایضا | ۱۲ | بسرگردگی | بسرگردگی |
| ۷۰ | ۱۷ | ہوئی | ہوئیں | ۸۰ | ۱۶ | پاندے | پاندہی |
| ۷۱ | ۳ | کی بھاری تھی | کا بھاری تھا | ۸۳ | ۹ | بسرگردگی | بسرگردگی |
| ایضا | ۶ | کی | کے | ایضا | ۱۴ | چھوڑا | |
| ایضا | ۹ | کے | کی | ایضا | ۱۴ | چھوڑا | چھوڑا |
| ایضا | ۱۱ | برے | برآ | ۸۶ | ۱۳ | کی | |
| ۷۲ | ۱ | لے | کا | ۸۷ | ۱۲ | اُسکے | |
| ۷۳ | ۳ | جنس | جنس | ۸۸ | ۱۸ | قہجے | |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|------|--------|--------|------|------|------------|------------|
| ایضا | ایضا | پرورد | پرورد | ۱۰۰ | ۱ | قلعہ | قلعہ |
| ۹۰ | ۱۰ | اُسکے | اُسکی | ایضا | ۲ | قلعہ | قلعہ |
| ایضا | ۱۶ | ادرا | ادرا | ایضا | ۳ | روئے | روئے |
| ۹۲ | ۱۳ | کے | کی | ایضا | ۱۲ | بر | بر |
| ایضا | ۱۸ | اپنے | اپنی | ایضا | ۱۵ | کے | کی |
| ۹۳ | ۲ | گتھری | گتھری | ۱۰۸ | ۱۶ | چارو | چارو |
| ایضا | ۵ | اپنے | اپنی | ایضا | ایضا | کھانے | کھانے |
| ۹۵ | ۳ | قلعہ | قلعہ | ایضا | ایضا | چارو | چارو |
| ۹۶ | ۱۲ | قلعہ | قلعہ | ایضا | ۱۹ | ذمہ | ذمہ |
| ایضا | ۱۳ | قلعہ | قلعہ | ۱۰۹ | ۸ | رکھنا | رکھنے |
| ۹۷ | ۴ | سہمیاب | سہمیاب | ایضا | ۱۸ | دئے | دئے |
| ایضا | ۹ | حوالہ | حوالہ | ۱۱۲ | ۲ | زمانے | زمانے |
| ایضا | ۱۸ | خانہ | خانہ | ایضا | ۵ | زمانہ | زمانے |
| ایضا | ۱۹ | کے | کی | ایضا | ۱۱ | کر | کر |
| ۹۸ | ۱ | ادرا | ادرا | ۱۱۷ | ۱۶ | کرنا | کرتی |
| ایضا | ایضا | پانچے | پانچ | ایضا | ۱۹ | اُسکے | اُسکی |
| ایضا | ۸ | حیلہ | حیلہ | ۱۱۸ | ۲ | اُسکی | اُسکے |
| ایضا | ۲ | زبان | زبان | ایضا | ۱۱ | پانہ پکاری | پانہ پکاری |
| ۱ | ۱ | ورڈ | ورڈ | ایضا | ۱۳ | نا | نے |
| ۲۱ | ۲۱ | کے کان | کی کان | ایضا | ایضا | قصیدہ | قصیدہ |

فہرست

(۰)

| صفحہ | مطر | غلط | صحیح | صفحہ | مطر | غلط | صحیح |
|------|------|----------|----------|------|-----|-------------|-------------|
| ایضا | ۱۶ | ماہلے | ماہلے | ۱۳۳ | ۱۲ | فامالے | فامالے |
| ۱۱۹ | ۶ | بھی | بھی | ۱۳۴ | ۱۰ | مقصدی | مقصدی |
| ایضا | ایضا | انھوں نے | وے | ۱۳۵ | ۲ | اُسکی | اُسکے |
| ایضا | ۱۶ | چمڑے | چمڑے | ایضا | ۱۲ | مادھو | مادھو |
| ۱۲۰ | ۱۶ | لے | کے | ایضا | ۱۶ | ہے | ہے |
| ایضا | ۱۸ | رکھے تھے | رکھی تھی | ایضا | ۲۱ | کی | کے |
| ۱۲۱ | ۳ | تھیں | تھیں | ۱۳۶ | ۱۵ | سینہ | سینے |
| ایضا | ایضا | طیار | طیار | ایضا | ۲۱ | بٹ | پشت |
| ایضا | ۱۲ | دنی | دنی | ۱۳۹ | ۲ | سولا | سلا |
| ایضا | ۲۰ | جلے | جلے | ۱۴۱ | ۲ | کی | کے |
| ۱۲۳ | ۹ | تھا | تھی | ۱۴۲ | ۹ | زمرہ | زمرے |
| ایضا | ۱۵ | دیکھا | دکھا | ایضا | ۱۲ | بہادر کے | بہادر کی |
| ۱۲۴ | ۲۱ | اُسے | اُسے | ایضا | ۱۸ | خان لے | خان کی |
| ۱۲۵ | ۵ | خُور | منصور | ۱۴۴ | ۴ | تیرا سی | ترا سی |
| ایضا | ۱۲ | اپنے | اپنی | ایضا | ۱۲ | ملاحظہ | ملاحظے |
| ایضا | ۱۸ | کسی | کسی | ایضا | ۱۹ | جکے | جکی |
| ۱۲۷ | ۱ | نقماز | نقماز | ۱۴۸ | ۲ | جکے | جکی |
| ایضا | ۶ | پچھلے | پچھلے | ایضا | ۱۶ | کرے | گرے |
| ۱۲۶ | ۱۷ | راجونکی | راجونکی | ایضا | ۲۱ | دھار وار کے | دھار وار کے |
| ۱۳۲ | ۷ | چرونی | چرونی | ۱۴۹ | ۸ | قنہ | قنہ |
| ایضا | ایضا | ہرونی | ہرونی | ۱۵۰ | ۱۰ | بیت | بیت |
| ایضا | ۸۰ | ہرونی | ہرونی | ایضا | ۱۷ | اپنے | اپنے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---------|------|--------------|------------|------|------|------------|-----------|
| ایضا ۱۸ | ہمین | مرہتہ | مرہتہ | ۱۷۴ | ۳ | غلط | صحیح |
| ۱۹۲ | ۱۰ | ساتھ | اپنی | ایضا | ایضا | اپنے | اپنے |
| ۱۹۵ | ۶ | اٹھا | سر | ۱۷۳ | ۲ | سر | سر |
| ایضا | ایضا | جہنم | خانہ | ایضا | ۱۲ | خانہ | خانہ |
| ایضا | ۱۰ | کر | خیمہ | ۱۷۶ | ۸ | خیمہ | خیمہ |
| ایضا | ۲۱ | ہمین | جیسے | ۱۷۷ | ۱ | جیسے | جیسے |
| ۱۹۶ | ۱۳ | کی | ہفتہ | ایضا | ۲ | ہفتہ | ہفتے |
| ۱۹۹ | ۷ | سائے | عشرہ | ایضا | ایضا | عشرہ | عشرے |
| ایضا | ۱۲ | گرو | پیادہ | ایضا | ۱۲ | پیادہ | پیادے |
| ۱۶۱ | ۷ | بزرگوار | پروانہ | ۱۷۹ | ۲ | پروانہ | پروانے |
| ایضا | ۱۰ | یحییٰ | مظاہر | ایضا | ۱۲ | مظاہر | مظاہر |
| ایضا | ۱۶ | اُسکی | قلعہ | ایضا | ۲۰ | قلعہ | قلعے |
| ۱۶۳ | ۵ | درخشان کی | ہاتھیوں نے | ۱۸۰ | ۱۵ | ہاتھیوں نے | ہاتھی |
| ۱۶۵ | ۶ | بالا گھات کے | مرہتہ | ۱۸۱ | ۱۸ | مرہتہ | مرہتے |
| ایضا | ۱۳ | اُسکی | مقابلہ | ایضا | ۱۹ | مقابلہ | مقابلے |
| ایضا | ۱۷ | اُسکی | کی | ۱۸۳ | ۱۶ | کی | کے |
| ایضا | ایضا | گذری | کے | ۱۸۴ | ۱۲ | کے | کی |
| ایضا | ۲۰ | کے | توشک خانہ | ایضا | ۱۸ | توشک خانہ | توشک خانے |
| ۱۹۰ | ۱۵ | مرہتہ | قلعہ | ۱۸۶ | ۱۰ | قلعہ | قلعے |
| ۱۹۱ | ۱۶ | نھی | قلعہ | ایضا | ۱۲ | قلعہ | قلعے |
| ۱۹۲ | ۱۶ | حید | قلعہ | ایضا | ۱۵ | قلعہ | قلعے |
| ۱۹۳ | ۱۸ | خزانہ | نخوت | ۱۸۸ | ۳ | نخوت | نخوت |

فہرست

(۷)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|------|------------|------------|------|-----|----------|----------|
| ایضا | ایضا | استکبار | استکبار | ۲۲۱ | ۱۸ | نرک-راد | نرک-راد |
| ۱۹۱ | ۲ | ابروی | ابروی | ۲۲۲ | ۱۷ | لے | لے |
| ۱۹۲ | ۱۱ | اٹھایا تھا | اٹھائی تھی | ۲۲۳ | ۲ | ینگت | ینگت |
| ایضا | ۱۳ | تمہارا | تمہارے | ایضا | ۱۹ | مرد و خد | مرد و خد |
| ۱۹۳ | ۱۲ | قلعہ | قلع | ۲۲۵ | ۷ | اندیشہ | اندیشہ |
| ۱۹۵ | ۱ | قلعہ | قلعے | ایضا | ۸ | اپنے | اپنی |
| ایضا | ۹ | قلعہ | قلعے | ایضا | ۱۲ | مرد و خد | مرد و خد |
| ایضا | ۸ | قلعہ | قلعے | ۲۲۶ | ۱ | مرد و خد | مرد و خد |
| ایضا | ۹ | گول | گولے | ایضا | ۱۲ | اذوق | اذوق |
| ایضا | ۱۰ | قلعہ | قلعے | ایضا | ۱۶ | مشوبات | مشوبات |
| ۱۹۷ | ۱۰ | قلعہ | قلعے | ۲۲۷ | ۱۶ | اد | اد |
| ۱۹۹ | ۱۶ | قلعہ | قلعے | ایضا | ۲۰ | کی | کے |
| ۲۰۰ | ۸ | اذوق | اذوقے | ۲۳۱ | ۷ | حیمہ | حیمہ |
| ۲۰۱ | ۱۲ | قاعدہ | قاعدے | ایضا | ۸ | حلم | حلم |
| ۲۰۲ | ۱ | سوار | سوار | ۲۳۲ | ۵ | کے | کے |
| ایضا | ۱۹ | اذوق | اذوقے | ۲۳۳ | ۱۲ | بہالت | بہالت |
| ۲۰۵ | ۷ | مصالحہ | مصالحے | ایضا | ۱۶ | نرکھ | نرکھ |
| ۲۰۷ | ۱۲ | مرد و خد | مرد و خد | ۲۳۵ | ۹ | باہر | باہر |
| ایضا | ۲۱ | روسی | روسی | ۲۳۶ | ۱ | لو | لو |
| ۲۱۱ | ۳ | داخل | داخل | ۲۳۸ | ۲۰ | ملا | ملا |
| ایضا | ۱۰ | صلح | صلح | ۲۳۹ | ۲۰ | منل | منل |
| ۲۱۲ | ۰۲ | نشی | نشی | ۲۴۳ | ۹ | کے | کے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|------|---------|---------|------|-----|----------|----------|
| ایضا | ۱۵ | اذوق | اذوقے | ۲۷۴ | ۲۰ | ماش | ماش |
| ۲۴۴ | ۱۸ | ایسے | ایسی | ۲۷۸ | ۴ | سلتا | سلتا |
| ایضا | ۲۰ | بھرتے | بھرتے | ۲۷۹ | ۱۲ | عمل | عمل |
| ۲۴۹ | ۸ | لے | کے | ۲۸۱ | ۶ | کھر | کھر |
| ۲۵۳ | ۳ | جدا | جنا | ۲۸۲ | ۷ | رکھیں | رکھیں |
| ایضا | ۱۹ | کی | کے | ایضا | ۲۰ | حوالہ | حوالہ |
| ۲۵۶ | ۳ | پال | پالے | ۲۹۰ | ۱۴ | بنو بی | بنو بی |
| ایضا | ۱۶ | اذوق | اذوقے | ۲۹۱ | ۱۷ | مسلح | مسلح |
| ۲۵۷ | ۱۳ | کوٹہ | کوٹے | ۲۹۴ | ۲ | انگریزوں | انگریزوں |
| ۲۵۹ | ۲۱ | بر | پر | ایضا | ۷ | سنکری | سنکری |
| ایضا | ایضا | برشاہین | برساوین | ایضا | ۸ | کٹی | کٹی |
| ۲۶۲ | ۱۹ | کی | کے | ۲۹۵ | ۱۱ | جست | جست |
| ۲۶۳ | ۱ | لھول | لھول | ۲۹۶ | ۱۴ | ایب | ایب |
| ۲۶۴ | ۲ | اذق | اذوقے | ۲۹۸ | ۷ | ور | ور |
| ایضا | ۱۷ | ترا | پرا | ایضا | ۸ | یہ | یہ |
| ۲۶۵ | ۱۹ | مکوٹہ | مکوٹے | ۳۰۰ | ۱۲ | بیٹھتے | بیٹھتے |
| ۲۶۶ | ۱۰ | اُس سے | اُسے | ۳۰۱ | ۱۰ | اُنکے | اُنکی |
| ایضا | ۱۴ | یک | ایک | ۳۰۴ | ۱۹ | نیزہ | نیزہ |
| | | دروازہ | دروازے | ۳۰۵ | ۱ | نورگ | نورگ |
| | | ارادہ | ارادے | ایضا | ۱۴ | ہنسی | ہنسی |
| | | شا کوٹہ | شا کوٹے | ۳۰۶ | ۴ | کی | کی |
| | | اد | اد | ایضا | ۱۳ | ہوتا | ہوتا |

فہرست

(۱)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|------|-----------|-----------|------|-----|--------------------|--------------------|
| ۳۰۷ | ۱۳ | سید | سید | ۲۰ | ۱۵ | ایضا | ایضا |
| ۳۰۹ | ۱۰ | شاد بانی | شاد بانی | ۳۲۹ | ۱۰ | سواران | سواران |
| ۳۱۳ | ۱۰ | حملہ | حملہ | ایضا | ۱۸ | سہ انجام | سہ انجام |
| ۳۱۵ | ۱ | سرگردگی | سرگردگی | ۳۵۲ | ۲ | اذوقہ | اذوقہ |
| ۳۱۷ | ۱ | شونقہ | شونقہ | ۳۵۹ | ۷ | طرح | طرح |
| ۳۱۸ | ۱ | با | با | ۳۶۳ | ۱۲ | انگریز | انگریز |
| ۳۱۹ | ۱ | یک | یک | ۳۶۶ | ۲ | کوچ | کوچ |
| ۳۲۰ | ۶ | خیمہ | خیمہ | ۳۷۰ | ۱ | خوابگاہ | خوابگاہ |
| ایضا | ۱۹ | سہیسا میں | سہیسا میں | ایضا | ۱۵ | پھر | پھر |
| ۳۲۳ | ۱۵ | ایسے | ایسے | ۳۷۴ | ۲ | ای کب س ہی کراب اس | ای کب س ہی کراب اس |
| ایضا | ایضا | بھتیجے | بھتیجے | ۳۷۵ | ۶ | مابت | مابت |
| ۳۲۶ | ۱۵ | انگریز | انگریز | ۳۷۶ | ۲۱ | حریف | حریف |
| ۳۲۷ | ۳ | منصوبہ | منصوبہ | ۳۷۸ | ۲ | لرے | لرے |
| ۳۲۸ | ۱۹ | لردیا | لردیا | ۳۷۹ | ۱۴ | سوقت | سوقت |
| ۳۳۰ | ۳ | طبہ | طبہ | ۳۸۶ | ۳ | تارنا | تارنا |
| ۳۳۳ | ۲ | کس | کس | ایضا | ۲۱ | آئندہ | آئندہ |
| ایضا | ۱۸ | بر | بر | ۳۹۶ | ۵ | طمار | طمار |
| ۳۳۷ | ۱ | قلعہ | قلعہ | ۳۹۸ | ۱ | انگریز | انگریز |
| ۳۳۸ | ۱ | گی | گی | ایضا | ۱۴ | پرا | پرا |
| ۳۴۰ | ۷ | جنگ | جنگ | ۴۰۰ | ۲۱ | عیسا | عیسا |
| ۳۴۱ | ۱۰ | سلاج | سلاج | | | | |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط |
|------|-----|---------------|---------------|------|-----|-----------|
| ۲۰۱ | ۲۱ | کبی | کی | ۲۶۲ | ۱ | ر |
| ۲۰۲ | ۲ | ث | ت | ۲۷۱ | ۱ | کے |
| ۲۰۳ | ۱ | خاندان | خاندان | ۲۷۲ | ۱۶ | افروختہ |
| ۲۰۷ | ۲۱ | لہ | کہ | ۲۷۶ | ۱۰ | گھبرا گئے |
| ۲۰۸ | ۱ | بادریون | بادریون | ۲۷۷ | ۱۲ | جنگلی پٹ |
| ۲۱۷ | ۱۵ | مینے | اپنے | ۲۸۰ | ۱۷ | رکھنے |
| ۲۲۳ | ۱۰ | نگہبان | نگہبان | ۲۸۲ | ۱۰ | کے |
| ۲۲۸ | ۱۰ | سپاہیوں | سپاہیوں | ۲۸۳ | ۲۱ | دنا |
| ۲۳۲ | ۴ | گزارش | گزارش | ۲۸۵ | ۱۰ | ہوئی |
| ایضا | ۱۵ | دیکھتے دیکھتے | دیکھتے دیکھتے | ۲۸۸ | ۱۶ | پشت مبارک |
| ۲۳۳ | ۱۱ | اُسکی | اُسکی | ۲۸۹ | ۱ | ایشان |
| ایضا | ۲۱ | لپٹنی | لپٹنی | ایضا | ۱۵ | کچھ |
| ۲۳۹ | ۱ | روئے | روئے | ایضا | ۲۰ | کچھ |
| ۲۴۲ | ۲۱ | چوتھ | چوتھ | ۲۹۲ | ۶ | ترکھتا |
| ۲۴۷ | ۳ | بن | بن | ۲۹۸ | ۸ | گیا |
| ۳۵۱ | ۲۰ | مصالحے | مصالحے | ۳۰۰ | ۵ | خون |
| ۳۵۲ | ۲۱ | بھر | بھی | ۳۰۲ | ۵ | لے |
| | | ستارہ | ستاریکو | ۳۰۹ | ۱۳ | فرنگستانی |
| | | بر | پر | ۳۱۵ | ۲ | میں |
| | | ضر | ضرور | ایضا | ۴ | بر |
| | | نور | نامور | ۳۲۵ | ۲۱ | پینچا |

فہرست

(۱۱)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|------|----------------|------------|------|-----|----------|---------|
| ۵۶۴ | ۱ | لھول | کھول | ۵۲۹ | ۱ | موصوف | موصوف |
| ایضا | ۴ | ہوئے | ہوئے | ۵۳۰ | ۲۱ | کے | کے |
| ایضا | ایضا | حائب | حائب | ۵۳۱ | ۱۰ | پہنچ | پہنچ |
| ۵۶۵ | ۲۰ | لے | کے | ۵۳۲ | ۱۹ | کرتی | کرتی |
| ایضا | ۲۱ | ہراوہر | ہراوہر | ۵۳۳ | ۱۸ | لی | لی |
| ۵۶۶ | ۱۵ | پرے | پرے | ۵۳۴ | ۹ | بور | بور |
| ۵۶۷ | ۵ | منگل | منگل | ۵۳۸ | ۸ | کے | کے |
| ۵۷۰ | ۸ | لو | لو | ۵۳۹ | ۳ | پشاکین | پشاکین |
| ۵۷۱ | ۱۶ | لچھ | لچھ | ایضا | ۹ | ہو | ہو |
| ۵۷۳ | ۱۳ | طرف | طرف | ایضا | ۱۰ | فہ | فہ |
| ۵۸۳ | ۱ | لو لو ان لی | لو گو ن کی | ۵۴۲ | ۱۵ | گھبرا | گھبرا |
| ۵۸۵ | ۲۱ | لو | کو | ۵۴۳ | ۱ | کا | کا |
| ۵۹۲ | ۱ | لئے | لئے | ۵۵۶ | ۱ | لو | لو |
| ۵۹۴ | ۹ | کرے | کرے | ۵۵۷ | ۴ | ساعان کے | غذیم کے |
| ۵۹۵ | ۱۶ | شادی | سا | ۵۵۸ | ۱۰ | اُسے | اُسے |
| ۵۹۶ | ۸ | لچھری | | ایضا | ۲۱ | ناصر | ناصر |
| ایضا | ایضا | ہزار | | ۵۵۹ | ۱۴ | جلی | جلی |
| ایضا | ۱۶ | سناطین | | ۵۶۰ | ۱۴ | لھمم | لھمم |
| ۵۹۷ | ۹ | پھول | | ۵۶۲ | ۸ | سانھ | سانھ |
| ۶۰۰ | ۲۱ | نہر | | ۵۶۳ | ۲۱ | کرے | کرے |
| ۶۱۵ | ۳ | اسلام حمت املا | | | | | |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط |
|------|-----|----------|-----------|------|-----|---------|
| ۶۱۷ | ۸ | لہ دینا | کر دینا | ۶۶۲ | ۲ | خاف |
| ۶۱۹ | ۱۰ | تو بون | تو بون | ایضا | ۲۱ | بیہکمر |
| ۶۲۰ | ۱۶ | لہو | لہو | ۶۶۳ | ۳ | کے |
| ۶۲۲ | ۱۰ | محرم | محرم | ایضا | ۱۰ | کے |
| ۶۲۳ | ۱ | سلام | سلام | ۶۶۴ | ۲ | پر |
| ۶۲۵ | ۱۷ | بیچے | بیچے | ایضا | ۵ | ور |
| ۶۲۶ | ۶ | نشان | نشان | ایضا | ۶ | کے |
| ۶۲۷ | ۱ | مازندرن | مازندران | ۶۸۰ | ۲۱ | نظمیم |
| ایضا | ۵ | دوسے | دوسرے | ۶۸۲ | ۱۰ | سیکار |
| ایضا | ۱۶ | لے | کے | ۶۹۱ | ۱۲ | عدا |
| ۶۲۸ | ۱۲ | الہسویں | الکھیسویں | ۶۹۳ | ۱ | لہتی |
| ۶۳۲ | ۱ | انجام | گنجام | ۷۱۲ | ۱۹ | جا |
| ۶۳۶ | ۲۱ | خارون | چارون | ۷۱۳ | ۱ | ہ |
| ۶۳۹ | ۱ | مادانی | مادانی | ۷۲۸ | ۱۲ | تے |
| ۶۴۹ | ۳ | کاری ساز | کاری ساز | ۷۳۰ | ۱۷ | بجالتے |
| ۶۵۵ | ۳ | پن سہی | پان سہی | ۷۳۲ | ۱ | پرے |
| ۶۵۸ | ۱۷ | سوئے | جونے | ۷۴۷ | ۱۹ | طریقہ |
| ۶۶۰ | ۱۲ | لا لہر | لا لہر | ۷۴۹ | ۱۳ | مترک |
| | | ہندوون | ہندوون | ۷۵۲ | ۳ | کہ بیٹے |

Amambara Collection

National Library
Calcutta-27.